خالق کونیات

تمہید کونیات:

حمد و ثناء اس ذات کیلئے سزاوار ہے جس نے اپنے آخری نبیؐ پر آخری کتاب نازل کی تاکہ اپنے بندوں کو نذارت و بشارت دی جائے حمد و ستائش اس ذات کیلئے جس نے کتاب کو غیر ذی عوج نازل کیا۔

حمد و ستائش و شکر بے نہایت اس ذات کے لئے مخصوص ہے جس نے آسمان و زمین میں اپنے وجود کی نشانیاں رکھی ہیں سورہ غاشیہ آیت:۳ منزہ ہے وہ ذات جس کے لئے ہر چیز میں نشانی ہے منزہ ہے وہ ذات کہ ہر وجود میں جس کی عظمت و وحدانیت کے لئے آیتیں ہیں حمد و ستائش اس کے لئے مخصوص ہے جس نے ہمیں حکم دیا ہے کہو الحمد للہ وہ ہمیشہ اپنی نشانیاں دکھائے گا اور صاحبان علم کو جلدی پتہ چلے گا کہ یہ آیات رب کریم کی طرف سے ہیں

قرآن کریم میں جب بھی جس نے اللہ کے وجود و وحدانیت میں شک و ریب کیا۔

۱۔عالم غیب کی بھی اقسام انتہائی صفر کی وجہ سے غائب ہے۔

۲۔انتہائی دور کی وجہ سے غائب ہیں۔

۳۔عالم محسوسات استعمال ہونے کی وجہ سے غائب ہیں۔

۴۔ابھی تکون نہیں ہوا ہے۔

۵۔اس کی خلقت ہی بشر کے لئے نامرئی ہے۔جیسے ملائکہ و جن

۶۔تکون جوھری تکون عرض ہے۔

غیب الغیوب ذات باری تعالیٰ کو رویت میں ممکن نہیں انقلاب وجود عامی کے لئے محال ہے۔

بدایۃ الکون یہ کونیات تمام کے تمام عدم محض سے وجود میں آئی ہیں۔

کائنات پہلے ایک مانع کے تھا اس میں انفجار آئے ستارے بنے ہیں و ما بینھما بنے ہیں۔

ان کو کہا ہے قل انظروا مافی السمٰوٰت والارض (آیت صحیح لکھنا ہے) اولم ینظروا (آیت صحیح لکھنا ہے) سورہ اعراف آیت:۱۸۵ سورہ ق آیت:۶ سورہ جاثیہ آیت ۱۷ تا ۲۵ سورہ روم آیت:۵۰ سورہ انعام آیت:۸۹ سورہ یونس آیت:۱۰۱ سورہ عنکبوت آیت:۲۰ سورہ واقعہ آیت:۶۳، ۶۸، ۷۱ سورہ حج آیت:۶۲، ۶۵ سورہ نور آیت:۳ سورہ لقمان آیت:۲۸ سورہ روم آیت:۲۳، ۲۴، ۲۹ (آیتوں کو لکھنا ہے) ان آیات میں بشریت کو بصورت عامہ اور صاحبان عقل و شعور کو کہا ہے اس کتاب تکوینی کو پڑھو اس کی ورق گردانی کرو اس کی ترکیب جملات کو دیکھو اس کتاب کی تنظیم کرنے والا کون ہے ان گزشتہ آیات میں آنکھ کھول کے اس آیت تکوینی کو پڑھنے کی دعوت دی ہے کسی کو بھی جب بھی نبی کریم کی نبوت پر دل میں ریب و شک ہو جائے تو قرآن کو پڑھو اس کتاب پہ نظر کرو، اس کتاب کو کون لایا ہے۔

خالق کونیات ﴿۳﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

اے معبود برحق میں حمد وثنا اتنی کر سکتا ہوں جتنا تو نے استطاعت دی ہے تو غیر محدود ہے میں محدود و مقصور ہوں تیری الطاف وعنایات لانہایت ہیں میں اس کا شکر ادا نہیں کر سکتا ہوں میں تیری کس نعمت کا شکر کروں تیری بہت سی نعمتیں ابھی تک مجھے پتہ ہی نہیں ہیں حمد وستائش اس ذات کے لئے مخصوص ہے جس نے اپنی مخلوقات کو اپنی الوہیت و ربوبیت کے ان گنت دلائل و براہین قرار دیا ہے وہ ذات اول بلا ابتداء و آخر وانتہاء ہے حمد وستائش اس ذات کیلئے جس نے ہمیں قرآن دے کر دیگر قوموں پر برتری دی ہے ہمیں وہ کتاب دی جو دیگران کو نہیں دی ہے اس نے اس کتاب کو کتاب ہدایت دائمی قرار دیا ہے اس نے اس کتاب کو خاتم شرائع قرار دیا ہے جس نے کتاب کو حجت قاطعہ ساطعہ قرار دیا ہے اس کے بعد کوئی اور حجت نہیں سلام و درود اس ذات پر جس کا اخلاق قرآن ہے جس کی وصیت قرآن ہے۔

حمد وستائش اس ذات کی جس کے دینے کے بعد کوئی روکنے والا نہیں۔ (آیت لگانی ہے) لیکن اس کے روکنے کے بعد دینے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔

حمد وثناء لانہایت خالق ارض وسماء بر و بحر شمس و قمر، نجم و شجر، درہ و حجر، قطرہ و بحور جی و بشر کے لئے سزاوار ہے مادہ پرستوں نے کہا و مایھلکنا الا الدھر فلاسفہ نے امکان حوادث سے اس کے وجود کو اثبات کیا خود اللہ نے سورہ فصلت ۵۲ میں اپنے وجود کو آفاق و انفس میں دکھایا آفاق میں آسمان و زمین و مافیہا آتا ہے جس میں بحرات لانہایت آتے ہیں ہر بحرہ میں نظامہائے شمسی ہیں ہر نظام شمسی میں ستارے قرات ہیں انفس و آفاق میں بڑے بڑے نمونے ہیں علوم تجربہ نے ان کی فہم و شناخت تعداد بیان کی ہے اعتقاد جو اللہ نے فطرت کی زبان میں پڑھا تھا اسے فلاسفہ نے معمہ و مشکل بنایا اور مذاہب نے قیل و قال بنایا حوزات و مدارس والوں نے علوم متروکات و مھجورات قرار دیا ہے جس کی وجہ سے الحادیات و بے ایمانیات کو رواج ملا۔

ہم یقین کامل اور بغیر شک و تردد کے گواہی دیتے ہیں وہ ذات ذات وحدہ لاشریک ہے، ہم گواہی دیتے ہیں محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے گواہی دیتے ہیں موت بعثت جنت و نار حق ہے گواہی دیتے ہیں اسلام اللہ کا دین ہے۔

قرآن جو اساس شریعت ہے اس کو روکنے کی وجہ سے انسانوں میں عداوت و بغض نے زور پکڑا یہاں سے انسانوں میں عداوت و نفرت نے تصور خاندان کو مضحکہ خیز بنایا اگر اللہ کو فطرت کے آئین میں دیکھیں یا اگر اللہ کو عالم انفس میں دیکھیں تو اشرف و اکرم مخلوقات سمیت کائنات کے ہر ذرہ میں اللہ واضح نظر آئے گا چنانچہ اس عجوزہ سے پوچھا اللہ کہاں ہے تو کہنے لگی البعر تدل علی البعیر ارض وسماء ذات ابراج الا بدل علی الخالیق قدیر لہٰذا انسان سے خطاب میں یہ نہیں فرمایا میرے وجود کے یہ دلائل ہیں بلکہ فرمایا الم ترا الی السماء الم ترا الی الجبال، کیا تو نے نہیں دیکھا اللہ کے وجود کو تسلیم کرنے کے لئے حروف تہجی بڑھانے کی ضرورت نہیں یہ جو علم پرستوں نے کہا ہے دنیا میں جو جنگ ہے وہ علم و جہل کی جنگ ہے غلط کہا ہے دنیا میں جو جنگ ہے صرف انسانوں میں ہے یا کسی اور حیات میں بھی ہے علم اگر نور ہوتا تو آپ پر یہ چیز عیاں و

نمایاں ہوجاتی بلکہ اب تو یہ بات طے ہوگئی ہے تسلیم کر لی گئی ہے کہ دنیا میں جتنا فتنہ وفساد اور عداوت وبغض چل رہا ہے اس کا سرچشمہ علم سے ملتا ہے۔

حاضر صفحات کونیات کی آفاقی وانفسی میں نظام تخلیق سے متعلق آیات سے اس کے وجود اور وحدانیت پر استدلال ہے ساتھ ہی اس بارے میں جدید تحقیقات میں سے ان مسلمات کو نقل کریں گے جن کے بارے میں کسی نے اختلاف نہیں کیا ہے ہم کونیات میں سے ان کونیات کو لیں گے جن پر اللہ نے بشر کی توجہات مبذول کی ہیں اور کبھی کہا ہے کہ ان چیزوں کو دیکھو اور غور کرو کہ یہ کیسے قائم ودائم ہیں یہ کیسے تخلیق ہوئی ہیں اور کبھی ملامتی کلمات استعمال کرتے ہوئے فرمایا'' کیوں نہیں دیکھتے''۔

خالق کونیات:

کونیات مادہ کون سے صیغہ جمع ہے کون جیسا ماہرین علم لغت امثال ابن فارس ک۔و۔ن اصل بذل علی الاخبار عن حدوث الشئی جرجانی نے تعریفات میں کہا ہے والکون عنداہل التحقیق عبارت عن وجود العالم ھو عالم۔

کون، کو چند مرحلوں میں تقسیم بندی ہے علم سفلی جس زمین آتی ہے عالم علوی ہے جس آسماو مافیہا آتا ہے عالم غیب ہر وہ چیز جو بشر کی حواس سے غائب ہو عالم شہادت جو جس میں آتا ہو۔

خالق کونیات کون اللہ مادہ یا صدفہ:

مکون کائنات تین فرضیات سے خالی نہیں

۱۔مادے نے مادے کو پیدا کیا ہے۔

۲۔کونیات بطور صدفہ وجود میں آئی ہیں۔

۳۔کائنات کو خالق علیم وقدیر وحکیم نے وجود میں لایا ہے تینوں مفروضوں کے مدعیان اور وکلا اپنے دلائل پیش کریں گے قرآن میں اللہ نے جس طرح آیات قرآن سے تحدی کی ہے اور کافرین ومنکرین ومتکبرین کو کونیات کے ذرات سے مجرات تک تحدی کیا ہے' موت وحیات سے تحدی کیا ہے۔ یہ بات معروف ومانوس ہے کہ قرآن کریم نے اپنے الٰہی ہونے کے اثبات کے لئے دعوت معارضہ بمثل کیا ہے اگر اس کتاب کے الٰہی ہونے میں شک وتردید ہے اس جیسی مختصر سی کتاب لائیں لیکن اس معارضہ کی طرف ہمت وجرات کھو بیٹھے ہیں اللہ کی دوسری کتاب تکوینی کا بھی دعوت معارضہ ہے۔ اگر ہماری خالقیت کو تسلیم نہیں کرتے تو بتاؤ یہ کائنات کس نے خلق کی ہے۔

الوہیت وربوبیت اللہ چونکہ حواس انسان سے باہر ہے انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ دیوار الوہیت کو گرا کر اپنے خالق ومالک ورازق کو حواس ظاہری سے دیکھیں یہ انسان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ اس حد تک پرواز کرے اور اللہ اور بندوں کے درمیان دیوار کو گرائیں' گرچہ شطحیات والے دعویٰ کرتے ہیں ہم نے گرایا ہے لیکن اللہ کی الوہیت کا تقاضا

خالق کونیات ﴿۵﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

ہے کہ وہ انسانوں کو اپنی ذات پہچانوائے، اپنی ذات کے اعتراف کے لئے دلائل و براہین قاطعہ پیش کرے، دلائل و براہین ایک دفعہ سرسری و سطحی ہوتے ہیں جو تمام انسان جاہل و عالم درک کرتے ہیں یہ کتاب حروف فطری میں لکھی ہوئی ہے جس کی مثال کچھ اس طرح سے ہے کہ اگر استاد سیاہ بورڈ پر لکھیں قلم تو یہ جاہل نہیں پڑھ سکتے ہیں لیکن اگر خود قلم جاہل کو دکھایا جائے اور کہا جائے کہ یہ قلم ہے تو وہ انکار نہیں کر سکتا۔

یہاں تعلیم کے دو طریقے ہیں ایک تعلیم ان پڑھے جنہیں خط درشت فطرت دیکھنا پڑتا ہے دوسرا طریقہ علماء ہے لہٰذا فلاسفہ نے وجود اللہ کے بارے میں محدود دلائل پیش کئے ہیں وہ ایک قسم کے سادہ و سرسری طور پر ذہن میں آنے والے دلائل ہیں لہٰذا اللہ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو اگر میرے ہونے کے بارے میں شک و تردید ہے تو اس کائنات جیسی کوئی اور چیز بنا کر دیکھائیں اس کو ادیان کی اصطلاح میں معجزہ کہتا ہے اللہ نے دو قسم کے معجزے دکھائے ہیں ایک معجزہ کونیات دوسرا معجزہ قرآن ہے اس قرآن میں کونیات کے معمہ کو کھولنے کی دعوت دی ہے دیکھو اگر تم طاقت وقدرت رکھتے ہو تو ایک ذرہ یا ایک خلیہ بنا کے دکھاؤ جس طرح اللہ نے جن وانس کو ایک قرآن دس سورے ایک سورہ لانے کی تحدی کیا ہے اللہ نے یہ بھی تحدی کیا ہے کہ ایک ہی خلیہ بنا کر دکھا دو معجزہ کو قرآن نے آیت کہا ہے آیات کی تین قسم آئی ہیں:

۱۔ کائنات کی ہر چیز کو آیت کہا ہے۔

۲۔ قرآن کریم نے مقاطع کو آیات کہا ہے۔

۳۔ انبیاء کی نشانی نبوت کو آیت کہا ہے۔

ذرہ جامد بناؤ کونیات کو آیات تکوینی کہا ہے جیسا کہ قرآن کریم کی بہت سی آیات میں آیا ہے کائنات کا ہر ذرہ ہماری ذات کی دلیل ہے جیسا کہ سورہ فصلت آیت ۵۳۔ اگر تم بنا سکتے ہو تو اس جیسا ایک ذرہ جامد بنا کر دکھاؤ

فلاسفہ اور متکلمین نے اللہ کی الوہیت و ربوبیت کے لئے قائم دلائل کا دو دلائل میں خلاصہ پیش کیا ہے ایک کا نام دلیل حروفی ہے یہ ہر چیز پر بطور عیاں انسان کے سامنے وجود میں آتی ہے اس کو حادث کہتے ہیں حادث محدث مانگتا ہے حادث کنندہ چاہیے ہوتا ہے یہ ایک دفعہ عیاں ہے ایک دفعہ قرائن وشواہد بتاتے ہیں یہ بعد میں پیدا ہوا ہے پہلے نہیں تھا ان قرائن وشواہد کو علماء طبیعت نے چار میں خلاصہ کیا ہے:

۱۔ ترکیب

۲۔ حرکت

۳۔ تغییر وتبدیل

۴۔ زبان

خالق کونیات ﴿۶﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

فلاسفہ نے جو دلائل پیش کیے ہیں ان کا نام دلیل وامکان ہے کائنات کی جس چیز کو دیکھیں، وہ وجود میں آنے زندہ و باقی رہنے کے لئے کسی اور کی محتاج مند ہے لیکن یہ دو بھی اپنی جگہ ایک اور دلیل سے اخذ کرتے ہیں ہر چیز کو وجود میں آنے اور رہنے کیلئے سبب چاہیے۔ایک دلائل آفاقی آفاق کو دوسرا دلیل انفس کہا ہے انسان یہ نہیں دیکھتا ہے کہ میں اس کی مخلوق ہوں، یہ نہیں دیکھتا ہے کہ اس کو جو رزق ملتا ہے وہ اللہ دیتا ہے وہ اس وقت تک سوچتا ہی نہیں جب تک اس کو متوجہ نہ کریں لہٰذا اللہ نے اپنی نشانیوں کی طرف متوجہ کیا ہے۔

۲۔دوسرے مرحلے پر خود اس کی اپنی ذات میں دکھائیں گے۔

اس کو دلیل انفسی کہتے ہیں ہے آئیں پہلے دیکھتے ہیں یہ نیلا آسمان، شمس وقمر اور ستارے کس نے خلق کئے ہیں آیات آفاقی میں پہلے آسمان آتا ہے۔

سب سے پہلے نظر آنے والا آفاق آسمانی ہے چونکہ انسان کی آنکھیں ہمیشہ اپنے سامنے اور اپنے سے اُوپر پڑتی ہیں اپنے نیچے دوسرے مرحلے میں پڑتی ہیں گویا یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسان کی آنکھ اوپر سے جڑی ہوئی ہے پاؤں نیچے سے جڑے ہوئے ہیں۔

الآفاق:

آفاق سے مراد آسمان وزمین ہے لہٰذا ہماری نظر پہلے مرحلہ میں آسمان پر پڑتی ہے کہ یہ آسمان کیسے بنا ہے آسمان میں ہر چیز کو پہلے جذب نظر کرتے ہیں وہ سورج ہے علماء فلک کا کہنا ہے ہماری زمین فرزند یا دختر سورج ہے کتاب من الذرہ الی المجرہ ص ۱۰۷ پر آیا ہے۔یہ زمین سورج سے کٹا ٹکڑا ہوا ہے زمین سمیت اس وقت اور گیارہ ستارے اور چاند ملا کے ایک خاندان بنتے ہیں جسے منظومہ شمسی کہتے ہیں ہمارے منظومہ شمسی اس کے تو اسے مراسی ہوتے یونیان ملا کے مجرہ درب تبالہ کا ایک خاندان ہے مجرہ تبانہ ہم سے ۳۰ زار سنہ صنوء تو اسی سال دور رہے جہاں غاذوں کی بادل سے نظر آتا ہے لیکن ہمارے منظوئمہ شمسی میں سورج اپنے خاندان میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے اس کے گرد گردش کرنے والے ستارے ٹھنڈے ہو گئے ہیں یہ سورج اپنے دیگر خاندان کو توانائی وحرارت دیتا ہے سورج کے الگ ہونے کی وجہ سے زمین بہت جلتی ہے ایک گیس جیسا ہے شعلہ ور ہے۔

لیکن وہ رفتہ رفتہ ٹھنڈیا ہو گئی ہے خالق زمین نے دیگر ستاروں کی نسبت زمین کو یہ امتیاز بخشا ہے یہاں زندگی ملائم و گوارا ہے زمین اپنے سورج کے گرد گردش میں ہے زمین کے اوپر ایک فضائی غلاف ہے یہ فضائی غلاف سات طبقات پر مشتمل ہے انتہائی شفاف وصاف ہے یہ غلاف خالق زمین نے اس زمین کا دربان بنایا ہے وہ بھی قدرت مند تا کہ اہل زمین پر خارج سے حملہ نہ ہو جائے شعلے نہ گریں یہاں ضرر رساں جراثیم نہ آئیں جتنی زمین کے لئے ضرورت ہے وہ شعلہ صاف کر کے بھیجتا ہے۔

زمین کے اوپر طبقات کی صورت میں زمین کا غلاف بنا ہوا ہے اس کو سماء کہتے ہیں پہلے طبقے کا نام ہے تا بو سغیر یہاں نہریں ہیں پہلی میں ہوا ہے یہ پانی یہ ہوائیں علی کے بادل بناتے ہیں اور بادل پانی اٹھا کر علاقوں میں پھینکتا ہے یہاں تند و تیز و شدید ہوائیں ہیں ایک طبقہ اوزن ہے جس کو ستر ائر سفیر کہتے ہیں یہاں آکسیجن کے بچاتے ہیں آکسیجن جو ہر جا نا چاہتا ہے وہ واپسی زمین کی طرف بھیجتا ہے اگر یہ نہ ہوتا تو زمین میں زندگی ممکن نہیں تھی زمین قابل حیات ہونے کا ایک سبب آکسیجن ہے زمین ایک جلتا ہوا ٹکڑا ہے پانی یہاں نہیں ہے خشک ہے اردگرد سمندر رہے۔

گویا یہ ایک سبب مانند ہے جو باہر سے پھینکی ہے پانی کیسے بنتا ہے زمین کی حرارت کو ٹھنڈا کیسے کرتے ہیں سمندر کیسے بنتے ہیں اس کا جواب ہے خالق ارض و سماء نے ایسا بنایا ہے کہ سمندروں کو دریاؤں کے پانی سے بھرے میں ہزاروں سال گزر گئے یہاں تک کہ سطح زمین ٹھنڈی ہوگی اس کا چھلک بنے زمین کے نیچے سے پھینکے گئے پہاڑ نظر آئے اور اس کے دریا بنیں لیکن زمین کا اندر اپنی پہلی حالت میں انتہائی حالت میں گزرتا ہے بار بار کوشش کرتی ہے جلتی گیسوں کے مواد کو باہر پھینکوں اس کے باہر پھینکنے سے خشار ہوتا ہے کبھی آتش فشانی ہوتی ہے کبھی اپنے اندر محفوظ معدنیات کو باہر پھینکتی ہے کبھی زمین کے قطعوں میں سے گرم پانی پھینکتا ہے جو انتہائی گرم ہے۔

آفاق:

سورہ فصلت آیت ۵۳ میں آفاق جمع افق ہے جب آپ کی نظر میں اوپر سے زمین تک مد نظر ہو تو اسے افق کہتے ہیں جو انسان اونچی سطح سے آسمان سمیت زمین دیکھتا ہے اس سطح کو افق کہا گیا ہے اس افق میں پہاڑ دریا نظر آتے ہیں اشجار نظر آتے ہیں زمین نظر آتی ہے انسان کے لئے مفید اور نقصان دہ چیزیں نظر آتی ہیں نقصان دہ چیزوں میں سے ایک آگ ہے لہٰذا قرآن کریم میں آگ کو عذاب کے لئے استعمال کیا ہے عذاب دنیا عذاب آخرت کے لئے استعمال کیا ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ساطعہ ہے آگ بغیر جو ہمارے لئے پیغام منشوخ ہے پیغام درد و الم و خوف و ہراس ہے اس کے باوجود اس کے بغیر زندگی ادھوری ہے زندگی کی لذتیں آگ سے شروع ہوتی ہیں اگر آگ نہ ہوتی تو دنیا عذاب ہوتی۔

ایک نار ہے جس میں نور ہے گرچہ نار میں نور ہوتا ہے لیکن ناریت کا عنصر غالب ہوتا ہے جو نار انسان کی بھلائی کے لئے خدمت کے لئے ہوتی ہے وہ نار ہے جس میں نور ہے تحلیل کے مواقع پر جب نار کو کھولتے ہیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ اس کی خلقت عجیب ہے۔

کائنات یعنی تمام موجودات علوی سفلی و ما بینھما اپنے وجود میں استقلال لذاتی رکھتی ہیں بلکہ ایک مکون یا ایک مکوِم نے اس کو وجود میں لایا ہے اس مختصر سوال میں بہت سے مفروضات بنتے ہیں ایک مفروضہ یہ بنتا ہے یہ سلسلہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا یہاں خالق و مخلوق کا کوئی سوال نہیں ہے گندم سے گندم پیدا ہوتی ہے انسان سے انسان پیدا ہوتا ہے یہ سلسلہ حیاتیاتی مدار کی طرح چلتا رہتا ہے سرکل ٹائر جیسا چلتا رہتا ہے اس کا معنی مفہوم یہ بنتا ہے کائنات ہمیشہ سے تھی

خالق کونیات «۸» (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

ہمیشہ رہے گی یہ دہریوں کا نظریہ ہے کلمہ دھر قرآن کریم کی سورہ جاثیہ آیت ۲۴ سورہ انسان آیت ۱ میں آیا ہے۔

۲۔ کائنات کسی مدبر وحکیم کی تدبیر وحکمت سے وجود میں آئی ہے، یہ کہنا کہ کائنات بطور صدفہ واچانک اور اتفاق سے وجود میں آئی ہے اس مفروضہ کو عقل ووجدان مسترد کرتے ہیں۔ اتفاق سے بطور صدفہ کوئی چیز وجود میں آجائے تو وہ اتفاق ہمیشہ سے نہیں ہوتا ہے ہر جگہ نہیں ہوتا ہے اگر کسی جگہ اچانک کسی کی گولی سے کوئی مرجائے اگر کہیں اتفاق سے بلند عمارت سے معمار کے ہاتھ سے اینٹ گرنے سے کوئی مرجائے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ شہر کے تمام لوگ گولی لگنے سے یا اینٹ لگنے سے مرتے ہیں اگر کوئی مادرزاد اندھا پیدا ہوجائے تو پورے ملک میں روزانہ پیدا ہونے والے اندھے پیدا نہیں ہوتے، کائنات میں موجودات لامحدود لاعضو وجود جو ہے ایک دوسرے سے متشابہ ہے۔

یہ سب ایک قانون کے اندر خاضع نظر آتے ہیں یہ بھی قدیم زمانے سے یوم حاضر تک بغیر کسی خلل کے وجود میں آرہا ہے کبھی کسی انسان سے کتا، بلی پیدا نہیں ہوا ہے گائے بھینس سے کتا، بلی پیدا نہیں ہوا کہیں کسی وجود میں خلا نظر نہیں آرہا ہے، یہ جگہ خالی نظر آرہی ہے ایسا نہیں ہے، ہر وجود کی شکل قد وقامت واندام یکساں ہے، اللہ نے سورہ ملک آیت ۳،۴ میں اس دلیل کی طرف اشارہ کیا ہے جس ذات نے آسمان کو طبقات میں پیدا کیا ہے یعنی ایک کے اُوپر دوسرا دوسرے کے اُوپر تیسرا اس کی مخلوقات میں تناؤ تناز ہم تناؤ تباعد نہیں پائیں گے آنکھ میں موجود پانی ناک میں موجود پانی سے نہیں ملتا ہے ناک کا پانی دہن کے پانی سے نہیں ملتا ہے خون پیشاب سے نہیں ملتا ہے شکر نمک سے نہیں ملتی ہے پہلی دفعہ میں اشتباہ ہو تو دوبارہ پلٹ کے دیکھیں کیا کوئی شگاف نظر آتا ہے خلل نظر آتا ہے سوراخ نظر آتا ہے ایک دفعہ نہیں بار بار دیکھیں عظمت خالق کو دیکھیں مدلل نظام کو دیکھیں جتنا دقت سے دیکھیں گے۔

انسان کو حیرت زدہ واپس کرتا ہے دقت نظر حیرت واعجاب کی طرف پلٹاتے ہیں اس نظام کائنات میں ہر چیز کے لیے مقدار جو ضروری ہے اس میں نہ کمی ہے نہ زیادتی نہ طغیان وسرکشی ہے اگر یہ اندازہ، یہ مقدار حکیم ومدبر کے اندازے کے تحت نہ ہوتی تو نظام درہم برہم ہوجاتا ایک دوسرے کے اُوپر آپڑتا ہے اگر نظام میں ضبط اور روک ٹوک نہ ہوتی تو کائنات حشرات وجراثیم سے بھر جاتی، روئے زمین پر انسانوں کے لئے بسنا ناممکن ہوجاتا کیونکہ حشرات کی تولید دیگران کی نسبت حد سے زیادہ ہے حتیٰ نباتات جو دوسرے نباتات کے لئے نقصان دہ ہیں انکی بھرمار ہوتی انسان کے لئے غذا ختم ہوجاتی، اگر اللہ کا نظام نہ ہوتا ہر چیز کو اس کی حدود میں نہ رکھا ہوتا، تو روئے زمین پانی سے بھر جاتی انسان غرق ہورہے ہوتے، اگر اللہ ہوا کو نہیں روکتا اور اپنے اندازے کے مطابق نہ چلاتا تو کوئی ذی حیات کوئی نباتات زندہ نہ رہ سکتے۔

سماء:

یک از کلمات کائنات آسمان ہے دلائل وبراہین الوہیت باری تعالیٰ میں سے ایک آسمان ہے جیسا کہ غاشیہ میں آیا ہے

والی السماء کیف رفعت آسمان کو کیسے بلند کیا؟ یہاں آسمان کو سمجھنے کیلئے آسمان کے معنی لغوی اور معنی اصطلاحی بیان کرتے ہیں کتاب اسرار کون ص میں آیا ہے کلمہ سماء ۱۲۰ اسماء، مادہ سمو سے بنی ہے سمو کل ماعلاک ہر وہ چیز جو آپ کے اوپر ہے اسے سماء کہتے ہیں سماء تو سما کل شیء فوقک ہر وہ چیز جو زمین سے اوپر ہے اس کے اوپر کے حصے کو سماء ہے مثلا وانزل من السماء ، ہر چیز کی سماء مختلف ہے انسان کے سماء اس کے سر کے اوپر ہے ایک سما بادل ہے بادل سے اوپر والا ایک سماء باران ہے سماء کو ذات رجع کہا ہے یہ پانی اوپر لے جاتا ہے پھر نیچے لاتا ہے پھر اوپر لے جاتا ہے پھر واپس کرتا ہے ومن یردان یضلہ جو افراد گمراہ ہوتے ہیں یا ہم ان کو گمراہی میں چھوڑتے ہیں ان کا سینہ تنگ ہوتا ہے جیسا کہ انسان اوپر کو جاتا ہے۔

قرآن میں کلمہ سماء ۱۲۰ آیات میں آیا ہے کلمہ سماء اسی صیغے میں سیاق کے تحت چندین معنی بنتا ہے یعنی اسی مفردہ کے تحت چار معانی ہیں لیکن لغت میں سماء کا فعل سمو یعنی کل ماعلاک جو آپ کے اوپر ہے وہ آپ کا سماء ہے سماء لغت میں ہر مرتفع و متعالی کو کہتے ہیں کل انسان جو روئے زمین پر بستے ہیں وہی اس کا سماء ہے ہر وہ چیز جو زمین کی سطح کے اُوپر ہے وہی سماء ہے، قرآن میں ۱۲۰ دفعہ آیا ہے سورہ بقرہ آیت ۲۲، ۱۶۴ سورہ انعام آیت ۶، ۱۵ا سورہ طارق آیت ۱۱ سورہ روم آیت ۴۸ سورہ نحل آیت ۷۹ ان آیات میں آسمان مقر سحاب ہے یعنی بادلوں کا مقام ہے یعنی بادل بھی وہاں ہوتے ہیں بارشیں بھی وہیں ہیں دوسری قسم سماء میں مقام ہوا ہے تیسری قسم سماء میں میدان طائران ہے یعنی پرندوں کا مقام ہوا۔

تقسیم کونیات

سورہ فصلت آیت ۵۳ میں اللہ سبحانہ نے کونیات کو ایک تقسیم کے تحت عالم آفاق اور عالم انفس میں تقسیم کیا ہے لہٰذا ہم یہاں اس تقسیم کی ترتیب میں بحث کو آگے بڑھاتے ہیں۔

جب کہ انسان قدیم دور سے عصر علم واکتشاف تک ایک خالق و پیدا کنندہ کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے سے مافوق ایک طاقت قدرت کو غائبانہ غیر مرئی تسلیم کر کے اپنے زعم سے اس کے سامنے سر تسلیم ہوئے ہیں ان طاقتوں کو وہ مستقل نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ سمجھتے تھے جب بھی ان سے پوچھا گیا آسمان وزمین کو کس نے خلق کیا؟ تو کہا اللہ نے خلق کیا ہے جیسا کہ سورہ زخرف آیت ۹ میں آیا ہے ایمان بوجود خالق ماورائے مادہ عقل بشر کی پہلی ادراک ہے جب سے اللہ نے بعثت انبیاء کا سلسلہ شروع کیا تو بشر نے اللہ سے انکار نہیں کیا ہے بلکہ اس کی ربوبیت والوہیت سے انکار کیا ہے اور ربوبیت اور الوہیت میں وحدانیت وتوحید سے انکار کیا ہے ماورائے مادہ موجود خالق کی صفات جمال وجلال عقل انسانی کے ادراک سے باہر تھا۔

لہٰذا انبیاء نے ذات باری تعالیٰ کی الوہیت وربوبیت کے دلائل وبراہین سے آگاہ کیا ہے قرآن کریم پیش کیا جو کہ اس ذات کا کلام ہے جس میں بشر کی کسی قسم کی شرکت نہیں ہے حصہ نہیں ہے اور اس سے بشر کو تحدی کی ہے کہ وہ اس جیسا

خالق کونیات ﴿۱۰﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

کلام لائے پیغمبرؐ پر ایمان لانے والوں نے قرآن پر ایمان لانے کے بعد اللہ کے جمال وجلال اور علم وقدرت کے بارے میں آیات قرآنی پر اکتفاء کیا ہے ایمان باللہ کو آیات کی حدود سے باہر نکال کر خالص عقلی بنانے کا کردار معتزلہ نے ادا کیا ہے ایمان باللہ پر حملہ کرنے والے اور قرآن سے استناد روکنے والا گروہ معتزلہ ہے معتزلہ نے ہی عقل کو اوّلیت دی معتزلہ نے عقل کو اصلات دی یہاں سے قرآن سے ہٹ کر قرآن سے فاصلے پر ہونے کے بعد ایمان باللہ اور اثبات وجود باری تعالیٰ مختلف ومتعدد جہات میں تقسیم ہوئے انھوں نے مصدر عقلیات کو متضاد مصادر میں کھینچا جہاں معتزلہ نے مکمل توجہ عقلیات خالص کی طرف مبذول کرانے کی کوشش کی وہاں ان کی ضد میں اشعریوں نے عقائد کو اصالت نقل میں بند کیا عقل ونقل کی اصالت کی بحث ونزاع کہنہ وبوسیدہ ہونے کے بعد اگلا مرحلہ طبعیات آیا اور پھر اصالت طبیعت والے نکلے۔

انھوں نے کہا اصل طبیعت کو حاصل ہے یہی اصل ہے اسے کسی نے پیدا نہیں کیا ہے حتیٰ اللہ بھی مخلوق عقل ہے اور عقل کو طبیعت کی رشد ونمو تطور کا مرحلہ قرار دیا ان کا کہنا ہے کہ کائنات کے مخلوق ہونے کی فکر کے داعی سارتو فرنسیسی ہے کتاب عقلیات اسلامیہ تألیف محمد جواد مغنیہ جلد ا ص ۳۷ پر آیا ہے بعض مومنین نے نجف اشرف میں بعض علماء کے لئے یہ سوال بھیجا مارئیکم فی دعوت النیسوف فرنسی الادیب اشہر سارتر الذی تحدی بھا المؤمنین جس نے شرق وغرب کے مسلمانوں کو چیلنج کیا ہے کہ وہ اپنے لئے اپنے اللہ کے بارے میں بحث وگفتگو، جدال ومناظرہ کرنے کی صلاحیت اہلیت رکھنے والی ایک ہستی کا انتخاب کریں اس کے فرانس آنے جانے کا خرچہ وہ برداشت کریں گے مسلمان مومنین نے کہا اس سارتر کی تحدی کا جواب دینے والے کا خرچہ ہم دیں گے لیکن مسلمانوں نے کوئی جواب نہیں دیا خاموش رہے۔

الحاد کی بنیاد یکسرہ وجود باری تعالیٰ سے انکار کا ابداع یہودیوں نے اس وقت کیا جب دیگر ادیان والے نصاریٰ اور مسلمانوں نے یہود ہونے سے انکار کیا تو انھوں نے اپنا منصوبہ بدل کر کے کلی طور پر دین سے انکار کا منصوبہ بنایا جہاں سے انھوں نے بہت سے مسیحیوں کو ملحد بنایا ہے جتنے بھی سارتر کے بعد ملحد بنے ہیں ان کا الحاد چاہے مسیحیوں والا ہو یا مسلمانوں والا ہو از روئے تحقیق نہیں دلائل وبراہین کی بنیاد پر نہیں، ان کے الحاد کی برگشت نفسانی خواہشات پر مبنی ہے انہوں نے مال ودولت، مقام وسلطنت کے عوض میں یہ تحریک چلائی ہے آج بھی مسلمانوں میں بہت سے ایسے لوگ خاص کر کے دین کے بارے میں گزاف گوئی کرنے والوں کی اولادیں چاہے میدان سیاست میں ہوں یا مذہبی میدان میں ان میں سے ہر ایک کو اس کی خواہش کے مطابق سہولت دینے کے وعدے سے لوگ ملحد ہوتے آئے ہیں جس طرح بہت سے مسلمان تقلیدی مسلمان ہیں جن لوگوں نے اشعریت کو اپنایا ہے یا جن لوگوں نے فرقہ معتزلہ بنایا ہے یا جو معتزلہ ہیں یہ سب تقلیدی ہیں ابھی تک کسی دہری ملحد نے تصور اللہ کو ناممکن بنا کر پیش نہیں کیا ان کی آخری دلیل یہ ہے کہ ہم نے بہت تلاش وجستجو کی ہم نے اللہ نہیں پایا ہاں مسلمان موحد کہہ سکتے ہیں لیکن مسلمانوں نے پایا تو ہم اس کو الٰہ نہیں مانیں

گے اس منطق کے تحت یہ کیسے ممکن ہے ایک موجود محدود موجود لامحدود کو پائیں یا اس کا احاطہ کریں۔

کتاب تکوین:

کتاب بمعنی ثبت و نقش آیا ہے قدیم ادوار سے عصر حاضر تک کتاب متعدد و مختلف انواع آیا ہے نقش بر احجار نقش لوحات کتاب ترتیب حروف فلزال کتاب مکتوب سیاہی یہاں کتاب حروف مادی مراد ہے یہاں کتاب سے وجود مادی مراد ہے۔ کتاب تکوین پڑھنے کے لئے یا اس کے حروف و کلمات سمجھنے کے لئے اللہ نے ایک کتاب تدوین ارسال کی ہے اس کتاب کو بھی حروف سے بنایا ہے اللہ نے چندین کتب تدوین نازل کی ہیں اور دیگر کتابوں کی طرح گزشت زمان کے ساتھ ان میں تحریفات آئی ہیں آخری کتاب کے نام دوسرا قرآن ہے اس کو رسول امین جبرئیل کے توسط سے نبی امین محمدؐ مصطفیٰ پر نازل کیا ہے محمدؐ کے بعد اس کتاب کو تحریف سے مصون و محفوظ رکھنا اپنے ذمہ لیا ہے یکے از حقانیت یہ ہے کہ قرآن میں کسی بشر کی سعی و کوشش شامل نہیں بلکہ یہ کتاب اللہ کی ہے اس کتاب میں بہت سی جگہ کتاب تکوین کو دیکھنے پڑھنے کی دعوت دی ہے ہم یہاں کتاب تکوین کے کلمات اور باہمی نظم و نسق کو دیکھتے ہیں کہ اللہ نے کس طرح اس کتاب کو منظم کیا ہے کتاب ظواہر جعرافیہ بین العلم والقرآن تألیف ڈاکٹر عبدالعلیم عبدالرحمٰن خضر ادار ادارہ السعودیہ ص ۱۱۹۱ پے لکھتے ہیں کائنات کی موٹی موٹی چیزیں جس سے یہ کائنات بنی ہے اسکو پڑھیں گے گویا یہ مجلدات کائنات ہے۔

مبدع کونیات تحدی کرتا ہے

جس طرح قرآن کریم میں اس جیسی کتاب یا دس سورے یا ایک سورہ بنا کے لانے کی بات کی ہے اور کہا ہے کہ لیکن نہیں لا سکیں گے اسی طرح مبدع کونیات نے کونیات کی اوپر سے لیکر حقیر سے حقیر ناچیز سے ناچیز تک سے تحدی کیا ہے جن بتوں کی تم پوجا کرتے ہو ان کے سامنے خاضع و خاشع ہوتے ہو ان کے لئے نذورات پیش کرتے ہو تم اور تمہارے معبودات ان ذبابوں سے اتنا عاجز و ناتواں ہیں اگر وہ تمھارے بتوں کے مخصوصات پر حملہ کریں تو واپس نہیں لا سکتے سورہ حج آیت ۷۳ عرب بت پرست بے وقوف بتوں کے لئے عطور لاتے تھے غذا لاتے تھے ان کے سامنے رکھتے تھے تو مکھی آ کے اپنی طاقت کے مطابق وہ غذا یا عطر لیتی تھی ان کھانوں سے لطف اندوز ہوتی تھی بت تو کچھ نہیں کر سکتے تھے عابدان بت کو غصہ آتا تھا کہ تم نے مخصوصات معبود کیوں لیا مکھی عربی میں جسے ذباب کہتے ہیں ان کو ذباب اسلئے کہتے ہیں کہ وہ زیادہ متحرک ہوتی ہے مضطرب ہے بعض نے کہا کہ وہ ذبذب کہتا ہے اس کا لقب ابو حفص ابو حکیم ابو حدوس ہے کتاب الحیوان دمیری جلد ۱ ص ۴۸۸ پر آیا ہے کہتے ہیں مکھی اجہل مخلوقات ہیں مخلوقات میں سب سے جاہل و نادان مخلوق ہے کیونکہ وہ اپنے نفس کو ہلاکت میں ڈالتی ہے پرندوں میں زیادہ لغو گوئی مکھی کرتی ہے افلاطون نے کہا ہے مکھی سب سے زیادہ حریص ہے کہتے ہیں مکھی کے لئے پلکیں آنکھ کان نہیں ہیں چونکہ اس کی آنکھ کے حلقے چھوٹے ہیں پلکیں جو ہے اس کا کردار یہ ہے کہ آنکھ کو گرد و غبار سے بچاتی ہیں اللہ نے مکھی کو پلکوں کی بجائے دو ہاتھ دیئے ہیں وہ ان

دو ہاتھوں کے ذریعے دیکھتی ہے اور آنکھ کو صاف کرتی ہے لہذا مکھی ہمشہ اپنے ہاتھ سے آنکھ صاف کرتی ہے جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں وہاں مکھی لوگوں پہ حملہ کرتی ہے

مبدع کائنات کا تحدی

۱۔جس ذات نے بغیر مادہ صورت کائنات وجود میں لائی ہے اور عجیب اعجب مخلوقات ایجاد کی ہیں مخلوقات کا آپس میں نظام محیّر العقول رکھا ہے اس نے تعدد خالقیت کثرت الوہیت اور الٰہ حق کے مقابل میں الٰہ خود ساختہ بنانے والوں سے تحدی کیا ہے فرمایا ہے ھل من خالق غیر اللہ (آیت لکھنی ہے) دوسری جگہ فرمایا ام خلق من غیر شیء (آیت لکھنی ہے)

۲۔امن خلق السمٰوٰت والارض (آیت لکھنی ہے)

۳۔آسمان وزمین کو کس نے خلق کیا ہے ﴿أَمَّنْ خَلَقَ السَّماواتِ وَ الْأَرْضَ﴾ سورہ نمل:۶۰

۴۔ آسمان سے پانی کس نے برسایا، زمین پانی پرساکت درخت کس نے اگائے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور تھا ﴿وَ أَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّماءِ ماءً فَأَنْبَتْنا بِهِ حَدائِقَ ذاتَ بَهْجَةٍ ما كانَ لَكُمْ أَنْ تُنْبِتُوا شَجَرَها أَ إِلهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ﴾ سورہ نمل آیت:۶۰

۵۔کس نے زمین کو حرکت اور اضطراب سے قرار بخشا یہ کس نے پہاڑوں کے بیچ میں نہریں چلائیں ﴿أَمَّنْ جَعَلَ الْأَرْضَ قَراراً وَ جَعَلَ خِلالَها أَنْهاراً وَ جَعَلَ لَها رَواسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حاجِزاً أَ إِلهٌ مَعَ اللَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لا يَعْلَمُونَ﴾ سورہ نمل:۶۱

۶۔کس نے زمین میں جفتی زمین کو سکون دیا سورہ نمل آیت:۶۱ کس نے دو دریاؤں کے درمیان دیوار کھینچی سورہ نمل آیت:۶۱

۷۔کون ہے کہ جب انسان اسے مضطر و پریشانی میں پکارتا ہے تو اجابت کرتا ہے اس سے مصائب ومشکلات کو دور کرتا ہے ﴿أَمَّنْ يُجيبُ الْمُضْطَرَّ إِذا دَعاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوءَ﴾ سورہ نمل آیت:۶۲

۸۔کون ہے زمین میں ایک قوم کو اٹھا کر کسی اور قوم کو بساتا ہے کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہے

۹۔کون ہے دشت و بیابان بحر و بر میں تمھاری رہنمائی کرتا ہے سورہ نمل آیت ۶۳

۱۰۔کون ہے تمھیں خوش ہوا بخشتا ہے کیا اللہ کے علاوہ کوئی اور ہے اگر اللہ کسی کو ان کے سوتے وقت عذاب برسائے، کون بچائے گا سورہ اعراف آیت ۹۷

۱۱۔اگر دن دہاڑے کھیل کود میں مشغول ومصروف ہونے کے دوران عذاب بھیجے تو کون بچائے گا سورہ اعراف آیت ۹۸

۱۲۔کون ہے تمھیں مکر الٰہی سے بچانے والا سورہ اعراف آیت ۹۹

۱۳۔مکر الٰہی سے بچانے کی کوشش قوم خاسرین ہی کرتے ہیں

۱۴۔ روئے زمین کا پانی ختم ہوجائے تو کون ہے جو تمھیں پانی لاکر دے

۱۵۔ اللہ نے سورہ حج آیت ۷۳ میں انسان نافہم وناسمجھ کو ایک مثال دی ہے تاکہ وہ سمجھے اور اس سے کہا ہے کہ سنیں یہ جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود بنایا ہے ان کے وہ معبود مکھی بھی نہیں بنا سکتے ہے بلکہ انکار کرنے والے سے اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے تو وہ اس سے واپس نہیں لا سکتے اللہ قرآن میں مثال عام طور پر ہدایت لینے سے مکرنے والوں کو دیتا ہے یا منافقین کو دیتا آیا ہے سورہ بقرہ آیت ۱۷۔ سورہ اعراف ۱۷۴ سورہ عنکوب۔ ۴۱

۱۶۔ اللہ نے مشرکین کو مدعین الوہیت کو زیادہ محکوم اور ضدی وناسمجھ قرار دینے کے لئے فرمایا ہے تمام مخلوقات میں سب سے بہت چھوٹی اور سب سے زیادہ بے بس یہ بے چاری مکھی ہے یہ جابر یہ مشرک اس مکھی سے بھی زیادہ بیچارہ ہے۔

کائنات کے کلمات وحروف

۱۔ الذرہ ۲۔ الحجر ۳۔ مجرّ ات ۴۔ نجوم ۵۔ کواکب ۶۔ سماوات ۷۔ نباتات ۸۔ حیوان ۹۔ حشرات ۱۰۔ بحار ۱۱ یابس ۱۲۔ سخور ۱۳ جبال ۱۴۔ ارزاق ۱۵۔ انسان ۱۶ الملائکہ ۱۷۔ الجن اور بہت سی چیزیں بھی جو ہم نہیں جانتے کائنات کی کتاب تکوین کے کلمات یا جملات ہیں۔

یہ کلمات کس چیز سے بنے ہیں اور کیسے بنے ہیں؟ اور اس کے حروف مبانی کیا ہیں اور ان حروف کا نام کیا ہے نزول قرآن سے پہلے فلاسفہ کا کہنا تھا کائنات چار عناصر پانی، ہوا، زمین، آگ سے بنی وہ اس سے آگے نہیں گئے پانی کس چیز سے بنتا ہے آگ کس چیز سے بنی ہے واضح نہیں تھا کہتے تھے کائنات ایک جزنا قابل تجزیہ سے بنی ہے' اس جزنا قابل تجزیہ کا کیا نام ہے نہیں جانتے تھے بیسویں صدی کے پہلے نصف میں ذرہ کشف ہوا انھوں نے کہا ہے اس کا کوئی نام نہیں کیونکہ موجود لامرئی ہے ذرہ جس سے کائنات بنی ہے یہ دوبارہ تقسیم نہیں ہوسکتا ہے یہ سب سے آخری جز ہے اس کے بعد ذرہ بھی شگاف کیا ہے' اس میں تین عناصر بتائے الیکٹران، پروٹان، نیوٹران ہے قرآن کریم نے چودہ سو سال پہلے' ساتویں صدی میلادی کے آغاز میں اس جز کا ذکر قرآن میں کیا ہے فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ (آیت لکھنا ہے) یہ نا قابل رؤیت ہے یہ آخرت میں قابل رؤیت بنے گا چنانچہ سورہ نبأ آیت: ۳۰ میں (آیت لکھنا ہے) آسمان وزمین میں ایک ذرہ بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں رہے گا' اس کا مطلب یہ ہے قوت دید بشر سے باہر ہے یا مافوق بھی اک دید ہے اللہ ہے بلکہ قرآن کریم نے اس سے بھی آگے خبر دی ہے ذرہ سے بھی چھوٹا جز ہے جیسا کہ سورہ سباء کی آیت ۳ میں آیا ہے (آیت لکھنا ہے) اس سے چھوٹا بھی اللہ سے پوشیدہ نہیں ہے علماء جنھوں نے ذرّات کشف کئے ہیں انھوں نے کہا ہے ذرّات خود چھوٹے اجزاء سے مرکب ہیں اس کے چھوٹے جزء بھی مرکب ہیں پروٹان جزء مثبت ہے الیکٹران جزء منفی ہے ایک اور نیوٹران جز متعادل ہے۔

زمین ہے:

آسمان سے مراد اوپر والے ہیں زمین سے مراد اس کے قدم تلے ہیں جس پر وہ بیٹھا ہے اس کو ارض کہتے ہیں اور فارسی اردو میں زمین کہتے ہیں یہ ارض آسمان میں طالع تمام سیاروں سے چھوٹا سیارہ ہے لیکن اللہ نے اس چھوٹے سیارے پر اشرف المخلوقات انسانوں کو بسایا ہے یہ چھوٹا سیارہ اتنی نعمتوں سے بھرا ہوا گویا ہوئی نعمتوں کا خزانہ ہے اس میں سموئی ہوئی نعمتوں کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے اگر اس کی گنتی کریں گے تو اعداد وشمار سے باہر پائیں گے ابراہیم ۳۴ اللہ نے ہمیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے آخر میں اسی کے نیچے دفن ہونا ہے اور ایک دن پھر اُٹھانا ہے۔

القرآن فی عالم کون ص ۳۸ پر نظام کے بارے میں لکھا ہے زمین ایک جرم فضائی کروی شکل ہے وہ ہمیشہ بغیر کسی وقفہ کے حرکت میں ہے زمین ہم انسانوں کے لیے منشاء ومصدر خلقت ومحل سکونت اور انبار ضروریات حیات ہے اس سے ہم خلق ہوئے ہیں اس کی طرف برگشت کریں گے اور اس سے دوبارہ نکالے جائیں گے سورہ طہ آیت:۵۵ زمین چاند کی نسبت ۴۹ گنا بڑی ہے جبکہ سورج زمین سے ایک ملیون تین لاکھ گنا بڑا ہے کروی زمین اپنی شکل ہندسی کروی میں ہونا جدید تحقیقات سے بھی ثابت ہوا ہے جبکہ قرآن کریم کی سورہ معارج آیت:۱۱ میں آیا ہے زمین کے مشارق ومغارب ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے زمین کے دو مشرق دو مغرب نہیں بلکہ بہت سے مشارق ومغارب ہیں اس سے یہ ثابت ہوتا ہے زمین کا ہر ایک علاقہ اپنی جگہ مشرق ومغرب ہے یہ اس صورت میں ہوگا جب کروی شکل ہوگی زمین کے کروی ہونے کے بارے میں دوسری آیت زمر کی آیت:۵ اعراف آیت:۵۳ ہے۔

ارض:

منظومۂ شمسی کا ایک سیارہ ہے جہاں ہم بستے ہیں یہ وضع ترتیب وتخلیق میں آسمان کے مقابل میں ہے اس کے لغوی معنی ،،ہمزہ،،را،،ضاد،،اس کے لئے ابن فارس نے تین اصول بنائے ہیں ایک اصل قیاسی ہے ہر وہ چیز جو نیچے ہو آسمان کے مقابل میں ہو اس کو ارض کہتے ہیں اُوپر کو سماء کہتے ہیں جہاں نیچے ہو آسمان کے مقابل میں ہو اس کو ارض کہتے ہیں ۲۔جس پر ہم بستے ہیں قواعد عربی کے تحت ارض مؤنث ہے اس کا جمع ارضون آتا ہے لیکن اس کا جمع قرآن میں نہیں آیا ہے ارض سے اشتقاق اُریضہ کہتے ہیں اگر ارض طیّب نرم ہو ارض کے لئے غیر قیاسی دو اصل ہیں

۱۔ایک زکام کو کہتے ہیں

۲۔رعشہ کو کہتے ہیں ارض ایک کیڑے کا نام ہے جو چیونٹی مانند ہے فصل ربیع میں نکلتا ہے ارض کے قرآن میں چند مصادیق ہیں اکثر وبیشتر اسی ستارے کو کہتے ہیں جس میں ہم بستے ہیں جیسے سورہ بقرہ آیت ۲۲۵ میں آیا ہے ظاہر ارض قرآنی حساب سے دو حصوں میں تقسیم ہے ایک ارض مرئی ہے جو نظروں میں آتی ہے یہ خدمت انسان استراحت انسان کے لئے ہے

خالق کونیات ﴿۱۵﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

۲۔دوسری ارض غیر مرئی ہے یہ ارض، مابعد حیات دنیا، سامنے آئے گی یہ ارض مربوط بدنیا ہے اب زمین کے لئے اللہ نے جو صفات بتائی ہیں ایک صفت بساط بناتی ہے بساط لغت میں کسی چیز کو کھینچنے کو کہتے ہیں چوڑائی غیر چوڑائی میں کھینچنے کو کہتے ہیں بساط کا معنی نشر کرنے کو کہتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ میں آیا ہے جعل لکم الارض بساطا (آیت لکھنی ہے) سورہ نوح کی آیت میں ارض کو بسیط بھی کہا ہے ارض کے لئے دحوی بھی کہتے ہیں دحوی بھی بسط و مد کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورہ الشّمس میں آیا ہے زمین کی ایک صفت ذلول ہے یہ وہی بساط کے معنی میں آیا ہے یعنی ذلول انسان کی خدمت کے لئے آمادہ ہے بہت تابعدار ہے زمین ذلول صیغہ فَعُول شکور جیسا اپنی عظمت و وسعت انسان کی خدمت کے لئے مسخر ہے انسان جہاں چاہے اُپر کرے نیچے کرے شجر کاری کرے کنویں کھودے اتنی تابعدار ہے جنگلات بنائے۔غور کریں اللہ نے انسان کے لئے کتنے ذلول قرار دیا ہے رحبت لغت میں وسعت کو کہتے ہیں مثلاً آپ کسی آنے والے کو کہتے ہیں مرحبا یہ آپ کے لئے کھلی جگہ ہے وسعت والی جگہ ہے زمین وسیع جگہ ہے جیسا کہ سورہ زمر آیت ۸۰ میں آیا ہے اتنی وسیع ہے اللہ نے فرمایا تم اس کو کاٹ نہیں سکتا سورہ اسراء آیت ۳۷ رغم زمین کی صفات میں سے یک رغم ہے رغم نرمٹی کو کہتے ہیں مادی رغام سے یعنی جہاں جائیں آپ کے لئے جگہ ہے رغم کا معنی مذہب بھی ہے اسکا معنی مٹی بھی ہے ارغم اللہ الف ، اللہ اس کو نہ چاہتے ہوئے ناک زمین پر رگڑائی ہے سطح زمین کی صفات میں سے ایک سطح ہے سطحت سطح کہتے ہیں تسویہ کرنے کو برابر کرنے کو اس لئے عربی میں کہتے ہیں الارض فراش الانعام والارض جیسا کہ سورہ ذاریات ۴۸ میں آیا ہے زمین کی صفات میں سے ایک قرار ہے انسان یہاں قرار پاتے ہیں اور ان کے لئے زندگی جائے قرار و معاش ہے زمین کی ایک صفت کفت کفت یعنی کفات ہے یعنی جمنے کو کہتے ہیں سورہ المرسلات ۲۵، ۲۶ کفات کا معنی مرنے کے انسان حیوان حشرات اپنے اندر جمع کرتے ہیں زمین کی ایک صفت مد ہے اللہ نے زمین کو کھینچا ہے کہتے ہیں طول میں کھینچنے کو جیسا کہ سورہ حجر آیت ۱۹ میں آیا ہے زمین کی ایک صفت محد ہے محد گہوارے کو کہتے ہیں اتنا نرم رکھتا ہے جو بچے کو آرام سے رکھتی ہے جیسے سلایا جائے بچہ جب گہوارے میں ہوتا ہے تو وہ اپنا درد والم بھی اظہار نہیں کر سکتا جیسا کہ سورہ مریم آیت ۲۹ اس وجہ سے انسان یہاں سوتا ہے جس طرح بچہ گہوارے میں سوتا ہے انسان اس میں سوتا ہے سورہ نبأ آیت ۶ زمین کی ایک صفت انباء ہے یعنی اگانا یہاں زراعت ہوتی ہے جیسا کہ سورہ حج آیت ۵ میں آیا ہے سورہ روم آیت ۹ میں زمین کی ایک صفت ذرع ہے جیسا کہ سورہ طارق آیت ۱۲ میں آیا ہے زمین کی ایک صفت صدع ہے یعنی شگاف کو کہتے ہیں یہاں دانے اگتے وقت زمین کو شگاف کرتے ہیں لہٰذا زمین ذات صدع ہے صدع شق کو کہتے ہیں یعنی جو چیز بہت سخت ہو اس کو شق کریں جیسا کہ سورہ عبس آیت ۲۶ میں آیا ہے ایک صفت زمین حز ز ہے احتز ربت سورہ حج آیت ۵ سورہ فصلت آیت ۳۹ زمین کی ایک صفت خبط ہے سورہ نحل آیت ۲۵ نخرج الخبط خبط یعنی پوشیدہ خبایا کہتے ہیں زمین کی ایک صفت زخرف ہے یعنی تزئین جائے آرائش، زمین کی زینت درخت ہیں پھول ہیں نباتات ہیں زمین کی

ایک صفت نقص ہے زمین میں کمی ہوتی ہے زمین کی ایک صفت طرف ہے ننقصھا من اطرافھا ہم اطراف میں نقص کریں گے زمین کی ایک صفت طہر ہے مادہ ظُہر ہے مادہ طہر یطہر طہرا کہتے ہیں پوشیدہ سے نکلنے کو سورہ فاطر آیت ۴۵ زمین کی ایک صفت قطر ہے افطار یعنی اس کی اطراف وا کنار ہے جوانب ہیں سورہ احزاب آیت ۱۴ زمین کی ایک صفت نکب ہے سورہ ملک آیت ۱۵ ان تمام کلمات میں زمین کی خصوصیات وصفات بیان ہوئی ہیں۔

نقص الارض: معالم القرآن عوالم الکون ص ۶۰

قرآن میں آیا ہے ہم زمین میں نقص کرتے ہیں یعنی زمین میں کمی کرتے ہیں۔ سابق زمانے میں زمین کی شکل وہیئت کیا تھی لوگوں کو پتہ نہیں تھا ان کی معلومات وہی ہوتی ہیں جو ان کی نظروں میں آتی ہیں پہاڑ ہے، وادی ہے، میدان ہیں گڑھے ہیں خشک زمین ہے پانی ہے کوئی سفر میں ہے کوئی استقرار میں ہے اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں قرآن نے کہا زمین کی اطراف ہیں وہ ایک جرم ہے کروی ہے اس کے اطراف سے کم ہے سورہ رعد آیت ۴۱ میں آیا ہے (آیت لکھنا ہے) یہ بات ۱۴۰۰ سال پہلے بتائی ہے جس وقت دنیا میں جہالت چھائی ہوئی تھی اب یہ آیت قرآن کا معجزہ ہے جب بشر نے زمین کی اطراف میں سیر شروع کی آبادی اور غیر آباد علاقوں میں سیر کی علم جغرافیہ بنایا علم حیات علم طبعیات الارض علم جبال علم حیوان ولم معادن وغیرہ پتہ چلا زمین کے اطراف میں نقص ہے چونکہ یہ کروی ہے یہاں سے قرآن کی پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی یہ قرآن کا معجزہ تھا کہ جب انسان جہالت کے دور میں رہ رہے تھے حیران وسرگرداں تھے اس وقت قرآن نے آج کے جدید دور علم کی بات بتائی ہے۔

جاذبیت زمین:

کہتے ہیں اس قوت کے ہونے کے بارے میں معلومات وآگاہی بہت دیر سے ہوئی ہے اور ضعیف محسوس کیا گیا تھا۔ لیکن گزشت زمان کے بعد سب سے قوی تر طاقت ثابت ہوئی ہے کہتے ہیں اس طاقت کے ذریعے تمام اجرام ستارے اپنی اپنی جگہ گردش میں ہیں یہ ہر کرّے میں موجود ہے اگر قوت جاذبہ نہ ہوتی تو نہ زمین ہوتی نہ آسمان نہ ستارے لیکن یہ تمام مجرات اس قوت کی وجہ سے مستقر ہیں اور ابھی تک علماء محققین اس قوت کے بارے میں مزید تحقیق کر رہے ہیں یہ طاقت وذرّے کے اندر حس کیا گیا ہے جاذبیت پوری کائنات سے مربوط ہے کائنات کا ہر جز دوسرے جز سے جڑا ہے جاذبیت کے ذریعے قائم ہے جیسا کہ اجزا کے جزی ایک دوسرے سے قوی ہوں گے اس کا حجم زیادہ ہوگا جتنا حجم زیادہ ہوگا اتنی اس کی جاذبیت زیادہ ہوگی ایک جاذبیت عمومی ہے جو کائنات کے تمام اجزاء میں پائی جاتی ہے جتنا حجم زیادہ ہوگا اس کی جاذبیت اتنی زیادہ ہوگی جتنا اس کا حجم کم ہوتا ہے اتنی اس کی جاذبیت کم ہوتی ہے۔

بلندترین پست ترین سطح زمین:

بلندترین سطح زمین ماونٹ ایوریسٹ کوہ ہمالیہ ہے جو نیپال اور تبت میں واقع ہے ماؤنٹ ایورسٹ کی سطح سمندر سے

۸۸۴۸ میٹر بلندی ہے کےٹو کی ۸۶۱۱ میٹر ہے جبکہ پست ترین میں سطح زمین ۳۹۲ میٹر تک بحر مییت ہے جہاں فارس و روم میں ہجرت سے پہلے جنگ ہوئی تھی جس میں اہل فارس جیت گئے تھے بعد میں روم کو فارس پر غلبہ ملا سورہ روم کی پہلی آیت میں آیا ہے۔

الوہیت وربوبیت :

﴿والی الارض کیف سطحت ﴾ غاشیہ ۲۰ فلاسفہ ومتکلمین نے اثبات الوہیت وربوبیت حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے گنتی کے چند دلائل پیش کیے ہیں جبکہ صوفیوں کو دلائل پیش کرنے سے چڑ ہے کیوں کہ وہ ان کے ہاں دعوائ دلیل دونوں ایک ہوتا ہے کسی نے صوفی سے کہا فلان عالم دین نے اللہ کے وجود پر ۱۰۰ دلائل دئے ہیں تو اس صوفی نے کہا اس کا مطلب یہ ہے اس کو اللہ کے وجود پر سوشک عارض ہیں جبکہ اللہ نے اپنی کتاب میں بار بار تکرار فرمایا ہے ومن آیاتہ سورہ غاشیہ۔

۱۔ کائنات بطور صدفہ بطور اتفاق بغیر کسی ارادہ مرید وجود میں آئی ہے یہ فرض انتخاب کرے۔

زلزال زمین لرزہ:

معالم قرآن فی عوالم الاکوان ص ۵۵ دنیا بھر میں وقتا فوقتا زمین میں لرزہ ہوتا آیا ہے مؤمنین کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے اجتماعی آزمائش ہے یا قہر وعذاب الٰہی ہے جو گاہے بگاہے مغضوب ونافرمان قوموں کے لئے ہوتا ہے جب کہ ملحدین ایسے حوادث کے مواقع پر لوگوں کے اذہان سے یاد اللہ مٹانے اور ہٹانے کے لئے سائنسی تحلیلات کی تلقین کراتے ہیں سائنسی تحقیقات وتحلیلات خود کیا بتاتی رہیں یہ کسی نظام طبیعی کے تحت ہو رہا ہے یا بطور صدفہ اتفاقی ہو رہا ہے بہرحال سائنسی تحلیلات سے پہلے قرآن کریم میں اس کا ذکر چند آیات میں آیا ہے بلکہ ایک سورہ مکمل زلزلہ کے بارے میں آئی ہے کتاب معالم قرآن ص ۵۵ پر آیا ہے یہ زلزال ایک خوف، وحشت وخوف آور ہے انسان ایسے مواقع پر بہت ڈرتے ہیں۔

۲۔ زمین بہت سی چیزیں اوپر پھینکتی ہے

۳۔ یہ زلزلہ وحشت آور ہوتا ہے لیکن اس کے عوامل کیا ہیں اس بارے میں علماء زمین شناس کہتے ہیں اسباب زلزلہ زمین کے اندر موجود گیس کی شدت گرمائش سے بعض جگہ اندر کچھ جگہ انفجار ہوتا ہے زمین کے اندر موجود بعض لہروں میں شگاف آتا ہے اس شگاف سے دھواں نکلتا ہے جو اس کے قرب وجوار کو ہلاتا ہے۔

تعاقب لیل ونہار میں گردش زمین کا کردار:

وہ نعمت گردش لیل ونہار ہے اس کی طرف متوجہ کیا ہے سورہ قصص آیت: ۷۱،۷۳ میں فرمایا ہے تم ایک لمحہ کے لئے سوچو

خالق کونیات ﴿۱۸﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

اگر اللہ رات کو ہی جاری رکھتا، دن نہیں لاتا تو تمہارا کیا حشر ہوتا، تم کیسے زندگی بسر کرتے، جدید وسائل وذرائع سے رات کو کم کر کے کچھ دن تمہارے لئے لائے، کون ایسا کر سکتا ہے یہاں اللہ نے دو دلیل پیش کی ہیں اور اگر دن ہی رہتا رات نہ ہوتی تو کیا ہوتا ایک تو دن رات دو مختلف چیزیں ہیں اس کا اختلاف انسان کے لئے کتنی نعمت بے بہا ہے۔

۲۔ اگر یہ نعمت اللہ نہ دیتا تو کون دے سکتا تھا؟

۴۔ یہ دن رات بے تکی بدنظامی نہیں ہے ایک نظام دقیق کے تحت ہو رہا ہے ایسا نہیں ہو رہا ہے کہ آج رات لمبی ہوگئی دن آنے میں دیر ہوگئی آج دن لمبا ہوگیا رات آنے میں دیر ہوگئی ایسا نہیں ہے ایک دوسرے کی حدود ہیں تعدی نہیں ہو رہا ہے ہر ایک اندازے سے چل رہا ہے سورہ فرقان آیت؛۲ سورہ رعد آیت: ۱۸ اگر اللہ آج کے دن کے لئے اس تحقیقاتی دور میں یہ آیت لاتے کہ تم دن رات کی گردش کو نہیں دیکھ رہے ہو اس پر غور نہیں کر رہے ہیں اس کو گردش کرنے والا اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے تو یہ علمائے زمین ضرور کہتے اس میں کوئی بڑی بات تو نہیں ہے آج یہ بحث کوئی بھی درس میں دے دے کوئی بڑا سا بڑا ہی کیوں نہ ہو اس کو معمولی سمجھتا ہے یہ زمین کتنے گھنٹے میں اپنے گرد گردش کرتی ہے جس سے لیل ونہار بنتے ہیں، اگر یہ بات اُس وقت اللہ قرآن میں فرماتے تو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔

پتہ نہیں کیا کہنا چاہتے ہیں اللہ سبحانہ نے ایسے الفاظ لائے، اس وقت کے لوگ اسی تناسب سے اور اس وقت کے لوگ اسی تناسب سے سمجھ سکیں گے، گردش لیل ونہار نعمت ہے لیکن یہ ہوتی کیسے؟ کس طرح سے ہوتی ہے۔

زمین کا ایک حصہ تاریکی میں ڈھوبا ہوا ہے سویا ہوا ہے دنیا ومافیھا سے بے خبر ہے غافل ہے اندھیرے میں ہیں، ایک گروہ میدان عمل میں ہے، کوئی چل رہے ہیں کوئی کھڑے ہیں، کوئی ہاتھ استعمال کر رہے ہیں، کوئی ذہن استعمال کر رہے ہیں، ہر ایک اپنے جسم کا ایک حصہ استعمال میں لا رہا ہے ایسا کیوں ہے؟ ایسا کیسے ہوا ہے؟ یہ ایک سوال ہے، لیل و نہار ایک نعمت ہے، لیکن یہ نعمت کیسے وجود میں آتی، کس طرح سے یہ بنا ہے، دور جاہلیت میں لوگ اس کو نعمت سمجھتے تھے، اس میں قدرت مافوق کا دخل ہے، لیکن وہ کیسے بنتے ہیں؟ وہ نہیں جانتے تھے، اللہ نے دن رات کو نعمت ہونے کے علاوہ یہ دعوت بھی دی ہے کہ دن رات ہوتا کیسا ہے؟ سورہ آل عمران آیت: ۱۹۰ فرمایا آسمان وزمین کی خلقت دن رات کے تغیر واختلاف دونوں میں صاحبان عقل وشعور کے لیے اللہ کی بڑی نشانیاں ہیں یہاں سے دن رات کا اختلاف جو ہے تنہا اس کو زمین سے مربوط نہیں کیا ہے آسمان سے بھی کیا ہے، یعنی آسمان وزمین دن رات کا اختلاف یہ دونوں مربوط ہیں صاحبان عقل کے لئے، یہاں سے یہ سوال آتا ہے کہ دن رات کیسے پیدا ہوتے ہیں؟

یہ بھی عجیب انداز میں اختلاف ہے، ایک دوسرے کی جگہ سے اختلاف کی مقدار چند منٹ کی ہے، اسلام آباد کی رات اور کراچی کی رات میں اختلاف چند منٹ کا ہے، چند منٹ سے ۱۲، ۱۴ گھنٹے تک یعنی ایک جگہ پورے بارہ گھنٹے رات ہے تو دوسری جگہ ۱۴ گھنٹے کی رات ہے یعنی دن رات کی مقدار بھی ایک دوسرے سے اختلاف میں ہے یہ کیسے؟ یعنی ایک کی

رات دوسرے کے دن میں بنتی ہے یعنی اختلاف کا تعلق صرف زمین سے نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق آسمان سے مربوط ہے یہ اختلاف اللہ نے دوسری جگہ فرمایا ہے آپ کو پتہ نہیں دن رات میں کیوں اختلاف ہے، زمین کروی ہے یعنی گول شکل ہے، یہ نہیں کہا ہے زمین کروی ہے یعنی دن رات ہم جس طرح سر پے عمامہ باندھتے ہیں دن کو رات کا عمامہ پہناتے ہیں رات کو دن کا عمامہ پہناتے ہیں، سورہ زمر آیت:۵۔،،کور،، گھما کے باندھنے کو کہتے ہیں دن رات کس طرح باندھتے ہیں جس طرح ،سل القریہ سے اھل قریہ مراد ہے، اسی طرح دن رات کو باندھنے سے مراد زمین وآسمان کو باندھنا ہے، اسی طرح سے زمین کروی ہے، سورہ حج میں فرماتا ہے یولج الیل فی النھار ویولج النھار فی الیل رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے سورہ حج آیت:۶۱،۔

یہ چیزیں ہر عام وخاص عالم وجاہل دانش وبے دانش آسانی سے سمجھ سکتے ہیں دن رات کتنی بڑی نعمت ہے اس گراں بہا نعمت غافل انسانوں کو اللہ نے قرآن کریم کی چندین آیات میں متنبہ کیا ہے رات تمہارے لئے سکونت واستراحت کے لئے ہے دن تمھارے کسب معاش، عیش وعشرت زحمت ومشقت کے لئے ہے یہ بات کوئی بھی عالم عوام سے کہے، ایسا ہے یا نہیں؟ سب کہیں گے سچ ہے حق ہے لیکن کبھی سوچا نہیں اتنی بڑی نعمت کیسے بنی ہے کس نے اس کو ترتیب سے بنایا ہے کس نے یہ گھڑی بنائی ہے جاہل تو چھوڑیں بہت سے عالموں نے یہ نہیں سوچا ہوگا بلکہ عالموں کے بھی ذہن میں نہیں آیا ہوگا یہ کیسے بنتا ہے سولہویں صدی میلادی تک لوگوں کو پتہ نہیں تھا لوگوں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ زمین گردش کر رہی ہے۔

کتاب اعجاز علمی جلد ا ص ۷۷ پر آیا ہے قرآن کریم نے ۲۲ جگہ تعاقب لیل ونہار کی بات آئی ہے دن رات ایک دوسرے کے پیچھے حرکت میں ہیں یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمین دو قسم کی حرکت میں ہے ایک زمین کی حرکت اپنے مرکز کے گرد دوسری سورج کے گرد ہے سورہ بقرہ آیت:۱۶۴ سورہ آل عمران آیت:۱۹۰ سورہ اعراف آیت:۴۵ سورہ یونس آیت:۶ سورہ رعد آیت:۳ سورہ نور آیت:۴۴ سورہ فرقان آیت:۶۲ سورہ زمر آیت:۵ سورہ جاثیہ آیت:۵ روئے زمین میں سب سے پست تر جگہ کون سی ہے کہ جس سے پست کوئی اور جگہ نہ ہو اس کی شناخت علم جغرافیہ سے ہے علم جغرافیہ زمان نزول قرآن میں مفہوم نہیں رکھتا تھا سب سے بلند جگہ کہاں ہے سب سے پست کہاں ہے یہ موضوعات لوگوں کے اذھان میں نہیں تھے لیکن قرآن نے اس کی خبر دی کتاب اعجاز علمی ص ۴۹ پر آیا ہے سورہ روم آیت:۴،۵ میں آیا ہے ۔

انہوں نے دیکھا کہ سورج گردش کر رہا ہے یہ آتا جاتا ہے جاتے ہیں اس کے آنے سے رات چلی جاتی ہے اس کے جانے سے رات آتی ہے کتاب موسوعہ اعجاز علمی ص ۲۰۶ پر لکھا ہے پہلے زمانے میں بیتلیموس اور اس وقت کے علماء کا نظریہ تھا کہ سورج زمین کے گرد گردش کرتا ہے لیکن یونان کے فیلسوف فیثا غورث نے کہا ایسا نہیں ہے، سورج کے گرد

زمین گردش کرتی ہے لیکن اس کو کسی نے مانا نہیں یہاں تک کہ سولہویں صدی کے آخر کیلر آیا اس نے دلائل قائم کی زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہے اس نے ساتھ ہی یہ بھی ثابت کیا کہ زمین کی حرکت دو قسم کی ہے ایک اپنے محور کے گرد حرکت کرتی ہے دوسرا سورج کے گرد حرکت کرتی ہے زمین کے اپنے گرد گردش کرنے سے لیل و نہار بنتے ہیں اس سے دن رات بنتے ہیں وقت بدلتا ہے۔

۲۔دوسری حرکت سے موسم بنتا ہے ربیع، خزان، گرما، سرما۔

دوسرا معجزہ معجزۂ علمی ہے علمی کسے کہتے ہیں پہلے نہیں جانتے تھے ابھی جاننے کو علمی کہتے ہیں آپ دیکھیں گے پہاڑ جس کو آپ ساکن تصور کرتے ہیں وہ بادل مانند حرکت میں ہے سورہ نمل آیت: ۸۸ سلخ۔رات سے دن نکالا یہ نہیں کہتے کہ دن سے رات نکالی سورہ یٰسین آیت: ۳۷ ان کے لئے ایک نشانی رات ہے، ہم اس رات سے دن نکالتے ہیں۔

گردش لیل و نہار قرآن کریم میں اللہ نے اپنی الوہیت و ربوبیت پر ایک دلیل گردش لیل و نہار دی ہے کتاب سبعون برہاناص ۱۲۲ میں ایک دلیل گردش لیل و نہار قرار دیا ہے اگر رات نہ ہوتی تو ہمیں نہار پتہ نہیں چلتا اگر نہار نہ ہوتا تو لیل کا پتہ نہیں چلتا اگر لیل و نہار نہ ہوتے تو ہفتہ مہینے سال کا بھی پتہ نہیں چلتا ہے یہ لیل و نہار یہ ہفتہ یہ مہینہ یہ سال کیسے پیدا ہوتا ہے؟ کس چیز کا نتیجہ ہے یہ کیسی نعمت ہے یہ سب وجود باری تعالیٰ کی نشانی ہے ان سب کی برگشت زمین کا اپنے گرد گردش کرنے سے ہے یہاں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔

۱۔ایک یہ ہے کہ لیل و نہار انسان کے لئے ایک بیش بہا نعمت ہیں اگر یہ دونوں نہ ہوتے یا دونوں میں سے ایک نہ ہوتا تو کیا ہوتا، روئے زمین جہنم بن جاتا جب یہ دونوں ایک نعمت ہیں تو یہ نعمت کیسے بنتی ہیں کون بناتا ہے؟ یہ سمجھنا ہے بعض کرات سورج کے مقابل میں ہیں دوسری طرف کبھی سورج نہیں پڑتا ہے جیسے چاند میں نہار نہیں ہے رات نہیں ہے اگر ہماری زمین بھی ایسی ہوتی تو ہم یہاں زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے اگر رات نہ ہوتی یا صرف رات ہوتی دن نہ ہوتا، اگر سارا دن ہوتا تو حرارت سے جل جاتے لیکن اللہ نے ایک حصہ سورج کے مقابل میں دوسرا حصہ پشت پر رکھا ہے یہ بھی اپنی گردش کی وجہ سے ہے ہر چپہ ہر قطعہ سورج کے مقابلے میں ہوتا ہے دوسرا حصہ سورج کی پشت پر ہوتا ہے یہاں سے جو سورج کے سامنے ہوتا ہے وہاں نہار ہوتا ہے جو سورج کی پشت پر ہے وہاں لیل ہوتی ہے یہاں سے زمین کا اپنے گرد گردش ہونے سے ہر ٹکڑا ایک دفعہ سورج کے گرد اور ایک حصہ سورج کی پشت پر ہوتا ہے جو سورج کے مقابل میں ہوتا ہے وہاں نہار ہوتا ہے جو سورج کی پشت پر ہوتا ہے وہاں لیل ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زمین کرہ ہے۔

۲۔دوسرا سوال یہ ہے کہ سال بھر میں کبھی گرمی کبھی سردی کبھی معتدل موسم، یہ کیسے ہوتا ہے زمین کی دو قسم کی گردش ہے ایک گردش کا نام محوری ہے زمین اپنے گرد گردش کرتی ہے تو زمین کا ایک نکتہ سے دوسرے نکتے تک پہنچنے سے ایک حصے میں رات ایک حصے میں دن ہوتا ہے ایک دفعہ اپنے گرد گردش کرنے سے ایک دن بنتا ہے اس کا ایک مدار ہوتا ہے دائری

خالق کونیات ﴿۲۱﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

گردش میں زمین سورج کے گرد ۹۳ ملیون کلومیٹر طے کرتی ہے تو سورج کے گرد ایک چکر پورا ہوتا ہے زمین ۶۷ ہزار میل ایک گھنٹے میں طے کرتی ہے زمین کی سورج کے گرد ۳۶۵ دن ساڑھے سات گھنٹے طے کرنے سے ایک گردش پوری ہوتی ہے اس سے ایک سال بنتا ہے۔

جب ایک دَور پورا ہو جائے تو کہتے ہیں ایک سال ہو گیا، اس کا معنی ۶۰۰ ملیون میل کا سفر طے ہوتا ہے اب آتے ہیں چار فصل کہاں سے نکلتے ہیں؟ ایک سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں ۳ ضرب ۴ مساوی ۱۲ ہوتا ہے لہٰذا آپ کے پاس چار فصل ہو گئے۔ اس زمین کی گردش میں زمین منازل صیف یعنی گرمی کے علاقے میں تین مہینے رہتی ہے یعنی طے کرنے میں تین مہینے لگتے ہیں گرمی کے مہینے ختم ہونے کے بعد ظریف شروع ہوتا ہے پھر سردی یعنی شتا کا موسم شروع ہوتا ہے کسی بھی جگہ سست رفتار یا کائی نہیں ہوتی، طے کرنے کی رفتار ایک جیسی ہوتی ہے چنانچہ اس گردش کے بارے میں سورہ آل عمران آیت: ۹۰ سورہ اعراف آیت: ۵۴ میں آیا ہے گو یا رات دن کے پیچھے جارہی ہے جاتے جاتے رات پیچھے جارہی ہے آگے نہار سے قریب ہوتی ہے۔

غُلبت الروم روم پست ترین زمین پر شکست کھا گئے یہاں دو خبریں ہیں ایک پست ترین جگہ پر روم کو شکست ہوئی دوسری یہ خبر ہے کہ روم کو جلد ہی فتح ہوگی روم اور فارس میں ایک جنگ ۶۱۰ء کو بحر میت منطقہ ازروعات بیت المقدس میں ہوئی جو کسی کو پتہ نہیں تھا کہ سطح زمین سے کم سطح پر سب سے پست دریا سے صرف ۴۰۰ میٹر اُوپر ہے دوسرا کہاں ہے چند سال میں دوبارہ مسیحیوں کو فتح ہوگی یہ فتح ۶۲۴ء کو ہوئی جو جنگ بدر کے موقع پر روم اور فارس کے جنگ میں روم کو فتح ہوئی اس میں دو لفظ ہیں ادنیٰ الارض، ادنیٰ لفظ کے دو معنی ہیں ایک قریب کے لئے ہوتا ہے دوسرا پست کے لئے ہوتا ہے یہاں اشارہ ہے پست جگہ پر ہے دوسرا لفظ لفظ بضع ہے بضع پانچ اور سات کے درمیان ہوتا ہے یعنی دس سے کم۔

کہتے ہیں زمین کروی ہے یعنی گول ہے تو زمین کرّہ ہے ﴿والارض بعد ذالک دحاھا﴾ سورہ نٰزعٰت آیت ۳۰ ہم نے اس زمین کو دحو کیا دحو شتر مرغ کے انڈے کو کہتے ہیں یعنی زمین انڈے کی شکل میں ہے

۲ سورہ حج آیت ۲۷ ﴿واذّ ن فی الناس بالحج یاَ توک رجالاً وّعلیٰ کل ضامرٍ یاَ تین من کل فجٍ عمیقٍ﴾ من کل فج عمیق ہر گہرائی سے اگر طول میں ہو تو فج بعید کہتا ہے اگر گہرائی میں ہو تو فج عمیق کہتے ہیں اسی لئے حج کو آنے والے تمام دنیا والے کو فج عمیق سے آنے کا کہا ہے

۳۔ سورہ زمر آیت: ۵ ﴿خلق السمٰوٰت والارض بالحق یکّور الیل علی النّہار و یکور النّہار علی الّیل﴾ ایک کو ایک چلا رہا ہے یہ آیت بھی دلیل ہے کہ زمین کروی ہے

۴۔ سورہ فرقان آیت: ۶۲ ﴿وھوالّذ ی جعل الّیل والنہار خلفۃ لمن ارادان یذ کر او اراد شکورا﴾ جس نے لیل و نہار کو ایک دوسرے کی پشت پر لگایا

خالق کونیات ﴿۲۲﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

۵۔سورہ یٰسین آیت:۴۰ ﴿لا الشّمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا الّیل سابق النھار وکل فی فلک یسجون﴾ یہ بھی ان آیات میں سے ہے کہ زمین کروی ہے

۲۔زمین گردش میں ہے ساکن نہیں حرکت میں ہے اس کی دلیل سورہ نمل آیت:۸۸ ہے

۳۔زمین اپنی طرف کشش رکھتی ہے سورہ مرسلات آیت ۲۵،۲۶ ﴿الم نجعل الارض کفاتاً﴾ ﴿احیاءً و امواتا﴾ کیا ہم نے زمین کو جمع کرنے والی نہ کیا۔تمھارے زندوں اور مُردوں کی۔

یک از معجزات علمی قرآن زمین کے مشارق ومغارب ہیں اس سے زمین کا گروی ہونا ثابت ہوتا ہے اعجاز علمی جلد ا ص ۱۵۹ پر آیا ہے قدیم ایّام سے بشر کے لئے پیش ہونے والے مظاہر میں سے ایک مظہر شروق وغروب شمسی ہے قرآن کریم میں شروق وغروب شمسی کے لئے تین صیغے آئے ہیں ا۔صیغہ مفرد ۲۔صیغہ تثنیہ ۳۔صیغہ جمع آئے ہیں سورہ مزمل آیت:۹ ﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لا إِلهَ إِلاَّ هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَکیلاً﴾ صورت مفرد میں آیا ہے سورہ رحمٰن آیت:۱۷ میں آیا ہے ﴿ربّ المشرقین وربّ المغربین﴾ صورت تثنیہ میں آیا ہے سورہ معارج آیت:۴۰ ﴿فَلا أُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشارِقِ وَ الْمَغارِبِ إِنَّا لَقادِرُون﴾ اس میں صورت جمع میں آیا ہے مفرد کی صورت میں مشرق ومغرب سمجھنے میں چنداں مشکل و پیچیدہ نظر نہیں آتا ہے ہر شخص ۲۴ گھنٹے میں دیکھتا ہے کہ سورج ایک طرف طلوع ہوتا ہے دوسری طرف غروب ہوتا ہے ایک طرف مشرق اور ایک طرف مغرب ہوتا ہے

دو مشرق اور دو مغرب کیا ہیں؟ جس کے لئے تفسیر کی ہے مشرق شتی مشرق بہار موسم سرما موسم گرما دونوں کے مشرق الگ ہیں دونوں کے مغرب الگ ہے ۔

۳۔تیسری صورت جمع میں مشارق ومغارب زمین کے ہر چپے چپے میں رات ختم ہوتی ہے دن شروع ہوتا ہے دن ختم ہوتا ہے رات شروع ہوتی ہے اسی طرح سے رات دن کا فرق ہر جگہ ہے یہاں سے واضح ہوتا ہے زمین کا چپہ چپہ زمین والوں کے لئے ہر ایک کے لئے مشرق ومغرب ہے۔

لیکن اس کا محیّر العقول نافذ نظام ہر جگہ حاکم ہے کائنات میں موجود نظام اپنی کم وکیفیت میں دونوں حوالے سے دہشت آور حیرت آور ہے ہر چیز اپنے اندر منظّم ہے اس پر اکتفاء نہیں بلکہ اس سے باہر جو کائنات ہے وہ بھی اس انسان کے تناسب سے ہے کہ اس انسان کو نقصان نہ پہنچے اس کو ختم نہ کرے کائنات میں نظام ہونے کے بارے میں ایک سلسلہ آیات قرآنی ہے ان آیات کو آیات تقدیر کہتے ہیں کائنات کی ہر چیز کا ایک اندازہ ہے اس کو کب پیدا ہونا ہے کب یہاں سے جانا ہے اس کی اتنی مدت یہاں رہنے کے لوازمات کیا ہیں اس کو اس دنیا میں جینے کیلئے کیا کیا ضروریات ہیں سورہ فرقان آیت :۲ اس کائنات میں ہر چیز کی ترکیب کو تناسب سے رکھا ہے مثلاً یہ جو ہوا آپ کے اُوپر ہے طبقہ ہوا یہ آپ کے جینے کے لئے اللہ نے خلق کی ہے اگر یہ ہوا نہ ہوتی تو آپ لحہ بھر بھی زندہ نہیں رہ سکتے آپ کو سالم رکھنے کے

لئے اللہ نے اور کتنی چیزیں رکھی ہیں اس پر بحث کرنے کی ضرورت ہے ہوا کی کیا حیثیت ہے انسان کے جینے کے لئے غذا کی ضرورت ہے اس غذا کے لئے کیا کیا چیزیں بنائی ہیں نباتات حیوانات پیدا کئے ہیں سورہ نحل آیت ۶۶، ۶۷ میں ان حیوانوں کا ذکر ہے۔

سورہ احزاب آیت: ۷۲ اس میں مفسرین روائی نے بہت جنجال چھوڑا ہے مفسرین اجتہادی نے بھی اپنے اجتہاد کو انہی روایات کی کشتی میں سوار ہو کر اجتہاد کیا ہے آیت یہ ہے ﴿انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا وحملھا الانسان ط انہ کان ظلوماً جھولاً﴾ ہم نے آسمان وزمین کو اپنی امانت پیش کی تو آسمان وزمین نے اس کو اٹھانے سے انکار کیا جبکہ انسان نے جہل ونادانی کے طور پر اس کو اٹھالیا انسان کی سنت یہی رہی ہے وہ ہمیشہ اپنے مقاصد سے جاہل اپنے نفس پر ظالم رہا ہے تو یہاں پہلے مرحلے میں یہ سوال آتا ہے یہ امانت جو آسمان وزمین کو پیش کی ہے اور اسی کو دوبارہ انسان کو پیش کیا ہے وہ کونسی امانت؟

۱۔ ایک ہی امانت ہے جو آسمان وزمین کو پیش کی گئی ہے ایک امانت انسان کو پیش کی گئی ہے لہٰذا یہ ایک امانت ہے یا دو ہیں

سوال۔۲ آسمان وزمین فاقد ارادہ ہیں فاقد حق انتخاب ہیں آسمان وزمین مسخر محض ہیں کیا وہ اللہ کے کسی حکم کو رد کر سکتے ہیں جبکہ وہ اس کی استطاعت میں ہیں کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ ان کو حکم دے اور وہ کہیں نہیں ہم یہ نہیں کریں گے؟

۳۔ اللہ نے انسان کو پہلے حکم دیا ہے کہ اس چیز کو جان لے، کہا ہے فاعلم الا الہ الا اللہ اس جیسی بہت سی آیات ہیں جہل و نادانی میں کئے گئے اعمال کا حساب نہیں ہوتا سزا نہیں ہوتی ہے اس کے بارے میں آیا ہے رفع عما لا یعلمون، نادانستہ حرکات پر کوئی حکم نہیں ہے وہاں عفو ہے، اگر انسان کوئی چیز نادانستہ طور پر اٹھائے اور اس سے غلطی صادر ہو جائے تو اسے معافی ہے اس کی مذمت نہیں ہوگی ان تین سوالات کو سامنے رکھ کر ان آیات کی کیا تفسیر ہو سکتی ہے قرآن کریم میں آسمان وزمین کائنات اور انسان کو دو الگ مخلوق پیش کیا ہے ایک کو عابد، مسخر، مجبور، ناقابل انکار مخلوق قرار دیا ہے اس کے بس میں نہیں کہ وہ کسی بھی حکم الٰہی کو مسترد کرے۔

جبکہ انسانوں کو اللہ نے ایک مخلوق مختار و آزاد و خود رائے کے طور پر خلق کی ہے یہاں سے بہت سے انسانوں نے اللہ کے بہت سے احکام کو مسترد کیا ہے لہٰذا اوامر میں انسان و کائنات ایک دوسرے سے مختلف ہیں کائنات آسمان وزمین انکار نہیں کر سکتے انسان و بشر آزاد و خود مختار ہے یہاں سے واضح ہو جاتا ہے جو امانت اللہ نے پیش کی ہے اس میں دونوں ایک جیسے نہیں ہیں دونوں تحمل امانت میں ایک جیسے نہیں ہیں یہاں سے واضح ہو جاتا ہے جو بھی تفاسیر اس آیت کے بارے میں آئی ہیں ان میں امانت کو ایک ہی قرار دیا گیا ہے آسمان وزمین نے اس کو رد کیا ہے انسان نے اس کو قبول کیا ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے یہ تفاسیر آیت کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی ہیں۔ منسجم نہیں ہیں۔ لہٰذا اس تفسیر سے مفہوم

آیات قرآن واضح نہیں ہوتا ہے گویا یہ تفسیر تفسیر باطنی ہے جو تفسیر ظاہری کے بالکل خلاف ہے جب تفسیر آیت کے بالکل خلاف ہو گی تو اس کو تفسیر قرآن نہیں کہہ سکتے یہ تفسیر باطنی ہی ہو گا۔

۳۔اب رہتا ہے ہمارے پاس مشکلہ کہ جو امانت میں نہیں ہے ہمارے پاس مشکلہا بینا و تحملنا میں ہے۔

ابین مادہ ابی سے انکار کو کہتے ہیں آسمان و زمین نے حمل امانت سے انکار کیا آسمان و زمین نے حمل امانت سے انکار کر کے اپنے کو اللہ کی بندگی کا مظاہرہ کیا اپنے حق میں تعریف و ستائش لائی۔

دوسرا لفظ ہے۔

تحملن ہے، حمل کسے کہتے ہیں حمل کے دو مرحلے ہیں حمل امانت اور ادائے امانت، حمل امانت میں کوئی تعریف نہیں اس نے اچھا کیا امانت اٹھایا، امانت میں ادائے امان قابل تعریف ہے ادائے امانت کے مقابل حمل امانت ہے امانت کو اٹھا کے رکھنا آسمان و زمین نے حمل امانت سے انکار کیا یعنی کیا امانت کو ادا کیا اور انسان نے امانت کو اٹھایا اور ادا نہیں کیا تو وہ مذموم قرار پایا یعنی انسان نے امانت کو اٹھایا نہیں یا اٹھا کے ادا کرنے سے انکار کیا ہے، تو انسان کی تین قسمیں ہیں ایک وہ گروہ جس نے امانت قبول نہیں کی، ایک گروہ نے قبول کی ادا نہیں کیا، ایک گروہ نے قبول کی اور امانت کو ادا بھی کیا۔

ہوا:

ہوا خود کیا ہے ہوا کہاں سے نکلتی ہے یہ ہوا جہاں انسان کی حیات کے لئے ضروری و ناگزیر ہے اتنی ہلکی گوارا سکون و راحت آور اس سے شاید بڑی نعمت انسان محسوس نہیں کر سکتا ہے یہی حیات بخش ہوا کبھی سرسبز آبادیوں کو بنجر و یران اور برباد کر دیتی ہے غضب الٰہی بن کے آتی ہے یہ کہاں سے اٹھتی ہے اس کی برگشت کہاں ہوتی ہے ماہرین موسمیات کہتے ہیں ہوا بعض گیسوں کے مجموعے کا نام ہے خود گیس کیا ہے کس چیز سے بنتی ہے گیس شناسوں کا کہنا ہے گیس بہت سے دقیق ذرات سے بنتی ہے جو عادی خوردبین میں نہیں آتے ہے۔

۳۔ہوا کو عربی میں،،ریح،، کہتے ہیں ریح کی اقسام ہیں لہٰذا قرآن کریم میں ریح کی جمع ریاح آیا ہے پانی بہت بڑی نعمت ہے اس کے بعد ہوا ہے، قرآن میں ہوا کی ۱۶، ۷ اقسام کا ذکر کیا ہے ہر ہوا کی الگ خصوصیات ہیں اللہ کے ہونے پر ستر دلائل قرآن سے ثابت کئے ہیں اس کا مؤلف ابن خلیفہ علوی ہے ص ۲۱۷ میں آیا ہے ریح کی بھی اقسام ہیں

ا۔ایک ریح کا نام زاریات ہے قرآن کریم میں اس نام سے ایک سورہ ہے وہ ریح ہے جو مٹی اور پانی کے ذرات کو اُٹھاتی ہے پھر اس کو ایک ایک ہوا پے سوار کر کے چھوڑتی ہے اللہ نے اس کی قسم کھائی ہے اللہ وہ ذات ہے جو ہوا کو چھوڑتی ہے اور زمین سے ذرات اُٹھاتی ہے اور اس سے کسی اور ہوا پر چڑھاتی ہے اس ہوا کو حاملات کہتے ہیں وہ اُوپر فضاء میں لے جاتی ہے جیسا کہ آیت میں آیا ہے آیت لگانا ہے) یعنی جو ہوا میں اُٹھاتا ہے۔

۳۔ایک ہوا کو جاریات کہتے ہیں۔

۴۔اس ہوا کو مقسمات کہتے ہیں اس ہوا کو پانی بنا کے زمین پر تقسیم کیا جاتا ہے اللہ نے ان چار ہواؤں سے قسم کھائی ہے اللہ کا ان چاروں سے قسم کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ ان چار اقسام کی بہت فضیلت ہے ان میں قوت ہے اس میں حکمت ہے ان چاروں سے قسم کھا کے قیامت کو ثابت کیا ہے وانما تو عدون لصادق یعنی تم سے جو وعدہ کیا ہے وہ سچ ہے

۵۔ایک ہوا کو مرسلات کہتے ہیں۔

۶۔ایک ہوا کو عاصفات کہتے ہیں۔

۷۔ایک ہوا کو ناشرات کہتے ہیں جو دشت و بیابان میں کھیتوں میں پانی پھینکتی ہے۔

۸۔ایک ہوا کو فارقات کہتے ہیں اس کا ذکر سورہ مرسلات کی آیت ۱ تا ۴ میں آیا ہے۔

۹۔ایک ہوا کو ملقیات کہتے ہیں اس سے اللہ کی پناہ لینے کا کہا ہے۔

۱۰۔ایک ہوا کو مبشرات کہا ہے۔

۱۱۔ایک ہوا لواقح کہتے ہیں۔

۱۲۔ایک ہوا کو صرصر کہتے ہیں یہ بڑی خطرناک ہے یہ جہنم کی آواز کو اس تک پہنچاتی ہے اللہ نے جن قوموں کو ہوا سے تباہ کیا تھا اس ہوا سے کیا تھا

۱۳۔ایک ہوا کو حاسب کہتے ہیں۔

۱۴۔ایک ہوا کو قاصف کہتے ہیں۔

۱۵۔ایک ہوا کو الصبا کہتے ہیں جو اللہ نے جنگ احزاب والوں پے مسلط کیا تھا۔

۱۶۔ایک ہوا کو معصرات کہتے ہیں عصر چوسنے کو کہتے ہیں یہ بادلوں کو چوس کے پانی نکالتی ہے۔

یہ ذرّات بذات خود بعض ذرات کے غلاف ہوتے ہیں ایک تھیلی میں ہوتے ہیں اس کے اندر جو ذرات ہیں وہ حد و شمار سے باہر ہوتے ہیں ایک ذرہ پانی وہ اٹھارہ ملیون ایک ہو گسہ کو اٹھارہ ملیون میں تقسیم کریں تو اس کا ایک ذرہ پانی بنتا ہے علماء جدید کہتے ہیں پانی دو جزء آکسیجن اور ہائیڈروجن سے بنتا ہے ان سے سوال ہے کون ان کا ازدواج کرتا ہے کون ان کو ملا دیتا ہے؟ یہ اس آیت کا مصداق بنتا ہے انّا تؤفکون کہاں جاتے ہو کدھر نکلتے ہو ہر طرف جاؤ گے گمراہی ہی گمراہی ہو گی فارجع البصر کرتین ھل من فطور۔

قرآن کریم میں اللہ نے اپنی الوہیت و ربوبیت پر دلائل و براہین میں سے ایک ہوا کو قرار دیا ہے ماہرین حیاتیات نے انسان کیلئے اس کرہ ارض پر زندگی کرنے کے لئے تین چیزوں کی اہمیت ناگزیر قرار دی ہے:

۱۔طعام ہے انسان شاید بغیر طعام کچھ عرصہ زندگی کر سکے پھر اس کی موت حتمی ہے۔

۲۔ پانی ہے کہتے ہیں تین دن تک انسان بغیر پانی زندہ رہ سکتے ہیں لیکن بغیر ہوا چند ساعت سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے ہیں۔

ہوا

مکون کائنات کی نشانیوں میں سے ایک ہوا ہے کتاب اصول عقیدہ تألیف مھدی صدر ص ۵۱ ھوا سر مز حیات قوام و بقائے انسان وحیوان ونباتات ہوا پر ہے اللہ نے ہوا کو آکسیجن عضد نائٹروجن سے خلق کیا ہے آکسیجن کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آکسیجن انسان وحیوان کے خون کو صاف کرتی ہے اسراس کو طاقت وقدرت دیتی ہے عضد آکسیجن کی تیزی حرارت کو کم کرتی ہے موجودات حسی بہت سی آکسیجن خرچ کرتے ہیں کھینچتے وقت صاف ہوا کھینچتے ہیں چھوڑتے وقت کاربن ڈائی آکسائیڈ چھوڑتے ہیں انسان آکسیجن کا ۱۶۰ ملیون متر مکعب خرچ کرتے ہیں اس خرچ کو حبوط آکسیجن کہتا ہے نباتات کاربن ڈائی آکسائیڈ کو کھینچتے ہیں کاربن ڈائی آکسائیڈ نبات کی غذا ہے وہ پھر اس کو آکسیجن بنا کے چھوڑتے ہیں اس سے ہوا صاف ہو جاتی ہے ہوا جہاں خون صاف کرتی ہے وہاں آواز کو انسان کے کانوں تک پہنچاتی ہے ہوا اپنے ساتھ بادل کو اٹھاتی ہے بادل اپنے ساتھ پانی اٹھاتے ہیں دور جا کے دور تک پانی برساتے ہیں ہوا درختوں کا تلقیح کرتی ہے ہوا ہی کشتیوں کو حرکت دیتی ہے ہوا ہی آگ جلاتی ہے ہوا پانی کو ٹھنڈا کرتی ہے ہوا ہی رتبتوں کو خشک کرتی ہے

نظام بحار

کتاب معالم قرآن ص ۱۵۸ سورہ ابراہیم آیت: ۳۲ میں آیا ہے بحار مجموعات عالم مائی ہے جو کرّہ ارض پر محیط ہے کرّہ ارض پر تین طرف سے بحار کی مملکت ہے یہ بحار کیسے وجود میں آتے ہیں ملین سال بڑھتے ہوئے بخارات سے تیز دھار بارشوں کی تجمعات سے یہ دریا بنتے ہیں سورہ نازعات آیت ۲۱ میں آیا ہے ایسی زمین سے پانی نکالا ہے چراگاہیں نکالی ہیں زمین کی گود میں دریا بنائے ہیں یہ دریا بھی مثل زمین ہیں ان کے نیچے بھی میدان ہیں بعض میں وادیاں ہیں اور بعض جگہ دریا کے اندر بھی پہاڑ ہیں سب سے گہری وادی پانی کے اندر دریا ماریانہ ہے دریائے ماریانہ میں اس کی گہرائی نو ہزار چار سو میٹر ہے یہاں کا پانی نمک والا ہے نمکین پانی کہاں سے آیا ہے اپنی گزرگاہوں سے گزرتے وقت نمکین ہوا ہے کسی وقت نمک والی پہاڑ سے گزرا ہے یا نمک والی زمین سے گزرا ہے ہر ایک میں نمک کی مقدار میں فرق ہے۔ بحر متوسط، بحر احمر، بحر اسود دیگر جگہوں سے زیادہ نمکین ہیں بحر قضوین بحر میت ان میں زیادہ نمکین ہے۔

چونکہ زیادہ نمکین ہیں تو ان دریاؤں میں ذی حیات نہیں رہتے حیات فاقد ہوتی ہے یہاں سے ہم کہہ سکتے ہیں دریا تین قسم کے ہیں بحیرات صغیرہ جیسے بحیرہ طبیعہ درمیانہ جیسے بحر ابیض محیطات جیسے محیط ھادی یہ دریا جب جمع ہوتے ہیں تو تین حصہ پانی ہوتا ہے ایک حصہ خشک زمین دریا اپنی وسعت کے ساتھ زمین میں رہنے والوں کے لئے ضروری اور ناگزیر ہیں اور اس کے منافع وفوائد جلیلہ وکثیرہ ہیں اسی پانی کے بارے میں سورہ انبیاء آیت: ۳۱ میں آیا ہے (آیت لکھنا ہے

)اللہ نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا ہے۔

وسعت کائنات دائم التوسیع ہے:

یہ سوچنا کہ زمین انسانوں کے لئے چھوٹی پڑ رہی ہے چنانچہ اسی بہانے سے خاندانی منصوبہ بندی چل رہی ہے کبھی کبھار دنیا میں قلت آب کی دھمکی دیتے ہیں یہ سب شریعت اور توحید الوہیت سے انحراف کرنے، دھوکہ دینے اور غفلت میں رکھنے کا پروپیگنڈا ہے سورہ زاریات میں اللہ فرماتا ہے زمین و آسمان و کائنات دائم التوسیع ہے یہ جامد ثابت و ساکن نہیں ہے

اس کی دلیل یہ ہے کتاب اعجاز علمی تالیف سید جمیلی ص ۵۷ میں آیا ہے اگر انسان کا تصوری جہاز (طیارہ) ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل ایک سیکنڈ میں طے کرتا ہے اگر یہ طیارہ کائنات کے گرد گردش کرے گا تو یہ ہزار ملیون سنہ لگ جائے گا کائنات دائم توسیع میں ہے ہر دن بڑھ رہی ہے اس کا مشاہدہ یہ ہے اگر ہم صاف بادل سے صاف فضاء میں طبیعی آنکھ سے دیکھیں گے تو آپ پانچ ہزار ستارے دیکھیں گے اگر ہم ایک ٹیلی سکوپ' آنکھ چشمہ استعمال کریں گے تو ملین ستارے دیکھیں گے کائنات بڑھ رہی ہے ستاروں کی کوئی حد نہیں ہے عالم نباتات جس طرح روئے زمین میں بر اعظموں میں تقسیم ہیں عالم موجودات میں بھی ایک تقسیم ہے اس تقسیم میں سے ایک تقسیم عالم نباتات ہے کتاب معالم القرآن فی اکوان عالم ص ۲۳۸ پر نباتات کی انواع واقسام ہیں بعض بیج سے جبکہ بعض خود نکلتے ہیں اور بعض کے پودے لگتے ہیں ہر ایک کے اجزاء مختلف ہیں ہر ایک کی فضاء و ماحول مختلف ہے ایک چیز ایک علاقے میں ہوتی ہے دوسرے علاقے میں اس کی نشو ونما کے لیے ماحول و فضاء سازگار نہیں ہوتی ہے یہ بھی برودات و حرارت میں تقسیم ہوتے ہیں ہر ایک علاقے کے لئے مختلف نباتات ہیں علم ماہرین نے نباتات کے پیدا ہونے والی جگہوں کی زمین پر تحقیق کی ہے ہر ایک عنصر کا جائزہ لیا ہے وہ کتنے دنوں میں نمو ہوتا ہے میدانوں میں پیدا ہونے والے اور پہاڑوں کی گود میں پیدا ہونے والی سبزیوں پر تحقیق کی ہے ہر ایک کے ثمرات مختلف ہیں اللہ نے نباتات کی اہمیت کو قرآن کریم کی چندین آیات میں فرمایا ہے یٰسین آیت: ۳۳ تا ۳۶ تک سورہ انعام آیت: ۱۴ نباتات کی انواع واقسام ہیں جن میں سے بعض کو انسان جانتے ہیں یا ان کے تصرف میں ہیں لیکن کثیر نباتات ان کے احاطے سے باہر ہیں بعض انسانوں کے جز بدن ہیں بقائے بدن ہیں اس سے انسان وابستہ ہے بعض انسان کی لذت کے لئے خوش گرائی کے لئے ہیں بعض اس کی امراض کے لئے شفاء ہیں بعض اس کیلیے سایہ فگن ہیں بعض اس کے مال مویشی کے لئے چراگاہ ہیں جن سے انسان لطف اندوز ہوتا ہے کتاب معالم القرآن فی علوم الاکوان میں آیا ہے ان نباتات کا قرآن میں بیان ہوا ہے ا التین ،۲ الزیتون ،۳ العنب ،۴ القضب ،۵ النخل ،۶ البقل ،۷ الرمّان ،۸ الفیوم ،۹ العدس ،۱۰ البصل ،۱۱ القثاء ،۱۲ الیقطین ،۱۳ السدر ،۱۴ الاثل ،۱۵ النمط ،۱۶ الریحان ،۱۷ الحب ،۱۸ الات ،۱۹ الزنجبیل ۲۰ الکافور ، الفاکھہ علی اطلاقھا ۲۲ و ماحوی

خالق کونیات ﴿۲۸﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

الاشجار ۲۳ النباتات علی اختلافھا من الحدائق والجنات، ۲۴ والثمر علی اطلاقہ، ۲۵ الشجرۃ الزقوم۔

قرآن کریم میں ان درختون کے ثمرات کا ذکر آیا ہے سورہ انعام آیت: ۸۹

عالم نباتات عنوان درشت یا غریب المنظر عجائب عجیب نماء آیات حق ہیں جن کے بارے میں سورہ رعد کی آیت: ۴ میں آیا ہے انعام آیت ۹۹ میں آیا ہے (آیت لکھنا ہے) یہ آیات بیّنات ہیں الوہیت و ربوبیت و خالقیت اللہ کے لئے ہر ایک آیت ہیں یہ نباتات اپنی جگہ کیا کیا کردار ادا کرتے ہیں وہ زمین میں آکسیجن کو تعادل میں رکھتا ہے اگر آکسیجن کم ہوجائے تو موجودات نفس کشوں کے لئے جینا مشکل ہوجاتا ہے آکسیجن باہر سے لیتا ہے اور اپنے اندر سے کاربن ڈائی آکسائیڈ چھوڑتا ہے نباتات ہمیں آکسیجن دیتے ہیں اور ہم سے کاربن ڈائی آکسائیڈ لیتے ہیں اس طرح وہ فضاء کو تعادل و توازن میں رکھتے ہیں توازن میں رکھتے ہیں نباتات کے بارے میں سورہ یٰسین (آیت: لکھنا ہے) سورہ طٰہٰ

آیت: ۵ سورہ بقرہ آیت: ۲۲ سورہ رعد آیت: ۳ میں آیا ہے۔

ہوا

تفسیر طنطاوی جلد ۱۸ ص ۲۲۳ زمین کے اوپر ہر طرف سے ایک گیس ہماری ضرورت کی خاطر آمادہ ہے لیکن یہ گیس کتنی حد تک بلندی پر ہے یہ الگ بات ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ یہ گیس آگے بہت بلندی پر نہیں ہے بلکہ ہمارے گرد ایک طبقہ تک محدود ہے اس طبقے کو جوّ کہتے ہیں جو کرّہ ارض سے ملا ہوا ہے فضاء کو کہتے ہیں یہ یہ فضاء زمین اپنی طرف کھینچتی ہے جو تمام اقطار و اطراف اور بلندیوں پر یہ جو ہوا ہے اس میں ۸۰ فیصد آکسیجن اور ۲۰ فیصد نائیٹروجن ہے

ہوا

جواہر طنطاوی جلد ۱۰ ص ۱۲۱۱ انسان بغیر ہوا پانچ منٹ زندہ نہیں رہ سکتا ہے ہم گندے پانی سے پرہیز کرتے ہیں لیکن گندی ہوا سے پرہیز نہیں کرتے گویا ہم قے شدہ گندگی سے نفرت نہیں کرتے اگر ایک انسان سانس لیتا ہے تو ہوا میں قے جیسا ہے ہوائی فاسد مادے انسان کی صحت پر ۹۹ فیصد اثر انداز ہوتے ہیں طب دق کا مرض گندی ہوا سے ہوتا ہے اگر راستوں میں ٹوائیلیٹ نہ ہوں تو ہوا گندی ہوجاتی ہے ہمیں چاہئے گندگی کو ٹھکانے لگائیں اور اپنی آبادیوں کو صاف ستھرا رکھیں کرّہ زمین ایک کرہ ناری تھا گذشتہ اقوام نہیں جانتے تھے کہ یہ زمین کرہ ناری ہے کسی کے وہم و گمان میں نہیں تھا کہ ہم ایک انڈے کے چھلکے پر بیٹھے ہوئے ہیں اس کے اندر آگ بھری ہوئی ہے حدیث میں آیا ہے۔

تعریف پہاڑ

زمین کا قطعہ ہے جو سطح زمین سے اونچا نظر آتا ہے پہار مٹی کے کی جمع شدہ چوٹی و ٹیلہ ہے لوگ اسے پہاڑ کہتے ہیں کتاب اعجاز علمی ج ا ص ۴ پر آیا ہے پتھروں کا ایک ڈھیر ہے جو سطح زمین پر نظر آتا ہے جو خود اس مادہ سے بنا ہے یہی تعریف

خالق کونیات ﴿۲۹﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

انیسویں صدی کے آغاز میں علماء و محققین طبقات ارض نے کی ہے ایک قطعہ اضافی زمین ہے جو عام لوگ کہتے تھے لیکن نظر تحقیق سے دیکھیں تو آپ اگر اس پہاڑ کو پچاس کلومیٹر بلند دیکھتے ہیں تو یہ اتنے ہی کلومیٹر زیر زمین واقع ہے چنانچہ سورہ نباء ۷ نازعات ۳۲، لقمان ۱۰ میں آیا ہے۔

عربی میں اسے جبال کہتے ہیں لیکن پہاڑوں پے تحقیقات کرنے والوں کی تحقیقات سے کشف ہوا ہے کہ یہ پچاس کلومیٹر زمین کی گہرائی میں بھی ہوتا ہے گویا زمین کے لئے یہ بنیاد ہے کیونکہ یہ زمین کے نیچے ہے جس طرح عمارتوں میں میخ مانند ہے چنانچہ سورہ النباء آیت: ۷ میں آیا ہے ﴿والجبالَ اوتاداً﴾ سورہ نازعات آیت: ۳۲ میں آیا ہے ﴿والجبال ارسٰها﴾ ارسا بنیاد کو کہتے ہیں یعنی جبال اس زمین کے لئے ایک میخ ہے وہ زمین کو جوڑے ہوئے ہیں جیسا کہ سورہ لقمان آیت: ۱۰ میں آیا ہے زمین کے اندر یہ بہت نیچے سے اوپر آتا ہے تاکہ اس کی حرکت کو کنٹرول کرے کہتے ہیں انیسویں صدی میں اس کو ایک بلندی مھچہ لگایا ہے اٹھارہ سو چیوں سٹھ کو ایک وفد علماء انگریز برطانیہ وہ پہاڑ کی شناخت کے لئے ہمالیہ آیا وہ آکے اسے دیکھ کے گئے لیکن کسی نتیجے پر نہیں پہنچے انہوں نے صرف اتنا اندازہ لگایا کہ یہ بہت تہ پے ہے یعنی جس طرح درختوں کی جڑ ہے اسی طرح زمین کی بھی جڑ ہے جیسا کہ سورہ لقمان آیت: ۱۰ ﴿والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وبثفیھا من کل دابۃٍ﴾ زمین میں بہت نیچے تک ہے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ نیچے سے اُوپر پھینکا ہے اوپر مٹی جمع نہیں ہوئی ہے قرآن کریم میں پہاڑوں کی طرف اشارہ ان آیات میں آیا ہے سورہ بقرہ آیت ۲۶۰ سورہ ھود آیت :۴۳، ۴۲ سورہ رعد آیت ۳۱، ۳ سورہ ابراہیم :۴۱ سورہ اسراء آیت: ۳۷ سورہ مریم آیت: ۲۹ سورہ احزاب آیت: ۲: ۷ سورہ حشر: ۲۱ سورہ نور آیت: ۴۳ سورہ اعرافیت: ۴۷ سورہ حجر آیت: ۸۲ سورہ شعراء آیت: ۱۴۹ سورہ بقرہ آیت: ۲۰۷ سورہ اعراف آیت: ۱۷۱ سورہ نحل آیت: ۸۱، ۸۷، ۱۵ سورہ رعد آیت: ۳ سورہ نمل آیت ۱۵، ۴۱ سورہ نبأ آیت: ۷ سورہ حجر آیت: ۱۹ سورہ انبیاء آیت: ۳۱ سورہ فصلت آیت: ۱۰ سورہ ق آیت ۷ سورپ مرسلات آیت: ۲۷ سورہ نازعات آیت: ۳۲ سورہ خاشعات آیت: ۳۲ سورہ غاشیہ ۳۲ سورہ فاطر: ۲۷ سورہ نمل: ۸۸ سورہ انبیاء آیت: ۹: ۷

کتاب من آیات اعجاز العلمی للقرآن العظیم سعد زعلول ص ۳۵ ج ۲ پر آیا ہے جبل لغت میں ھو ما ارتفع من الارض اذا اعظم وطال یعنی جو حصہ زمین سے اوپر ہو اور بڑا اور لمبا ہو اسے جبل کہتے ہیں جبل کی جمع اجبال جبال اجبل رتجبل پہاڑ پر چڑھنا ہے سانپ کو انبہ جبل کہتے ہیں کیونکہ یہ اس کی پناہ گاہ ہے یہاں سے ہر بڑے کو جبل جبال کہتے ہیں جبل خلقت کو بھی کہتے ہیں قرآن کریم ۳۹ آیات میں جبال کا ذکر آیا ہے۔

کتاب اعجاز علمی زعلول ج ۲ ص پر معجم مصطلحات جیولجیہ سے نقل کیا ہے پانہ تل مرتفع او قطع من الارض بشکل کبیر الارض المجارہ تھا جبال جیسا کہ اس کی تعریف میں بتایا ہے سطح زمین سے مرتفع قطعیہ کو کہتے ہیں اتنی ہی یا اس سے زیادہ مصاعف

مقدلہ مین زیر زمین ہوتا ہے اس جسے جذور جبال کہتے ہیں قرآن نے اس کو اوتاد کہا ہے۔

اقسام پہاڑ:

پہاڑ بھی مثل دیگر موجودات متعدد الانواع ہوتے ہیں بعض سرسبز و شاداب، دل کش و پر کش ہوتے ہیں جیسے اقسام و انواع پھول اشجار ہوتے ہیں جیسے جبال طرمہ طیریہ بعض جبال ناریعنی آتش فشاں ہوتے ہیں جیسا کہ اٹلی، جاپان، انڈونیشا میں ہیں بعض قیمتی اشیاء جواہر سونا چاندی سے بھرے ہوتے ہیں

پہاڑوں کے رنگ پہاڑوں میں جو چیز ہے اسی سے بنتے ہیں کبھی سیاہ بعض سفید بعض سرخ بعض خاکستری ہوتے ہیں جیسا کہ سورہ فاطر آیت ۲۷، ۲۸ میں آیا ہے

سورہ مبارکہ غاشیہ میں اللہ نے انسان کو متنبہ و متوجہ کیا ہے کہ کیا اللہ نے پہاڑ نہیں بنائے ہیں؟ پہاڑ کا وجود یک از نشانیات وجود باری تعالی ہے اس میں کس قسم کے نشانات ہیں اور اس سے بشر کو کیا فوائد عائد حاصل ہوتے ہیں جاننے کے لئے پہاڑ کے بارے میں وارد سوالات پر غور کرنا ہوگا یک از سوالات تکون پہاڑ ہے کتاب معالم قرآن فی عوالم الکون میں آیا ہے

پہاڑ آیت حق ہے غاشیہ ۹:

تکوینیات کے بارے میں تحقیق کرنے والوں نے پہاڑ پر بھی تحقیق کی ہے یہ بلند و بالا پہاڑ کیسے بلند ہوگئے کیسے بنے ہیں سینکڑوں سوالات ہیں پہاڑوں پر تحقیق کرنے والے محققین نے لکھا ہے پہاڑ کی تین قسمیں ہیں آگ والی آتشفشاں پہاڑ معدنیات سے بنی ہے یہ جو زلزلہ آتی ہے زمین سے نکلتا ہے

۲۔ رسوبی پہاڑ مواد جمع ہو کے

۳۔ کبھی آگ سے بدلے ہوئے چیزیں پہاڑ کی کردار سورہ لقمان میں آیا ہے آیت ۱۰ اروا سی ثابت کو کہتے ہیں پہاڑ کیا ہے؟ کیسے بنتا ہے؟ اور اس کا کیا کردار ہے؟ اس کا کائنات میں کیا مقام ہے کیا ضرورت ہے؟ کتاب اعجاز علمی جلد ۱ ص ۶۷

اس سلسلے میں جدید تحقیقات کرنے والوں کا کہنا ہے زمین اپنے اندر ملتھب ہے یعنی ایک شعلہ ہے جو جل رہا ہے زمین کے اندر ایک آگ جل رہی ہے اس سے زمین کے اندر ایک اضطراب ٹکراؤ اوپر نیچے ہو رہا ہے اس کے علاوہ دریاؤں میں جو نالوں سے پانی آتا ہے سیلابوں سے پانی آتا ہے یہ اپنے ساتھ ہر قسم کے پتھر لاتا ہے مٹی لاتا ہے انسان کے پتلے لاتا ہے بعض اوقات روغنیات اور گیس بھی لاتے ہیں یہ سب جمع ہو کر پہاڑ بنتے ہیں سیلاب میں جو چیزیں لاتے ہیں یا بھاری ہو کے گر جاتی ہیں یا باہر پھینکتا ہے تو ایک ٹیلہ بنتا ہے وہ رفتہ رفتہ ٹیلہ پہاڑ بن جاتا ہے تو یوں کہیئے کہ زمین کے اندر پودے کی طرح اُگتا ہے بعض اوقات گیس نیچے جمع ہوتی ہے وہ گیس آخر میں منفجر ہوتی ہے کبھی پانی کے اندر والے مردہ

حیوانات جوایک کے اوپر ایک چڑھے ہوتے ہیں آخر میں یہ پتھر بن جاتے ہیں اور رفتہ رفتہ ایک پہاڑ کی صورت بن جاتے ہیں صاحب کتاب لکھتے ہیں ہم نے ایک چیز لبنان کے ایک شہر میں موفق میں دیکھی یہ ۱۹۷۰ میلادی کی بات ہے وہاں ہم ایک مسجد بنا رہے تھے وہ مسجد بناتے وقت زمین کھود رہے تھے تو وہاں بعض پتھر نکلے وہ پتھر مچھلی کی شکل میں تھے تو اس کا معنی یہ ہے دریا کے اندر جو چیزیں ہیں وہ رفتہ رفتہ زمین کے اوپر سر اُٹھاتی ہے۔ کبھی زمین خود زمین کے اندر جاتی ہے جیسے قارون کے ساتھ ہوا کشمیر میں ہوا کبھی انسان حیوان ونباتات سمیت نیچے جاتا ہے اور کبھی اوپر کا پانی نیچے جاتا ہے قارون کے قصہ سورہ قصص میں آیا ہے کہتے ہیں ہم نے بھی بیروت کے ایک تین منزلہ مکان میں دیکھا کہ دو منزل نیچے گئیں ایک منزل اوپر رہی یہ ۱۳۵۶ میں ہوا۔

آگ سے بھرے پہاڑ:

پہاڑوں کا ایک سلسلہ آتش فشاں ہوتا ہے ہمیشہ ان سے آگ نکلتی ہے ان کو جبال نار کہتے ہیں کتاب معالم القرآن میں آیا ہے پہاڑوں سے آگ نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ باطن زمین حرارت سے بھری ہوئی ہے جس سے اس میں موجود غاز (گیس) جلتی ہے گیس گرم ہوتی ہے تو وہ پھیل جاتی ہے اور پھیل جاتی ہے تو اس میں وہ وسعت ہوتی ہے آس پاس والوں پر دباؤ ڈالتی ہے یہاں سے جہاں جگہ خالی ہے اس کی طرف دباؤ ڈالتی ہے اور راستے میں جو بھی پتھر ہو موانع ہو اس کو وہ توڑتی ہے منفجر کرتی ہے تو اس سے آگ نکلتی ہے وہاں سے آگ، دھواں، معدنیات نکلتے ہیں بعض معدنیات حل شدہ ہوتے ہیں بعض غازات (گیس) ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہیں یہاں تک کہ توڑ کے زمین کے قشر سے نکلتی ہیں پھر اندر کا داخلی دباؤ ہوتا ہے وہ ختم ہوتا ہے کتاب معالم القرآن فی علوم الاکوان ص ۵۳ پر آیا ہے کائنات میں یا دنیا میں بہت سی جگہوں پر آگ سے بھرے پہاڑ ہوتے ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں

۱۔ بیطالیگ برکان بومبئی قرب نابوی یہ سب سے بڑا اور معروف آتش فشاں پہاڑ ہے ایک دفعہ اس کے فشار سے بمبوئی سیاہ ہو گیا تھا لیکن یہاں کے لوگ نجات حاصل کر چکے تھے رفتہ رفتہ لوگ یہاں سے دور ہوتے گئے اب یہ جگہ سیاحوں کی جگہ ہے یہاں بار بار دھماکے ہوتے رہتے ہیں

۲ برکانلیاری شمار جزیرہ سبقلہ

۳۔ برکان سترومیولی

۲۔ امریکہ میں

۱۔ ھلیموکواس کی بلندی ۱۴ ہزار ۸۸ میٹر سے اوپر ہے اس سے آگ نکلنے کا سوراخ ایک ہزار تین سو قدم ہے

۲۔ برکان مونالوقریب شہر ہیلر ہے اس کی بلندی ۱۳ ہزار ۶۷۵ قدم ہے

۳۔ برکان کیلوکا

۴۔ھالکولولا کہتے ہیں یہ اب خاموش ہے

۵۔مونٹ بلی

۳۔بوبوکاتیب

۴۔فلپین برکانمدینہ منیلہ کے نزدیک ہے اس کے علاوہ جاپان انڈونیشیا میں بھی آتش فشاں پہاڑ ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین کے اندر جو حرارت ہے بعض اوقات وہ بڑھ جاتی ہے اور بعض اوقات ٹھنڈی ہو جاتی ہے

جبال ناری:

تفسیر الجوہر طنطاوی جلد ۲۵ ص ۱۶۵ پر آیا ہے آتش فشاں پہاڑوں کی تعداد دنیا میں دوسوتیس سے تین سو کے درمیان بتائی جاتی ہے ان میں سے بعض ہمیشہ آگ کے شعلے پھینکتے ہیں لیکن بہت کم ایسے ہیں بعض جامد وساکت ہیں بعض کبھی شعلے پھینکتے ہیں آگ پھینکنے والا ایک پہاڑ فیزوف ہے ایک کا نام کیتوباسی ہے اس نے اٹھارہ سوستہتر آگ چھوڑی تھی سب سے بڑی آگ پھنکنے والا پہاڑ کیلویا ہے یہ سات میل پر چار ہزار قدم اونچا ہے اس کے اندر مواد منفجرہ ہے ژوب شدہ آٹھ سوقدم نیچے ہے رات کو اس کے شعلے نظر آتے ہیں ہمیں اللہ کی قدرت کا احساس نہیں اس کی حکمتوں کا ہمیں ادراک نہیں، بعض پہاڑ درختوں سے سرسبز وشاداب ہیں بعض پہاڑ حیوانوں سے بھرے ہیں بعض پر ہوا ہے بعض میں پانی ہے بعض نعمتوں سے بھرے ہوئے ہیں بعض میں عذاب ہے چلتی نہریں ہیں محیّر العقول عجائب ہیں معدنیات سے بھرے ہوئے ہیں اگر اللہ ان کی طرف دیکھنے کی دعوت دے دیں ﴿والی الجبال کیف نصبت﴾ خطبہ نہج البلاغہ ۹۰ ولووھبَ ماتنفّست عَنہُ معادنُ الجبال وضحکت عنہ اصداف البحار من فلزِّ اللُّجَین والعقیان ونثارة الدّرّ وحصید المرجان ما اثر ذالک فی جودِہ ولا انفد سعۃ ماعندہ، ولکان عندہ من ذخائر الانعام، مالاتنفِدُہ مطالب الأنام لِانّہ الجواد الّذی لایغیضہ سؤال سائلین، ولا یبخلہ الحاح الملحّین نھج البلاغہ ا۔۴ ص ۱۸۹

سورہ غاشیہ میں اللہ نے اپنی الوھیت کی نشانیوں میں سے ایک تکوین وبلندی جبال قرار دیا ہے جبال ایک سطحی نظر میں بے مقصد اتفاقی وصدفی بے عقلی نظر آتے ہیں لیکن وقت نظر کے بعد ہر مقطع نظر اس کے ثمرات وافادیت بے نہایت سے بشر کو آگاہ کرتا ہے جو بشر کی وہم وخطور میں نہیں تھا ان پہاڑوں کے ثمرات وفوائد وعوائد بشر کے لئے لاتعد ولاتحصی ہیں ان فوائد میں سے ایک کی طرف سرسری وسادہ مثال پیش کرتے ہیں اس وقت ایک علاقہ وضلع کے لئے پانی ذخیرہ کرنے کی ضرورت ایک عرصے سے محسوس کررہے ہیں کہ یہاں پانی ذخیرہ کرنے کا ڈیم بنانا چاہئے اس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں لیکن بدقسمتی سے اس ملک کو عجیب وغریب، خودغرض و بے حس سیاستدان نصیب ہوئے ہیں اللہ کسی کو ایسے سیاست دان نصیب نہ کرے جہاں فساد کرنا ہو تو ڈیم کا ذکر کرتے ہیں حکومت کو روکنا ہو تو ڈیم کا ذکر کرتے ہیں ڈیم نہیں بنا سیاست بنی ہے یہ سیاستدان کتنے شقی وقصی ہیں کہ جن کی مہر سے یہ وزیر اعظم بنتے ہیں ان انسانوں کی یہ خیر خواہی نہیں

چاہتے۔خالق کائنات، مدبر مخلوقات، رب ارباب کے رحم وکرم کو دیکھیں اس نے فناء ناپزیر اور ناقابل تصور جیسا پانی ذخیرہ کرنے کا بندوبست از خود کیا ہے گویا پہاڑ جو جوہر و معدنیات کے علاوہ پانی ذخیرہ کرنے کا ڈیم بھی ہے پہاڑ اپنی بلندی سطح زمین عمق دریا کے علاوہ جوہر و معدنیات کی شکل وصورت میں مختلف ہیں ہزار سوالات پہاڑوں کے بارے میں پیدا ہوتے ہیں بعض کا جواب علم وتحقیق کے قافلہ والوں نے بتایا ہے لیکن بہت کچھ ایسی چیزیں ابھی ہیں کہ زمین نے ابھی تک ان سے ڈھکن نہیں ہٹایا ہے ان سوالات میں سے ایک سوال یہ ہے کہ پہاڑ بنتے کیسے ہیں ماہرین کا کہنا ہے زمین جو ہے سورج سے الگ ہوگئی ہے معلوم ہے کہ سورج جلتی آگ سے زیادہ شعلہ ور ہے، اس کا درجہ حرارت ہمارے لئے ناقابل ادراک ہے زمین جب نیچے گرے تو وہ حرارت سے بھری ہوئی گرے گی اب اس پر دریاؤں سے بخارات نکلے اس کی گرمی کو ٹھنڈا کیا بشر کے لئے قابل سکونت بنایا یہ گہوارہ حیات بنی لیکن اس کا باطن جلتا ہوا شعلہ ور ہی رہا اس کے اندر موجود قیمتی معادن قوت حرارت سے ژوب ہوگئے بلکہ یوں کہئے ابلتے جلتے دریا بنے جیسا کہ سورہ طور کی آیت ۶ میں آیا ہے جہاں حرارت زیادہ پے وہس دریاؤں کا بھی حملہ ہوا دریا چونکہ نیچے کا پانی ابلتے ابلتے اُوپر آیا موج کی موج بنتے تاریک سے تاریک بنی ظلمت پر ظلمت بنی یہاں سے بادلوں نے اپنے ساتھ پانی اٹھایا جیسا کہ سورہ نور آیت ۴۰ میں ہے کہ زمین کے اندر درجہ حرارت حد سے زیادہ ہے اس کی شاہد ونشانی یہ بتاتی ہے کہ جہاں کھودا جاتا ہے درجہ حرارت معلوم کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اوپر کتنا تھا نیچے کتنا ہے

۲۔وہاں سے نکلنے والا پانی گرم ہے

۳۔بعض جگہ آتش فشاں ہیں

۴بعض جگہ زلزلہ ہوتا ہے زمین کے نیچے حرارت زیادہ ہے تیل تلاش کرنے کے لئے زمین کھودنے والے سات کلو میٹر نیچے جاتے ہیں کہتے ہیں سو میٹر کی گہرائی میں درجہ حرارت تین ہے جتنا نیچے جاتا ہے درجہ حرارت زیادہ ہے

عالم حیوانی

عالم حیوانی پر کچھ لکھنے سے پہلے خود حیات کے بارے میں گفتگو کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ حیات ابھی تک محیر العقول انکشافات کے بعد بھی یہ معمہ رہا ہے کھلا نہیں ہے کہ حیات کہاں سے آئی ہے کب آئی ہے؟

تفسیر الٰہی:

سر حیات براھین ص ۴۴۲۸۔کائنات میں یا روئے زمین میں جہاں ہم بس رہے ہیں عقلاء ومفکرین خاص طور پر علماء طبیعت کو یہ لغز یہ مشکلہ پیش ہے کہ اس موجودات مادی ساکن میں حرکت کیسے آئی ہے؟ کہاں سے آئی ہے ؟ یہاں حرکت نہیں تھی جامد تھی مؤمنین اس ظہور حیات کو خالق عظیم کے وجود وقدرت علم وحکمت کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ جس ذات نے اس مردہ مادے میں حیات پیدا کی ہے حمد وثناء کے لائق ہے جس نے پہلے خلق کیا پھر اس کی ہدایت کی ہے حیات یک از دلائل مسلمہ مبرھنہ متطورہ دلیل بر وجود

باری تعالیٰ ہے یہاں سے مشکلہ ختم ہوتا ہے نفس انسان دل انسان مطمئن ہوتا ہے لیکن ملحدین دہریین جو اپنے تخیلات توہمات جو ان کے دماغ کو لاحق وعارض ہیں ان کا گمان ہے کائنات کے عناصر ایک دوسرے سے تفاعل تعاصر میں ملیون ملائن سنہ طے کی ہیں

بطور لاعلمی لاآگاہی گزری ہے سلسلہ تحولات تغیرات تطورات کثیرہ گزرنے کے بعد اچانک اس مادہ جامد میں حیات نمودار ہوئی تنہا ظہور حیات نہیں بلکہ وہ ترقی کرتے کرتے مرحلہ انسانی پر پہنچا علماء طبعی نے کوشش کی ہے اپنے مختبرات آزمایش گاہ میں ساٹھ سال اس مادہ جامد پر تجربہ کیا تھا کہ ایک خلیہ پیدا کرے اس نے ایک خلیہ ایجاد واختراع کرنے کے لئے بہت سا سرمایہ سرف کیا ہیں تاکہ دنیا کو ثابت کریں کہ توحید نہیں اور تاکہ وہ اللہ کو رد کرے لیکن ان کی تمام کاوش ناپید ہوگئی اور یہ بات ثابت ہوگئی کہ کوئی حیات ازخود پیدا نہیں ہوئی بلکہ ایک حیات گزشتہ سے نکلتی ہے حیات ایک مادہ ہے بے حیاتی سے نہیں نکل سکتی ملحدین عاجز وقاصر ہوگئے ان کے تجربات ناکام ہوگئے وہ اس کو ثابت نہیں کر سکے۔

قرآن مجید میں چندین آیات میں اللہ نے اس کو اپنی ذات سے مخصوص کیا ہے حیات کے معنی معلوم ہونے کے بعد آیات کریمہ کی روشنی میں جن آیات میں آیا ہے اللہ سبحانہ نے کائنات کو انسان کے لئے مسخر کیا ہے انسانوں کے لئے مسخر ہونے والے عوالم میں سے ایک عالم عالم حیوانات ہیں اس عالم حیوانات میں بھی چند اقسام ہیں فضائی وطائرانی حیوانات، بحری حیوانات، بری حیوانات بری میں انسان بھی آتا ہے بہت سے حیوانات انسان کے دشمن ہیں۔

حیوانات:

اپنی جگہ ایک حوالے سے دو حصوں میں تقسیم ہیں ایک حصہ انسانوں کا ہے انسان خود مستقل ہیں آزاد زندگی گزارتے ہیں یہ اشرف المخلوقات کا افتخار رکھتے ہیں تاج کرامت رکھتے ہیں انسان سے پس درجہ میں دیگر حیوانات آتے ہیں اس میں ھرن حمار وحشی بقر وحشی ہاتھی، شیر، وغیرہ آتے ہیں بہت سے حیوان انسانوں کی کفالت میں ہوتے ہیں وہ انھیں کھلاتے ہیں اس میں بکری، گوسفند، گائے، بھینس اور کتے وغیرہ آتے ہیں سب جانتے ہیں جو مستقل وآزاد زندگی گزارتے ہیں وہ زیادہ قوت وقدرتمند والے حیلے باز ہوتے ہیں لیکن دوسرا گروہ انسانوں کے ہاتھوں خاضع وذلیل واسیر ہے قوت وتوقیر کھوئے ہوئے ہیں ان کے پاس قوت ادراک نہیں ہے اب خود بتادے کون جسم اس کا سالم ہے کون زیادہ درک کرتا ہے کون مستقل ہے کون امراض اور وبالوں کا اسیر ہے وہ حیوان جن کی تدبیر انسان کرتے ہیں انسان ان کو کھلاتے ہیں وہ قوت ادراک کھوئے ہوئے ہیں ان کی غریزہ فکری سوئے ہوئے ہے جو کچھ ہرن کو شیر کو صفت ملی ہے اھلی حیوان سے مسلوب ہے جنگل میں زندگی گزارنے والے شیر بہت عزت کی زندگی گزارتے ہیں ان کی زندگی نے ان کا نام بنایا ہے اسی طرح انسان بھی ایسے ہیں کہ ان میں بعض غاصبین وظالمین کے سامنے خاضع ہیں۔

غاصبین وظالمین کی حیات بھی چھینی جانے والی ہے اس کا وجود مرنا جینا انسان کے لئے سم قاتل ہے یہ بھی ایک معمہ ہے ان چیزوں میں فکر وسوچ اللہ کے ہونے اور الوہیت وربوبیت میں ایمان تازہ کرتی ہے تحقیقات کا حوصلہ بڑھاتی

ہے سوچنے سمجھنے کی دعوت دیتی ہے آیئے دیکھتے ہیں عالم حیوانات میں عجائب وغرائب ہیں جو اس کے خالق و مدبر و رازق کے وجود پر آیات میں مطابقت ظاہر کرتے ہیں سورہ انعام آیت: ۳۸ میں آیا ہے اللہ ان کو بھی رزق دیتا ہے حیوانات ایک حوالے سے اپنی جگہ تقسیم مملکت کیئے ہوئے ہیں بعض حیوانات نے اپنی مملکت فضاء میں بنائی ہے انہیں عالم طیور کہتے ہیں۔

۲۔ایک بڑا حصہ اس زمین پے ہے زمین کے اوپر زمین کے نیچے ان کو دابّہ کہتے ہیں

۳۔تیسرا حصہ دریا میں ہے سورہ انعام آیت: ۳۸ میں آیا ہے کہ ہر نوع حیوانات اپنی جگہ ایک قوم و ایک ملت ہے مکھیاں ایک عالم ہیں پرندے ایک عالم، شہد کی مکھی ایک عالم ہے ہر ایک عالم کا رزق جدا ہے تعجب و حیرت کی بات یہ ہے ہر ایک اس فضاء کو توازن میں رکھنے کا سبب ہے تا کہ ایک دوسرے پر طغیان و سرکشی نہ کرے سرکش نہ ہو جائے سورہ ہود آیت: ٦ ہر ایک کا رزق اور موت و اجل اور اس کائنات میں اس کا کردار معیّن ہے اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو توازن میں بگاڑ آجائے گا ان میں سے ہر ایک کی موت و پیدائش لمحہ فکریہ ہے سوچنے کی بات ہے، کتاب الکون والانسان بین العلم والقرآن ص ۲۲۸ ملاحظہ کریں کتاب اعجاز علمی فی القرآن تألیف سید جمیلی ص ۲۷ پر لکھتے ہیں مملکت حیوانی بھی عجائب وغرائب کی حامل ہے ان کی انواع دوملیون سے زیادہ بتاتے ہیں مزید انکشافات جاری ہیں

کتاب معالم قرآن فی العوالم الکون مخلوقات ذی حیات میں انسان جن بھائم حشرات ضوالف طیور کیڑے جراثیم آتے ہیں ہر ایک اپنی خصوصیات و امتیازات کے حوالے سے خاص نوع حیات کے حامل ہیں ایک دوسرے سے اپنی لغت اپنے اشارے عادات و تفاہم کرتے ہیں جب کہیں احساس خطر احساس ہلاک ہوتا ہے تو نفرت کرتے ہیں کبھی اپنے نفس سے دفاع کرتے ہیں دشمن کو روکتے ہیں جتنی اللہ نے ان کو طاقت دی ہے اس سے دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں کبھی وہ سم پاشی کرتے ہیں جیسے سانپ اژدھا عقرب ذئب بل نحل زطر یرہ ام اربعہ وار بعین وغیرپ وغیر ہام اربعہ و اربعین اپنے چھوٹوں سے دفاع کرتے ہیں ام اور مادری کا کردار ادا کرتے ہیں بعج اپنے تیز دھار سینگ سے دفاع کرتے ہیں جیسے ہرن بیل جاموس بعض ایک سینگ والے ہوتے ہیں بعض اپنے پاؤں سے چیرتے ہیں جیسے سباع درندہ مکھی کلاب بلی سعلب دبدب ذباع ہر ایک کی عادات ہیں ہر ایک کی اپنی زبان ہے اشارے ہیں

حیوان

حیوان ایک موجودات عجیب وغریب ہے اب تک اس کی دوملیون تک اقسام بتائی جاتی ہیں اس کی خصوصیات و امتیازات کو بیان کریں تو لکھنے والوں پڑھنے والوں کی تھکاوٹ و بوریت کا سبب بنے گا ہم صرف اسکا ایک زاویہ پیش کرتے ہیں حیوان کی ذہانت عقل نہ ہوتے ہوئے محیر العقول ہے اس کے باوجود وہ کسی قسم کے احلام رکھتے ہیں اس کا نمونہ نمل نحل طیر مچھلی میں دیکھ سکتے ہیں نمل اپنے جسم کے چھوٹے ہوتے ہوئے، حقیر ہوتے ہوئے ہمت و سرگرمی، آپس

میں اجتماعیات اور ایک دوسرے پر مہربان ہونے کی مثال ہے افراد ایک دوسرے کے لئے معاون و مددگار ہیں اپنے لئے ارزاق کیسے جمع کرتے ہیں نمل اپنے لئے کتنے بہترین وسازگار رہائش بناتی ہیں۔ وہ صاحب فہم غریب رکھتا ہے جب نمل کو کسی جگہ اسکا کھانا ملے غذا ملے تو فوراً اپنی ہم جنس ہم نوع کو خبر دیتی ہے مستقبل کے لیے بچا کے رکھنے والے دانے کو نصف کرتی ہیں تا کہ وہ پودانہ بن جائے۔

اقسام حیوانات

کتاب تفسیر جواہر طنطاوی جلد ۲ ص ۹۱ حیوانات کی پانچ قسمیں ہیں حیوانات فقری یعنی عمودی ستونی

۱۔انسان ۲۔ذوات اربعہ چار پائے ۳۔طیور پرندے ۴۔زحائف ۵ سمک، اسماک مچھلی، انسان، بھائم، گھوڑے، خچر، گدھے، اونٹ، گائے، بکرے، درندے، کتے، پرندے ،زخم مار، سانپ، اقرب،، مچھلی ان سب کی ھڈی ہے اور خون ہے ہر ایک کی انواع ہیں

۲ حیوانات حلقی ہے جسم حلقوں میں بٹے ہوئے ہیں چند حلقوں میں ملے ہوئے ہیں اس کی یہ قسمیں ہیں ا۔حشرات اس میں حشرات آتے ہیں عنا کب آتے ہیں بہت پاؤں والے حیوانات قشریہ زمین میں رہنے والے ودود یعنی کیڑے حشرات میں سے بعض کے ۶ پاؤں ہیں دو پیر ہیں جیسے ذباب مکھی بعض کے چار ہیں جیسے ابی دقیق ایک حیوان ہے ان میں سے کیڑے ہیں جو کپاس کے پودے کو کھاتے ہیں اس کے علاوہ بھی اور حشرات ہیں جن کے چار پر ہیں اما عنا کب جمع عنکبوت ہے اس کے آٹھ پاؤں ہیں بعض کی بہت پاؤں ہیں بعض نے کہا ہے کہ بعض کے ۲۰ پاؤں ہیں ہر پاؤں جوڑ کے ہیں ہمارے ملک میں ان کو اربعہ واربعین ۴۴ پاؤں رکھنے والا کہتے ہیں

حیوانات قشریہ یہ لکڑی کھاتے ہیں ان کو کرافائش کہتے ہیں

ودود دودالارض کہتے ہیں زمین میں رہنے والے

۳۔ایک قسم حیوانات حلامیہ کی ہے جن کے جسم فالودہ مانند ہوتے ہیں

۴۔چوتھی قسم حیوانات شعاعیہ ہیں یہ دریا کے ساحلوں پے ہوتے ہیں ان کو سمک نجم کہتے ہیں بعض دریا کے اندر ہوتے ہیں انھوں نے مستعمرات بنائی ہیں ان کے جسم پتھر جیسے ہوتے ہیں ان کے علاقے ہیں۔

شترمرغ:

جسے عربی میں نُعام کہتے ہیں نُعام نُعامۃ کتاب حیوان دمیری جلد ۲ ص ۴۸۵ نعام کی طبیعت حیوانی ہے وہ پرندہ نہیں ہے گرچہ وہ انڈا دیتی ہے اس کی پر و بال ہیں وہ حاملہ بھی ہوتی ہے بچہ بھی دیتی ہے دو کان ہیں نعام کے لئے حس سماعت نہیں ہوتی ہے لیکن قوت شامہ بہت تیز ہے وہ سماعت والی چیزیں ناک سے لیتی ہے اپنے شکاری کی بو کو دور سے درک کرتی ہے لہذا عربوں کے پاس یہ مقولہ مشہور ہے اشمہ نُعامہ دنیا میں کوئی حیوان نہیں جو سنتا نہیں پانی نہیں پیتا ہو صرف

نعامہ ہے جو پانی بھی نہیں پیتی اور سنتے بھی نہیں وہ اتنا احمق ہے اگر اس کا شکاری اس کو پکڑے تو اپنا سر ریت کے نیچے دبا دیتی ہے گویا وہ چھپ گئی ہے وہ سخت ہڈی ہضم کر لیتی ہے پتھر بھی ہضم کر لیتی ہے حتیٰ لوہا بھی وہ نرم کر لیتی ہے پانی جیسا مشہور ہے نعام کے شکم میں اتنی حرارت ہے پتھر بھی پگل جاتا ہے تفسیر جواہری طنطاوی جلد ۲۵ ص ۱۴۲ پر آیا ہے نعامہ پرندہ اور حیوان کا مرکب چیز ہے وہ ۲۰، ۳۰، ۴۰ انڈے جمع کرتی ہے اپنے انڈوں کو تین حصوں میں تقسیم کرتی ہے ایک حصہ زمین میں مٹی میں دباتی ہے ایک حصہ سورج کے سامنے رکھتی ہے ایک حصہ اپنی اندر حصانت میں رکھتی ہے جب اس کے بچے، چوزے نکل جاتے ہیں تو سورج کے نیچے جو رکھے ہیں ان انڈوں کو توڑتی ہے پھر اس کے اندر جو رتوبت ہے وہ ان چوزوں کو کھلاتی ہے جب یہ بچہ بڑے ہو جائے تو جو دفنایا ہوا ہے اس کو نکالتے ہیں اس کو سوراخ کرتی ہے تو اس میں مکھی جوئیں حوام حمل حشرات اس میں جاتے ہیں جو اس میں جاتا ہے وہ اپنے چوزوں کو کھلاتی ہے

دنیائے طائران

جس طرح اللہ نے بشر کو خلقت آسمان و زمین دریا و اونٹ کی طرف متوجہ کیا ہے اسی طرح سورہ ملک آیت ۱۹ سورہ نحل آیت ۷۰ میں بشر کو دعوت دی ہے اس فضاء میں طیران پرندوں کو دیکھیں انہیں زمین پر گرنے سے کس نے بچایا ہوا ہے انہیں زمین پر گرنے سے اللہ کے سوا کس نے بچایا ہے جس طرح زمین میں حیوانات انعام بھائم سباع وحوش بستے ہیں ہر ایک کی الگ بنیہ ہے بنیہ جسمی ہے ہر ایک کی غذا الگ ہے عمل مختلف ہے اسی طرح فضاء میں طیران صاحبات پر بھی انواع واقسام ہیں پرندوں میں سے بعض اپنے جمال جسمانی، بعض جمال صوتی اور بعض شکل و رنگ سے انسان کی نظروں کو کھینچتے ہیں متوجہ کرتے ہیں اس کا مصدر کون ہے خالق کون ہے؟ انسان کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے ان پرندوں میں سے بعض پر ہوتے ہوئے اُڑ نہیں سکتے پرواز نہیں کر پاتے بعض پرندوں کی طیران محدود ہے بعض لمبا سفر کرتے ہیں مسلسل سفر کرتے ہیں غذا نہیں لیتے ہیں توشہ نہیں لیتے ہیں ہر ایک کی غذا اس کے کسب کا طریقہ و مواد ایک دوسرے سے مختلف ہے آیئے دیکھتے ہیں چند پرندوں کی حیات محیّر العقول کا نمونہ پیش کرتے ہیں کیا ایسی حیرت انگیز نظام کی حامل مخلوق بطور صدفہ پیدا ہوئی ہے

علم اور چیونٹی

محققین علماء نے تحقیق میں کہا ہے چیونٹی جب پیدا ہوتی ہے تو جاہل ہی ہوتی ہے اپنی ذمہ داریوں کا ان کو کچھ پتہ نہیں چلتا ہے اپنی ذمہ داریاں بہت پیچیدہ وہ خود بخود انجام دیتی ہے اس کو کیسے پتہ چلا، جواب یہی ہے کہ اللہ ہی ان کو ہدایت دیتا ہے زمان نزول قرآن میں کسی کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ چیونٹی کی جسمانی ساخت کیا ہے ان کے پاس ذرائع معلومات نہیں تھے لیکن ذرائع معلومات نکلنے کے بعد علماء کو پتہ چلا چیونٹیوں کی جسمانی ساخت بہت سخت ہے وہ ہر مشکل کو اپنے مقابل میں توڑتی ہیں چنانچہ چیونٹی نے اپنی جماعت سے کہا ہوشیار رہو کہ سلیمان تمھاری جماعت کو نہ توڑے سورہ نمل آیت ۱۷،

۱۹ میں آیا ہے جب سلیمان کا لشکر قافلہ جن وانس پرندے جب وادی نمل سے گزرے اس وقت وہ چیونٹی جو اپنی قوم کو آنے والے خطرات سے آگاہ ہوگئی تھی اس نے ان سے کہا سلیمان اوراس کے لشکر کے پاؤں تلے تم ختم نہ ہو جانا سب سے کہا جلد ہی اپنے آشیانے میں داخل ہو جاؤ خطرات آنے والے ہیں گر چہ سلیمان اوراس کے لشکر بطور عمدی ان کو کچلنے والے نہیں تھے۔ جب قرآن نے چیونٹی کی ان معلومات کا ذکر کیا تو مؤنث ذکر کیا ہے قالت نملة سورہ نمل آیت ۱۸ یہ اب ثابت ہوا ہے چیونٹی میں مملکت کو چلانے کی ذمہ داری لینے والے کھان اور دفاع کی ذمہ داری ملکہ کی ہے مردوں کا کوئی کردار نہیں مذکران کا سوائے تلقیح کے۔ قرآن سے یہ بھی ثابت ہوا ہے چیونٹیوں میں ایک زبان ہے جس سے وہ آپس میں تفاہم کرتی ہیں علم حیوانات میں یہ ثابت کیا ہے ہر حیوان کی ایک خاص بو ہے ایک بوئے خاص ہے اور ایک بوئے اضافی ہے بوئے اضافی جو ہے وہ ایک جواز صفر کی مانند ہے رائحہ حیوان میں ایک قسم کی لغت مخفی ہے یا ایک خاموش پیغام ہے جس کی مفردات کیمیائی ہوتا ہے انسان کو بہت سے کھانوں کی بو کا علم ہے لیکن وہ کسی سے اس زبان سے گفتگو نہیں کرتے کہ چیونٹی بھی ایک خاص بو رکھتی ہے۔

چیونٹیوں میں زواج

کتاب اعجاز علمی جلد ۳ ص ۳۶۷ میں آیا ہے چیونٹیوں میں زواج کا حق صرف ملکہ کو حاصل ہے اس کے تین پر ہیں وہ باقی چیونٹیوں سے بڑی ہے یہ ملکہ مذکر چیونٹیوں سے ازدواج کرتی ہے یہاں سے وہ انڈا دیتی ہے پھر اس سے اور چیونٹیاں بنتی ہیں اور نئی ملکات بنتی ہے مذکر چیونٹیاں ہوتے ہیں وہ عام طور پر کچھ نہیں کرسکتیں وہ ملکہ میں ترقی کرنے کے بعد مرجاتی ہے ملکہ بہت سی انڈے دیتی ہے جو ملین سے زیادہ ہوتے ہیں یہ اللہ کی رحمت ہے جو اس ضعیف وصغیر چیونٹیوں کو بچاتا ہے ماحول کو بیکٹیریا سے بچانے کے لئے چیونٹیوں کا بہت کردار ہے چیونٹی بہت حشرات کو کھاتی ہے مٹی کو ادھر ادھر کرتے ہیں پھر مٹی میں ہوا بھرتے ہیں وہ جو بہت سی حشرات کا غذا ہے پھر وہ بہت سی پھول چھوڑتا ہے حشرات کو کھانے والی چیرنے والی چیونٹی ہی ہے بعض علماء نے نقل کیا ہے بعض چیونٹیاں اپنے غلاموں کے ساتھ ہوتی ہیں ان کو مجبور کرتی ہیں کہ غذا جمع کریں گھاس جمع کریں لیکن یہ چیونٹیاں حریص ہیں اپنی عبید کو کچھ کھلائیں اگر کوئی غلام ان کا عبید غائب ہو جائے بیمار ہو جائے تو چیونٹیاں واپس نہیں آئیں گی کھانا نہیں کھاتیں یہ رحمت اپنے غلاموں کے سامنے اس کے دل میں کس نے پیدا کی ہے۔

غرض حیوانات بھی تند وتیز شعور وجذبات واحساسات رکھتے ہیں بہت سے علماء غرب نے ان حیوانات پر تجربے کئے ہیں حیوانات میں اثر گزار تاثیر گزار زیادہ تر ان کی موسیقی ہوتی ہے ہر ایک قوم اپنا ایک نظام رکھتی ہے بعض اپنے رئیس رکھتی ہے کام تقسیم کرتی ہے زبان رکھتی ہے خاص مسکن رکھتا ہے اللہ نے حضرت سلیمان کو ان کی زبان سمجھنے کی طاقت دی تھی جیسا کہ سورہ نمل آیت: ۲۰ تا ۲۸ (آیت لکھنا ہے) علماء تجربہ اس وقت متعجب ہوئے جب قرآن نے ان کی زبان تفاھم

خالق کونیات ﴿۳۹﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

کی خبر دی سورہ نمل آیت: ۹۳ (آیت لکھنا ہے) علماء نے جن حیوانات پہ زیادہ توجہ دی زیادہ تحقیقات کی ہے بہت سے کشفیات کیئے ہیں ان کی حیات اوران کے نظام پہ کتابیں لکھی ہیں ان حیوانات میں سے ایک چیونٹی ہے وہ زمین کے اندر اپنے لئے گھر بناتی ہے گھر کے لئے سیڑھیاں بناتی ہیں گرمیوں میں سردی کے لئے غذا جمع کرتی ہیں سیڑھیوں پہ انڈے دیتی ہیں جب گرمیاں شروع ہوتی ہیں تو ان کے رؤسا حکم دیتے ہیں انڈوں کو باہر نکالیں تاکہ گرمی لگ جائے اس میں ایک دوسرے سے تعاون کرتی ہیں چیوٹیوں کے بھی قبائل ہیں عشائر ہیں ان کے درمیان میں بھی اختلافات جنگیں ہوتی ہیں بلکہ یہ جنگیں بہت لمبی کھینچتی ہیں۔

حیوانات میں ایک قابل ذکر حیوان نحل ہے شہد کی مکھی ان کا اپنا ایک رئیس ہوتا ہے اسے یعسوب کہتے ہیں وہ اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اپنا گھر مسدس شکل میں بناتے ہیں جیسا کہ سورہ نحل آیت: ۶۸، ۶۹ (آیت لکھنا ہے) یہ چیز اللہ نے ان کو وحی کی ہے یہ عظمت اللہ کی دلیل ہے ان کی خاص حیات ہے اور خاص نظام ہے

حیوانات کی اہمیت کا اس سے اندازہ کریں بہت سے حیوانات کا قرآن میں ذکر آیا ہے بعض کے نام سے سوروں کا نام آیا ہے

۱نمل، ۲النحل، ۳العنکبوت ۴، الذباب، ۵الابل، ۶البقر، ۷الثعبان، ۸الحیہ الھدھد، ۹الضأن، ۱۰المعز، ۱۱القسورہ، ۱۲ الفراش، ۱۳ الجراد، ۱۴الفیل، ۱۵الانعام، ۱۶الطیر ۱۷الابابیل ۱۸العلق، ۱۹طائر ۲۰الکلب، الخنزیر، ۲۱البغال، الحمیر وہ سورہ جن کے نام حیوانات کے نام سے رکھے ہیں ۱۔البقر ۲۔النحل ۳۔النمل ۴۔الانعام ۵۔العلق ۶۔الفیل۔

اعجاز علمی ج ۳ ص ۳۶۰۔ کہتے ہیں اس وقت دنیا میں دس ہزار اقسام نمل ہے یہ تمام انواع ایک منظّم معاشرہ کی زندگی گزارتے ہیں اپنے سے دفاع کرتے ہیں بات کرتے ہیں ان کا دماغ ہے اعصاب ہیں حقیقت اور عجیب خلقت اور عجیب نظام پر غور کرنے سے عظمت اللہ کا پتہ چلتا ہے نمل ایک مخلوق صغیر ہے ہمیں حس تک نہیں ہوتی ہیں مگر ایک گہرائی ہے ایک چیونٹی کی لمبائی دو ملی میٹر سے ۲۵ ملی میٹر تک کی ہوتی ہے چیونٹی کا یک بڑا اسد ہے اسکا سر بڑا ہے اس کا پیٹ انڈے جیسا ہے اس کی دو زبانیں ہیں اس سے بہت سنگین بھاری چیزیں دکھاتا ہے دو فک سے ہے اسی سے وہ زمین بھی کھودتا ہے زبان کے اندر کا جو نظام ہے اس سے وہ کھانا چپاتی ہے اس کے دو کان ہے جس سے اشیاء کا ذائقہ شم کرتی ہیں چیونٹی بہت ہی ہوشیار جاندار ہوتی ہے پیچیدہ ہوتی ہے لہذا قرآن میں اس کے نام سے ایک سورہ آیا ہے اللہ نے چیونٹی کی قدرت تکلم کا ذکر کیا ہے۔

علم نے بھی ثابت کیا ہے چیونٹیاں اپنی زبان میں ایک دوسرے سے رابطہ کرتی ہیں اس کا ایک دماغ ہے لمحہ سوالیہ ہے چیونٹی جیسے ضعیف اور کمزور حیوان کو اللہ نے اپنی کتاب میں سلیمان جیسے قدرت مند نبی کے ساتھ ذکر کیا ہے چیونٹی کے بارے تعجب اس میں ہے کہ وہ اپنے جسم کے وزن کے ۲۰ برابر وزن اٹھاتی ہیں اگر اس تناسب کو دیکھیں جو چیونٹی اٹھاتی

ہے اگر انسان اس طرح اٹھائے تو اسے وہ ایک ہزار کلو گرام اٹھانا چاہیے اپنی طاقت کا چیونٹی کے طاقت سے موازنہ کریں تو چیونٹی کی طاقت انسان کی طاقت سے ۲۰ درجہ زیادہ ہے سب سے قوی چیونٹی ۱۹۹۸ء میں امریکہ میں کشف ہوئی ہے ایک چیونٹی اس کا عمر ۹۲ ملین سنہ ہے کہتے ہیں اس کے دور میں اس چیونٹی کے دور مین دینا سورات دھا ہزار کلو اٹھانے والے ختم ہو گیا لیکن یہ چیونٹی ابھی تک باقی ہے اپنی زبان سے زمین کھودتی ہے اپنے سے دفاع کرتی ہے اسی سے کھانا چباتی ہے اگر چیونٹی کی منہ کا حساب تمسام سے کرے جو کہ ہزار ہا برابر چیونٹی سے بڑا ہے لیکن چیونٹی کی طاقت تسام سے زیادہ ہے مگر مچھ سے زیادہ ہے۔

خانہ چیونٹی

چیونٹی اپنا گھر مٹی کے نیچے دس میٹر کے نیچے بناتی ہے جہاں درجہ حرارت سال بھر ایک جیسا ہوتا ہے اللہ نے ان کو یہ فکرو سوچ دی ہے کہ ان کا گھر سبزیوں کی یا بقایا کھانوں کی ضرر سے بچ جائے وہ گھر ایسا بناتی ہے دشمن وہاں نہ پہنچے ان کو یہ قدرت کس نے دی ہے یہ وہی اللہ ہے جس کے بارے میں حضرت موسیٰ نے فرعون سے فرمایا میرا رب وہ ہے جس نے مخلوقات کو خلق کرنے کے بعد اس کی ہدایت و رہنمائی فرمائی ہے

تکون انسان:

تکوّن انسان یعنی جسم انسان کتنی چیزوں سے مرکب ہوتا ہے' اس کے اعضاء رئیسی کتنے ہیں کتاب اسرار کون فی القرآن تألیف سلیمان سعد ص ۲۲۶ پر لکھتے ہیں انسان سات چیزوں سے تکوّن پاتا ہے

۱۔ ۲۔ حزبوں ۳۔ جبین ۴۔ کروموسوم ۴۔ خلیہ ۵ نسیج ۷۔ عضوء جب سات پے ہوتا ہے تو عضو ہوتا ہے انسان کے ادوار یہ بھی سات ہوتے ہیں ۱۔ جنین ۲۔ طفل ۳۔ شباب ۴ کھل ۵ شیخ ۶ میت مردہ ۷ مبعوث ص ۱۰۷ اسرار کون۔

انسان کے جسم کے اندر مختلف نوع ۲۴۸ شکل کے اجزاء ہیں ان میں سے ایک نوع عظام یعنی ہڈی ہے تفسیر طنطاوی جلد ۲۴ ص ۳۳۷ میں آیا ہے انسان کے جسم میں کل ھڈیاں ۲۴۸ ہیں عظام رأس عظام زوج عظام لحیہ سر میں ۱۴ ھڈیاں ہیں جوڑ والی عظام چار ہیں ھڈی کے اپر والی ہڈی یہ دانت کے اُپر والی ہڈی ۱۶ ہیں میخ والی ہڈی ایک ہے داڑھی کے نیچے والی دو ہیں نیچے والے دانت میں ۱۶ ہیں کمر کی ہڈیاں ۲۴ ہیں۔

خود انسان:

جب انسان اپنے سے باہر چیزوں کو دیکھتے ہیں وہ خود بخود نہیں بنا ہے بلکہ کسی نے بنایا ہے یہاں سے انسان سے سوال ہو اہے بتاؤ تمہیں کس نے بنایا ہے طور ۳۵۔ ۳۶ لہذا انسان کو اللہ کی الوہیت و ربوبیت کے اعتراف کرنے کیلئے دو حقائق کی طرف متوجہ کیا ہے ایک آفاق ہے دوسرا انفس ہے' ان دونوں میں سے ہر ایک عالم مستقل ہے لیکن دونوں کی برگشت

ایک ہے جوایک انسان کے لئے لامحدود ہے یہاں سے ہمیں چاہئے جس طرح کائنات کا تجزیہ تحلیل کرتے ہیں تو کائنات میں دو چیزیں نظر آتے ہیں ایک دنیا لامحدودنظر آتا ہے جو ہمیشہ دیگر گون نظر آتا ہے دوسرا انسان ہے انسان کیا چیز ہے تو یہاں علماء دانشمندان ہر ایک اپنے شعبہ جات علمی کے تحت تعارف کرتے ہیں انسان جسم وروح سے مرکب چیز ہے اس حوالے سے دوحصوں میں تقسیم ہوتا ہے ایک روح، اور ایک جسم ہے روح جسم میں حلول ہے جسے نفس کہتے ہیں نفس ۲۹۸ بار قرآن میں آیا ہے۔

کتاب ذرہ الٰی مجرہ ص ۴۷ (نفس کیبارے میں آیت لکھنے ہیں)

کائنات ۱۲۶ حروف تکوین سے بنا ہے کہتے ہیں عناصر ترکیب کائنات ۹۲ ہیں اب یہاں انسان سے خطاب ہے فالینظر الانسان۰۰۰ (آیت لگانی ہے) وہ کس چیز سے بنا ہے ہم نے انسان کو نطفے سے بنایا ہے یٰسین آیت: ۷۷ ۔ امّا جسم انسان جو مکان ومحل نفس ہے اس کے بارے میں دو نوعیت کی آیات ہیں ایک سلسلہ آیات میں فرمایا ہے پانی سے بنا ہے طارق ۶۔ سجدہ ۸

۲۔ دوسرے سلسلہ آیات میں ہے مٹی سے بنا ہے۔

گھر بنانے کے لئے مواد چاہئے گھر کی تحلیل کریں اس میں لکڑی ہوتی ہے پتھر ہوتا ہے اس میں کیچڑ ہوتا ہے اس میں سریا ہوتا ہے سیمنٹ ہوتا ہے لوھا ہوتا ہے بجری ہوتی ہے، انسان کس چیز سے بنتا ہے اس کا مواد اول جس سے یہ انسان بنا ہے انسان پانی سے بنے ہیں وہ پانی خود کس چیز سے بنا ہے کوئی کہتا ہے انسان مٹی سے بنا ہے مٹی خود کس چیز سے بنی ہے تو کہتے ہیں

توحید الوہیت وربوبیت پر قائم دلائل میں سے دوسری دلیل خود وجود انسان ہے جیسا کہ سورہ فصلت آیت: ۵۳ میں آیا ہے انسان کے وجود میں اللہ نے اپنی ذات کی علامتیں نشانات دکھائے ہیں انسان کے وجود میں انواع واقسام کے نشانات ہیں تفصیل سے بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے لیکن تین زاویے کے بارے میں ہم اشارہ کرکے گزرتے ہیں۔

۱۔ کلی طور پر انسان عدم نیستی سے وجود میں آیا ہے اس کے لئے اللہ نے فرمایا کیا تم نے خود کو خلق کیا یا تم جیسے کسی نے خلق کیا یا ہم نے تمہیں خلق کیا۔ (انسان آیت ۲) انسان کن چیزوں سے بنا ہے اس سلسلے میں قرآن کریم میں تین مواد کی نشاندہی کی ہے۔

۱۔ انسان کو ہم نے مٹی سے بنایا ہے یہاں یہ بات واضح کرنے کی ضرورت ہے مٹی سے تقسیم تخلیق صرف آدم صفی اللہ پیدا ہوئے ہیں باقی خالص مٹی سے نہیں بلکہ مٹی پیداوار سے انسان خلق ہوا ہے انسان مٹی سے نکلنے والی غذاوں سے پیدا کیا ہے

۲۔ انسان کو ہم نے پانی سے بنایا ہے یہ مراد وہ نطفہ سیلان ہے

۳۔کہاانسان کوہم نے انسان کے نطفے سے بنایا ہے۔

نفس کوقرآن میں چندین صفات آئی ہیں نفس مطمئنہ سورہ فجرآیت ۲۷ میں آیا ہے نفس بغیر صفت سورہ بقرہ آیت ۴۸، ۱۲۳ سورہ مائدہ آیت ۴ نفس امارہ سورہ یوسف آیت: ۵۳

۴۔کتاب رحلۃ الایمان فی الجسم الانسان ص ۱۹ پر حامد احمد حامد لکھتے ہیں کائن حیّ جس اکائی سے بنتے ہیں عام بالغ انسان کے اندر ایک سوٹریلوں خلیہ ہوتے ہیں جس میں حیات ہوتی ہے لیکن ہمارے حواس کے دائرہ سے باہر ہے وہ مان وسائل نہ ہونے سے جو چھوٹے کو بڑا کرے تو خلیہ کو کشف کر سکتے ہیں کیونکہ خلیہ جو ہے خون کا وہ ٹکڑا ہے یہ اتنا باریک ہے اگر اس ٹکڑے کو ایک سو چالیس دفعہ بڑھایا جائے ملی میٹر سے زیادہ نہیں ہوگا ایک ملیار گرام میں سے ایک ہوگا یعنی ملیار کو گنا کریں تو گرام بنتا ہے کوئی خلیہ مرتا ہے کوئی بنتا ہے ہر سکنڈ میں ۳۵ ملیون خلیہ ختم ہوتا ہے زندہ رہنے کے لئے ۱۲۵ ملیون کھا جاتا ہے تب وہ زندہ رہتا ہے۔

جب وہ کھاتا ہے تو دوسرا خلیہ وجود میں آتا ہے خلیہ بذات خود دو جز سے مرکب ہوتا ہے نوات جو وہ مخزن یعنی وراثت کے اجزا اس میں جمع ہوتا ہے دوسرا حصہ جس سے انسان کی وجود فنا کا دارومدار ہے وہ مخ ہے یہ مخ وہ ہے جس کی وجہ سے انسان کو حیوان عاقل کہتے ہیں اس کی وجہ سے انسان دیگر مخلوقات سے فہم تعلیم میں امتیاز حاصل کرتا ہے سورہ اسراء آیت: ۷۰ میں کرامت کے نام سے جو آیت آئی ہے اس سے مراد یہی مخ ہے مخ انسان کے جسم میں دوعشاریہ ہوتا ہے عام انسان مردوں میں ۱۳۷۵ ہوتا ہے اور خواتین میں ۱۲۶۰ گرام ہوتا ہے صفحہ ۱۷۷ (رحلۃ الایمان) مخ تین اجزاء سے مرکب ہے کہتے ہیں مخ کے باہر کا ایک کور ہوتا ہے اس کو قصر مخیہ ہوتا ہے یہ دو ملی میٹر سے زیادہ نہیں ہوتا ہے اس میں دس ملیار خلیہ ہوتا ہے وہ بھی طبقات کی صورت میں ہوتا ہے اگر یہ دس ملیارڈ خلیہ جو اس کو بچھائیں پھلائیں اس کا وزن کریں تو ایک سو چھیاسٹھ گرام ہوتے ہیں اگر پھلا کے دیکھیں تو پچاس سینٹی میٹر ہوتے ہیں۔

۳۔تیسرا عنصر دل ہے قلب یہ منبع (مسدا اس لفظ کو یکھنا ہے) حیات ہے یعنی یہیں پر جمع ہوتا ہے صفائی والا خون، یہیں پے خراب خون بھی آتا ہے وہ جو ہے یہیں سے باہر نکالتا ہے جس سے خون کی گردش کی وجہ سے دل حرکت کرتا ہے ہر منٹ میں بہتر بار حرکت کرتا ہے۔

انسان مخلوق نطفہ ہے کتاب الکون والانسان ص ۱۶۵ پر آیا ہے جسم انسان کے اندر موجود ہے ہر خلیہ کی ایک نواۃ ہوتی ہے اس میں ایسے مواد ہوتے ہیں بہت دقیق مرموزی ہوتے ہیں اس مواد کو جبغیات کہتے ہیں صفات وخصوصیات وراثت اس جنسیات کے ذریعے منتقل ہوتی ہیں جسم انسان کے اندر موجود ہر خلیہ کے اندر ۴۶ جبغیات ہوتی ہیں ہر ایک خلیہ ایک حصہ کے لئے مخصوص ہے:

۱۔خلیہ جلد

۲۔خلیہ عظم

۳۔خلیہ شعر جفت شکل میں ہوتا ہے۲۳ جوڑے ہوتے ہیں اس میں ۲۲ اصل جسم کے ڈھانچے کے صفات خصوصیات بناتے ہیں اس میں صرف ایک کا تعین مذکر و مونث ہوتا ہے۔

یہ طبقات سورج سے لینے والی حرارت کو کم کرتے کرتے ہم تک پہنچے تک ہمارے لئے گوارا بنتے ہیں' اگر اس حرارت میں کوئی کمی بیشی ہوگا تو ہمارے لئے زندگی گزارنا ناممکن ہوتا کہتے ہیں اس کا زمین تین حصہ پانی کے قبضے میں ہے ایک چوتھائی پر انسان بستے ہیں' پانی انسانوں اور دیگر مخلوقات کے لئے سب سے اہم مواد ہے جس کے بغیر وہ چند دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتے ہیں' یہاں کی حیات پانی سے قائم ہے' لہٰذا اللہ نے سورہ بقرہ آیت ۱۶۴ سورہ جاثیہ آیت ۵ سورہ نحل آیت ۶۵ سورہ فاطر آیت ۹ سورہ فرقان آیت ۴۹ سورہ روم آیت ۲ سورہ یونس آیت ۲۴ سورہ انبیاء آیت ۳۰ میں پانی کا ذکر کیا ہے۔

اور وہاں یہ سوال ہوگا بتاؤ پہلی منزل میں کیا کرتے تھے، کیا کر کے آئے ہیں، یہ زمیں کسی بھی وقت کسی کی ملکیت نہیں بنی ہے کسی بھی وقت کسی کی ملکیت میں نہیں گئی ہے اور نہ آیند ہو جائے گی زمین جو ہے یہاں کاروان سرا جیسا ہے چند دن گزر کے جانا ہے اس وجہ سے زمین کا قبضہ اوپر کے چند قدم تک ہے، وہ تحت الثریٰ کا مالک نہیں ہوتا ہے یہاں اوپر جو عمارتیں بنائی ہیں جب تک عمارتوں کی نشانی باقی ہے عمارتوں کا مالک ہوتا ہے، آثار مٹ جائے تو اس کی ملکیت ختم ہو جاتی ہے اگر کسی جگہ سیلاب آ کے خراب کرے تو اس کی تہ کسی کی ملکیت نہیں ہوگی اس کا کوئی مالک نہیں بنے گا اس کی دلیل قرآن کی وہ آیت ہے ﴿انی جاعل فی الارض خلیفۃ﴾ ہم نے تم کو وقتی طور پر بسایا ہے اسی لئے سورہ یونس آیت: ۱۰ میں آیا ہے ﴿قل انظروا مافی السمٰوٰت والارض﴾ دیکھو زمین و آسمان میں کیا نظر آتا ہے زمین سورج سے تقریباً آٹھ منٹ نو سیکنڈ نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے سورج سے زمین تک مختلف طبقات بنائے ہوئے ہیں۔

کونیا تو نیات

آیت النفس

اللہ سبحانہ نے انسانوں کو جن وانس کو اپنی الوھیت وربوبیت کا اقرار اعتراف کرنے کے لئے نظر بآفاق کے بعد بانفس کہا ہے وہ بھی عتاب کے لفظ میں جیسا کہ سورہ ذاریات آیت ۲۱ میں آیا ہے انسان کے لئے کائنات میں سب سے قریب اس کی ذات ہے لذا خالق وباری وناظر مصور نے ا انسان کو دعوت دی ہے کہ وہ اپنی ذات کو پہچانیں اپنی ذات کی طرف نظر کریں تفکر کریں اگر انسان اپنی ذات کی طرف تفکر وتدبر کریں گے تو آیات ربوبیت اسے روشن نظر آئیں گے انوار

یقین اس کے لئے روشن ہوگا شک وریب کی ڈھالیں ان سے ناپید ہوگا ظلمت جہل ان سے اتر جائیں گے اپنے نفس میں آثار تدبیر نظر آئیں گے عدلہ توحید گویا پائیں گے کہ اس کا مدبر کون ہے مرشد کون ہے یہ جو ایک قطرے سے بنے تھے گوشت کے منظّم مرتب گوشت کے ٹکڑے نظر آئیں گے ہڈیاں مرکب نظر آئیں گے جسم میں نمیت سے جوڑ پائیں گے عرق اعصاب سے باندھتے ہوئے پائیں گے وہ جسطرح ایک بچہ جو ہے گھوارے بند پائیں گے اسی طرح پائیں گے ایک ایسی محکم ڈھال میں کھال میں جمع پائیں گے اس کا وجود تین سوسٹھ مفاصیل میں پائیں گے ہر ایک مفاصیل بعض چھوٹے بعض بڑے بعض کھاڑ بعض دقیق بعض گول بعض مستطیل بعض حجصی مستقیم بعض منخنی پائیں گے اس کا وجود کے اندر اس کے وجود میں نفسی میں نو دروازے پائیں گے دو درواز یہاں سے سماعت گزرتی ہے سننے کی چیزیں یہاں سے گزرتی ہے نظر آنے والی چیزیں کے گزرنے کے لئے دو آنکھیں ہیں دو دروازے سونگھنے کے لئے دو درواز یکھانے پینے سانس نکالنے گفتگو کے لئے دو دروازے اندر کے فضلات کثافت چیزوں کو نکالنے کے لئے سننے کے دروازوں میں کڑوا پانی رکھا ہے کڑوا مائع رکھا ہے تا ایں کہ حشرات یہاں سے اس کی دماغ میں نہ جائے یہیں پے اس کو ختم کرے بہر پھینکے دیکھنے کے دونوں دروازوں پر نمکین پانی رکھا ہے تا کہ حرارت کو ختم کرے اور اس میں موجود چربی کو ختم نہ کرے وہ دروازے جو کھانے پینے کے لئے ہے وہاں پانی میٹھا رکھا ہے تا کہ وہ چیز جو کھانے پینے کے ہیں وہ مذوق اچھی ذائقے میں پسند سے کھائے نفرت نہ ہو دو چراغ اللہ نے اس کے سر پر باندھا ہے جو اشرف اعضائے انسان ہے یہ نور جو ہے ایک چھوٹی سی گوشت میں رکھا ہے تا کہ آسمان وزمین اور اس میں موجود مخلوقات کو دیکھیں اس کو آنکھ کو سات طبقہ بنایا ہے تین رطوبت کے لئے ہے جو یک بعد دیگر ہے بطور حارث اس کے گرد اُپر نیچے دو مصرع (پلکیں) رکھا ہے دو پلے والا دروازہ رکھا ہے ان دو دروازوں کے اُپر بال اُگایا ہے تا کہ آنکھ کو بچائے اور زینت و جمال بخشے اور اس کے اُپر دو حاجب رکھا جو آنکھ کو سر سے پیشانی سے آنے والی پسینے کو روکے ہر طبقے کی اپنی ذمہ داری رکھا ہے ہر ایک رطوبت کے مقدار الگ ہے الگ مقدار ہے ان میں خلل آجائے تو بینائی ختم ہو جائیگی۔ ایک نور جو عدسہ برابر ہے اس میں آسمان وسیع زمین وسیع شمس وقمر نجوم وجبال علو وسفلی سب نظر آتا ہے قوت باصرہ سواد میں ہے بیاض (سفید) اس کے اندر ہے۔

کونیات میں دوسرا عالم نفس اللہ نے اس نفس کو کس طرح بنایا ہے اس کی نظام ساختگی میں اللہ کی کتنی نشانیاں ہیں عالم کونیات والوں کا کہنا ہے جو کچھ عالم آفاقی میں ہے وہ سب اس عالم انفس میں پایا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے آیات نشانیانی ہمیں اس نفس میں پایا جاتا ہے ہر ایک کو غور خوص دقت وباریکی سے دیکھنا سوچنا چاہئے آئے دیکھتے ہیں اُپر سے شروع کرتے ہیں

۱۔ انسان کا اصل وجود سرکار وجود انسانی میں سلطان انسان کا سر ہے اس سر میں اللہ نے کیا کیا چیزیں رکھی ہے ایک ایک کا جائزہ لیتے ہیں

۲۔ناک وہ پہاڑ مانند چیز ہے جو اللہ نے چہرے کے درمیان میں نصب کیا ہے یہی ناک ہے جو انسان کی چہرے کو حسن وجمال دیتا ہے اگر یہ نہ ہوتی تو کتنے بدصورت بنتے جتنا ناک جو ہے خوبصورت ہونگے اتنا چہرہ خوبصورت نظر آئے گا یہ اس کی موقعیت لیکن اللہ سبحانہ نے اس میں کیا کیا چیزیں اللہ نے اس انسان کے لئے سرمند حیات بخش چیزیں رکھی ہے

ا۔حس شامہ چیزوں کی ادراک بو کے ذریعے درک کرین انسانوں میں یہ درجات تفاوت سے حس پایا جاتا ہے بوئے گند وخوب اس سے تمیز ہوتا ہے اس شامہ کے ذریعے ضرر رسائی چیز فائدہ مند چیز غذا دوا کا حکم صادر کرتے ہیں

۲۔استنشاق اس میں ناک میں دو خانے بنائی ہے دو دروازے بنائی ہے جس سے ٹھنڈی ہوا کھینچتی ہے ٹھنڈی ہوا کھینچ کے وہاں سے دل کو ترسیل کرتا ہے ہوا وجود انسانی کے لئے انتہائی ضرورت ناگزیر ہونے کی وجہ سے ناک کو ہمیشہ کھلا رکھا ہے تا کہ ہمیشہ کھلا رہے اس سے راحت ملتا ہے سکون ملتا ہے یہاں سے بطور مداوم ہوا مسلسل دل کو سپلائی ہوتا ہے اس وجہ سے زبان کی طرف سے جانے کی نیاز مند ہو جاتا ہے یہاں سے زبان بند ہو جاتا ہے

۳۔ناک کی اندر خالی رکھا ہے

۳۔بڑا نہیں کیا ہے تا کہ ہوا بہت تند تیز نہ ہو جائے اس کو بہت تنگ بھی نہیں رکھا ہے تا کہ ضروری ہوا اندر جانے سے نہ روکے یہ خالی جگہ مستطیل رکھا ہے لمبا تا کہ ہوا اس میں جاری رہے اور اس کی ٹھنڈائی کو کم کرے تیز ٹھنڈی کو کم کرے پھر دماغ کو بھی فراہم کرتی ہے دماغ زیادہ تیز نہ ہو جائے یہ ہوا جو ناک کے ذریعے کھینچتے ہیں اس کا دو حصے ہوتے ہیں ہوا کا ایک حصہ دماغ کو جاتا ہے دوسرا حصہ پھیپھڑا کو جاتا ہے پھیپھڑا جو ہے آلات نطق میں سے ہے تا کہ جو داخلی ہے خالی جگہ ہے جہاں وہ ہوا کھینچ کے دماغ کو بھیجتا ہے وہاں سے دماغ میں جو گندی چیزیں ہیں فالتو فضلات جس کو ناک خانیمیں بھیجتی ہے وہاں سے باہر نکلتا ہے اس سے دماغ کو راحت ملتا ہے سکون ملتا ہے یہاں روک کے رکھتا ہے اس سے دماغ کو راحت ملتا ہے سکون ملتا ہے یہاں روک کے رکھتا ہے بہر نہیں نکلتا ہے اگر یہ باہر نکل کے رکھے تو برا ہوتا ہے اس میں دو خانے بنائے ہیں اگر ایک بند ہو جائے یا ایک کے لئے کو عارضہ پیش آئے بیماری ہو جائے ہوا جاری نہ ہوسکیسونگ نہ سکے تو دوسرا عمل کو جاری رکھ سکتا ہے اب یہ نظام بتاؤ یہ نظام کس نے بنائی ہے یہ جو ہوا ناک کے ذریعے پھیپھڑے کو جاتا ہے پھیپھڑے میں جو گرمی ہے وہ کم کرتا ہے پھر دل سے باقی رگوں میں جاتا ہے بدن کے ہر چیز ہر حصے میں جاتا ہے جب یہ ہوا اا اندر میں گرم ہوتا ہے اور بے فائدہ ہو جاتا ہے تو پورے بدن سے نکل جاتا ہے پھیپھڑے کی طرف جاتا ہے پھیپھڑے حلقوم کی طرف جاتا ہے پھر وہاں سیناک میں جاتا ہے وہاں سے نئے

ہوا داخل کرتا ہے ایک نفس انسان کے اندر داخل کرنے کے لئے اللہ نے یہ سارے نظام کیا ہے کہتے ہیں یہ جو ہوا ہے ناک کے ذریعے اندر جاتا ہے ۲۴ گھنٹے میں ۲۴ ہزار نفس کھینچتا ہے ہر نفس اللہ کی ایک نعمت ہے اس سر میں دوسرا عجائب گھر فم ہے دھان یہ محل عجائب گھر ہے اس کے اندر کیا کیا چیزیں رکھا ہے باب طعام وشراب ہے یہاں سے کھانا پینا اندر جاتا

ہے نفس وکلام ہے یہاں سے بکلتا ہے انسان کی آرزو خواہشات کا ترجمان زبان نقل علوم کا وسیلہ یہاں تشریف فرما ہے دل کی ترجمان اور دل کا پیغام رساں اس فم میں ہے دل انسان کے مملکت میں بادشاہ ہے دل حرارت طبیعی سے بھرے ہوئے ہیں دل میں حرارت ہے جب ٹھنڈی ہوا اندر داخل ہوتا ہے تو اندر کی ہوا میں اعتدال ہوتا ہے ایک گھنٹہ وہاں وہ گرم ہوتا ہے جلتا ہے تو دل محتاج ہوتا ہے اس کو نکالے اس کو بہر نکالنے سے نرخرے سے آواز نکلتی پھر جو ہے حلقے زبان شفتین دانت سب حرکت میں آتا ہے یہ آواز جو ہے دانت کی اختلاف کی وجہ سے مختلف حروف نکلتا ہے پھر اللہ نے ان حروف کو ترکیب بنا کر قلب کا پیغام بناتا ہے اس میں اللہ نے لسان رکھا ہے جو سب سے زیادہ فائدہ مند سود مند چیز ہے یہاں قوہ ذائقہ رکھا ہے دل کی مزاج کو معتدل رکھا ہے اعدال دیتا ہے اس زبان کی سیدھا کرنا ٹیڑا کرنے کی گنجائش رکھا ہے طبیب کو اندازہ ہوتا ہے زبان میں خشونت کتنا ہے صاف کتنا ہے سفید کتنا ہے سرخ کتنا ہے کٹائی کتنا ہے یہ لسان بڑا دلیل ہے معدے کی حالات بتاتے ہیں کہ دل کتنا صحت مند ہے یا خراب ہے اللہ نے اس زبان کو خالص گوشت رکھا ہے اس میں ہڈی نہیں رگ نہیں تاکہ وہ آسانی سے حرکت کر سکے حرکت کرنے میں مشکل نہ ہو انسان کے وجود میں سب سے زیادہ متحرک عضوء زبان ہے دیگر اعضاء اگر زبان جیسا حرکت کرے تو وہ برداشت نہیں کرتا بیٹھ جاتا ہے زبان سب سے زیادہ سیدھا اور سب سے زیادہ لطیف ہے اعضاء یوں انسان میں زبان جو مملکت بدن میں رسول اور بادشاہ کی مانند ہے اس کی مزاج سب کے بہتر معتدل مزاج ہے۔ زبان پورے اندر جہاں گمائے گماتا ہے اگر اس میں ہڈی ہوتا تو وہ حرکت نہیں کر سکتا اس سے کلام بھی نہیں کر سکتا ذوق بھی نہیں نکلتا اللہ نے زبان تک رسائی کے لئے دو حصار بنائی ہے ایک دانتوں کے حصار ہے دوسرا فم کے حصار ہے فم کی حرکت اختیاری ہے لسان کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے اللہ نے آنکھ کو بچانے کے لئے ایک حصار بنایا ہے وہ پلکیں ہیں آنکھ کے لئے بنایا کان کو نہیں بنایا کان کو کھلا چھوڑا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زبان کی اہمیت بہت خطیر ہے بڑا مقام ہے زبان کا فم کے اندر ہونے کی مثال دل کی مثال ہے جو صدر میں ہوتا ہے دل سینے میں ہوتا ہے لسان فم کے اندر ہوتی ہے آفات کلام آفات نظر سے زیادہ ہے اسی آفات نظر آفات سمع سے زیادہ ہے تو سب سے زیادہ آفات کے لئے دو حصار بنایا ہے متوسط کے لئے ایک بنایا جو سب سے کم ہے اس لئے حصار نہیں رکھا آزاد چھوڑا ہے فم کی خصوصیات میں سے وہ ہے جو زیادہ رطوبت والے ہیں رطوبت اس میں ختم نہیں ہوتا کڑوا نہیں ہوتا جس طرح کان کی رطوبت ہوتا ہے یہ بہت کڑوا ہوتا ہے نہ گندا ہوتا ہے ناک کی رطوبت کی طرح وہ گندہ ہوتا ہے زبان کی رطوبت شیریں میٹھا ہے اس کی حکمت یہ ہے طعام شراب یہاں سے خلط ہو کے جاتا ہے کھانے کی چیزیں اندر اس پانی سے امتزاج ہوتا ہے مخلوط ہوتا ہے اگر یہ پانی نہ ہوتے تو انسان کو لذت نہ ہوتے جب لذت نہ ہو تو کھانا نہیں کھاتے کھانا نہیں کھائیں گے تو ختم ہو جائے گی بہت سے کھانے کھانا نہیں بنتا جب تک اس کو پکایا نہ جائے اس لئے یہاں اللہ نے کٹائی کا بندوبست کیا ہے الگ الگ کرنے کا کوٹنے کا قطع آگے کی دانت کرتا ہے۔

نظام کونی میں پانی کا مقام

فلاسفہ قدیم یونانیوں کا کہنا تھا کائنات کی برگشت چار عناصر پر ہوتا ہے ا۔اس میں ایک عنصر پانی ہے قرآن کریم میں سورہ آنبیاء آیت ۳۱ میں آیا ہے (آیت کولکھنا ہے) پانی سے ہر چیز حیات میں ہے ۔

پانی جس سے ہم زندہ ہیں اس کا نسب

ہر چیز کا ایک برگشت ہوتی آخر میں وہ اس کی طرف برگشت کرتا ہے عناصر ترکیبی میں پانی جو حیوانات نباتات انسانوں کے لئے ناگزیر ہے اس کے لئے بھی عناصر ترکیبی تاریخ پیدائش منشأ اصلی جاننا بھی ضروری ہے سورہ مبارکہ انبیاء میں اللہ نے فرمایا ہے کہ پانی سے ہر چیز زندہ ہے سورہ مؤمنون آیت ۱۸ میں آیا ہے پانی کو اللہ نے آسمان سے ایک مقدار میں نازل کیا ہے اور اس کو استقرار دیا ہے اور ہم اس کو اٹھا بھی سکتے ہیں سورہ نازعات آیت :۳۱،۳۰ میں آیا ہے اللہ نے پانی کو زمین سے نکالا ہے اس آیت سے استفادہ ہوتا ہے روئے زمین میں موجود پانی کسی اور جگہ سے نہیں آیا ہے بلکہ اسی زمین سے نکالا ہے جب زمین سورج کے ساتھ جڑی ہوئی تھی زمین سورج سے الگ ہوگئی تھی تو اس وقت بھی اس پر پانی نہیں تھا پانی زمین پے بعد میں آیا ہے لیکن یہ زمین سے پانی کیسے نکالا ہے آیت سے استفادہ ہوتا ہے اللہ نے پانی کو اس زمین سے خلق کیا ہے اس بارے میں فرماتا ہے اللہ نے ہوا بھیجی ہوا سے پانی کے قطرات اوپر گئے اور اس کو بادل کی سواری پے سوار کر کے مردہ زمین کی طرف بھیجا اور اس میں زندہ کیا سورہ فطر آیت :۹ سورہ روم آیت :۴۸ سورہ نور آیت :۳۴ سورہ حجر آیت ۲۲ سورہ جاثیہ آیت :۵ سورہ اعراف آیت ۵۷ جب سورج کی تپش سے پانی کے ذرات اُوپر کھینچتا ہے اس سے بادل بنتا ہے بادلوں کی دو قسمیں ہیں طبقی ہے ۲ رکامی ہے ادھر سے زمین سے چند سینٹی میٹر بلند ہوتی ہے تو طبقہ بنتی ہے منطقہ حار بنتی گرم اس سے چند میٹر اپر جائیں تو بادل بنتے ہیں۔

لہٰذا پانی کے بارے میں تفصیل سے گفتگو کرنے لکھنے کی ضرورت ہے سب سے پہلے یہ سوال پیش آتاہ بعض آیات میں آیا ہے پانی کو زمین سے نکالا ہے جیسا کہ سورہ زاریات میں آیا ہے (آیت لکھنا ہے) اخرج منھا ،ومرعاھا، دوسری آیت میں آیا ہے (آیتلکھنا ہے) انزل من السماء ماء پانی کو اللہ نے آسمان سے برسایا ہے لہٰذا پانی کی حقیقت اور انسانی زندگی بلکہ کائناتی زندگی پانی پر موقوف ہے پانی کی حقیقت جاننے کی ضرورت ہے۔ جہاں ہر چیز پانی سے بنی ہے خود پانی کس چیز سے بنا ہے۔

پانی کی تین حالتیں ہیں ان تین حالات سے خالی نہیں ہے:

۱۔ پانی گرم حرارت میں ہے۔

۲۔ پانی ٹھنڈا برودت میں ہے۔

۳۔ پانی سلوجیت میں ہے جمے ہوئے برف ہے یہ تین حالات ہیں پانی ان تین حالات گردش میں رہتی ہے اگر پانی

میں درجہ حرارت سوتک پہنچے تو یہ پانی بخار بن جاتا ہے اور اس بخار سے بادل بن جاتا ہے اور یہ آگے جاکے موسم سرما میں برف کی صورت میں گر جاتا ہے یہ پانی آگے جاکے نباتات کو سقی و سیراب کرتے ہیں نہروں میں چلتا ہے چشموں میں جمع ہوتا ہے اگر اس کی حرارت گر کر صفر تک پہنچ جائے تو یہ برف بن جاتا ہے اور پہاڑوں کے اوپر جم جاتا ہے اور اس پہاڑ کے نیچے ذخیرہ ہوتا ہے یہ پانی بہتا ہے سال بھر اپنی گزرگاہوں سے گزرتے گزرتے آبادیوں میں پہنچتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا اگر یہ گرمی میں بخار بن جائے تو انسان کے فائدے میں نہیں اگر گر کے صفر ہو جائے تو بھی فایدہ نہیں فایدہ صرف اس حالت میں ہے کہ نہ گرمی سو درجے پر پہنچے نہ صفر پر پہنچے درمیانی حالت میں وہ بہتا ہے یہاں سے ذی حیات کے حیات بن جاتا ہے پانی کی طبیعت یہ ہے کہ حرارت کے ذریعے اس کے ذرات اوپر جائیں گے بخار کی شکل اختیار کرتے ہیں یا وہ حرارت گر کے منجمد ہو جاتے ہیں ذرّات ایک دوسرے کے ساتھ ثقیل ہو جاتا ہے زمین کے اندر جاتے ہیں پانی برف کی صورت میں زیادہ تر قطب شمالی میں ہوتا ہے سورج کی گرمیوں سے وہاں سے یہ برف پگلتا ہے اور اپنے قریب جگہوں پے جاکے گرتا ہے اور بعض جنوری فروری میں وہ اپنے قریب جگہوں پے گرتا ہے۔

دلائل ربوبی

نعمت خلق کے بعد نعمت حیات و بقاء اسی پانی ہے اس پانی کے بارے میں اللہ فرماتا ہے سورہ واقعہ آیت: ۶۸﴿افریتم الماء الّذی تشربون﴾ ۶۹﴿ئ نتما نزلتموہ من المزن أم نحن المنز لون﴾ یہ جو کچھ گھونٹ پانی جو تم پیتے ہو تم برستے ہو یا ہم برساتے ہیں اللہ نے فرمایا یہ مزن سے تم برساتے ہو یا ہم اس کا مطلب یہ ہے کہ پانی اوپر سے آتا ہے تو یہاں یہ سوال آتا ہے واقعا پانی اوپر سے آتا ہے یا پانی نیچے سے اوپر جاتا ہے پانی نیچے اوپر جاکے پھر نیچے آتا ہے یا پھر پانی اپر ہی ہے اور نیچے آتا ہے مشاھدتی ،نظریاتی ،قرآنی یہ ہے کہ پانی اپر سے آتا ہے اس کی دو دلیل ہے ہوالّذی انزل من السماء ماء وہ ذات جس نے آسمان سے پانی برسایا ہے۔

۲۔دوسرا سورہ واقعہ میں المزنی کہا ہے اس کا مطلب پانی اپر سے آتا ہے یہ پانی جو اپر سے آتا ہے ہم تو نیچے والے پانی پیتے ہیں یہ پانی کہاں کہاں ذخیرہ ہوتا ہے؟ کہتے ہیں پانی ہر روئے زمیں پر موجود ذی حیات حیوانات چرند پرند یہ سب کے لئے غزی سے اہم ہے یہ ایکسپورٹ مال کی طرح نہیں ہونا چاہیئے جو تین دن میں ختم ہو لہذا اس زمین میں تین تھائی پانی ہے ایک تھائی زمین ہے بعض نے کہا ہے دو تھائی پانی ہے اور ایک تھائی خشکی ہے اب یہ جو پانی اپر سے ہی آتا ہے یہ کہاں ذخیرہ ہوتا ہے؟ اس کی تقسیم بندی کیا ہے؟

۱۔جو پانی زمین کے اپر ہے وہ سورج لگتے ہی بخار بن کے پھر ایک حصہ اپر جاتا ہے

۲۔دوسرا حصہ جو زمین کے اندر مٹی کے اندر گیا ہے وہ سبزی جات کی جڑوں کو جاتا ہے

۳۔اس سے نیچے جاتا ہے وہاں ذخیرہ ہوتا ہے وہ کبھی اسے کھود کے نکالتے ہیں کنویں کی شکل میں آپ کے لئے ذخیرہ

ہوتا ہے کسی جگہ پھوٹ کے چشمے بنتا ہے۔

۴۔ پہاڑوں کے اُپر ہوتا ہے وہ برف کی شکل بنتا ہے جب سورج کی تپش پڑتی ہے تو وہ گل کے نیچے آتا ہے وہ انسانوں کے استعمال میں آتا ہے آبیاری کیلئے حوضوں میں جمع ہوتا ہے باقی بچ جاتا ہے وہ کہاں جاتا ہے؟ وہ سمندر میں جاتا ہے

۵۔ پانی ٹھوس زمین میں بھی جاتا ہے جیسے پہاڑوں میں بہت گہرائی پتھروں کے نیچے پانی جاتا ہے وہاں ذخیرہ ہوتا ہے وہاں سے کسی جگہ سے پھوٹ پڑتا ہے، سب سے پانی جو بچ جاتا ہے وہ سمندر میں جاتا ہے سمندر میں کس کے فائدے میں ہوتا ہے سمندر میں ایک تو وہاں موجود حیوانات کے لئے ہوتا ہے اس کے اپر کا جو حصہ ہے وہ پھر بخار بن جاتا ہے پھر ہوا میں اپر اٹھ جاتا ہے کہتے ہیں ۱۴۱ ملیون مربع میل کہتا ہے زمین پر پانی پھیلا ہوا ہے اس ۱۴۱ ملیون میں سے ۳۶۰ ملیون ہر گھنٹے میں پانی بنتے ہیں یہاں سے جو بخار نکلتا ہے وہ کیا ہوتا ہے؟ وہ بادل ہوتا ہے بادل بہت پانی جیسا ہوتا ہے ایک قطرہ اتنا چھوٹا ہوتا ہے ایک سو ملی لیٹر کا سواں حصہ بنتا ہے یہ گرم ہوا میں جاتا ہے جب گرم ہوا میں پہنچا ہے تو پانی بنتا ہے تو وہ پانی ہوا پے سوار ہو کر کسی اور جگہ جاتا ہے یہاں سے کہتے ہیں تین دن بعد بارش ہونگے یعنی بادل کی رفتار کے مطابق کہتے ہیں پھر وہاں قطرات کی صورت میں جمع ہوتا ہے پھر بادل کی شکل میں نیچے آتا ہے یہ جو اپر ہوتا ہے زمین پے جو گرتا ہے جلد ہی ہوا میں جاتا ہے جوں ہی بادل چھٹ جاتا ہے سورج نکلتے ہی دھن کی شکل میں اُپر جاتا ہے۔

۶۔ غمات میں نیچے چلا جاتا ہے وہ نباتات کے لئے جاتا ہے جو دقائق میں جاتا ہے وہ ذخیرہ بنتا ہے جو سالوں میں جاتا ہے وہ سخت پہاڑوں میں جاتا ہے وہاں ایک ذخیرہ بنتا ہے جب یہاں ذخیرہ بنتا ہے تو کبھی پھوٹ کے چشمے بنتے ہیں ﴿الم تر انّ اللہ انزل من السماءِ ماءً فسلکہ ینابیع فی الارض﴾ سورہ زمر آیت ۲۱ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے آسمان سے جو پانی برسایا وہ زمین کے راستوں میں چلایا ہے چشموں میں بنایا ہے گیس مائع پانی بننے سے پہلے دو مائع چیزیں ہیں جیسے آکسیجن ہیڈروجن۔

کتاب تکوینی کا ایک زخیم جلد پانی ہے جس سے کائنات کی ہر ذی حیات ہے پانی کے مفردات کیا ہیں جیسے پانی تکون پاتے ہیں پانی کیسے تکون پاتے ہیں حیات کے مفردات یہ ہیں۔

۱۔ سحاب ہے (بادل) ۲۔ متراکم ۳۔ رکام ۴۔ ودق ۵ مطر

ودق ایک بخار مانند ہے جو بارش کے خلال سے نکلتا ہے جیسا کہ سورہ نور آیت ۴۳ میں آیا ہے جب فضا صاف ہو جائے تو اس میں ایک دھند پاتا ہے اسے ودق نمی بھی کہتا ہے

رکام مفردات ص ۲۲۹ رکام سحاب مرکوم رکام ایک چیز دوسرے چیز پر رکھنے کو کہتے ہیں ثم یجعلہ رکام رکام ریت کو بھی کہتے ہیں

زج (یزجی) زجاج حجر شفاف صاف چمکدار پتھر اسی سے شیشہ کو زجاج کہتے ہیں سورہ نور آیت: ۳۵ زجاج ایک

لوھا ہے جو نیزے کے آخر میں لگاتے ہیں یہاں سے طعن کسی کو دھکہ دینا آگے کرنے کو زج کہتے ہیں۔

دریاوں میں موجود مچھلی ہے، علماء باحثین نے عجائب وغرائب مخلوقات میں سے مچھلی کو قرار دیا ہے۔

مچھلی کے دو نام ہیں۔

۱۔نون ہے، سورہ انبیاء آیت: ۸۲ میں آیا ہے ذنون اذ ذھب مغاذ با سورہ قلم آیت: ۴۸

۲۔سورہ صافات ۱۴۲

سورہ اعراف آیت ۱۶۳

جبکہ سمک جو ہے وہ قرآن میں نہیں آیا ہے قرآن میں جو حدت آیا ہے وہ بلندی کے معنی میں آیا ہے اسی لئے آسمان کو سموکات کہتے ہیں۔

کتاب سبعون برھانا کتاب خلیفہ کی ص ۳۰۱ پر لکھا ہے جس طرح پرندے ہوا میں فضاء کو چیر کر آگے بڑھتے ہیں اس کے لئے محکمہ جہاز رانی سے پوچھیں یہ جہاز جو فضاء کے دباؤ کو چیر کے آگے بڑھنے کے لئے کتنی طاقت استعمال کرتا ہے اب یہاں سے دیکھنے کے بعد اندر دریا دیکھیں ہوا صاف ہے اس وقت جہاز کیسے جاتا ہے ایک دفعہ ہوا آلودہ ہے اس وقت کیسے جاتا ہے، پانی کی کثافت حجم ثقل غلاظت، تحقیق کرنے والوں کا کہنا ہے ہوا اسکی غلاظت کے آٹھ سو برابر غلاظت پانی میں ہے۔

اس میں مچھلی ایک گھنٹے میں کتنی مسافت طے کرتی ہے، کتنی مسافت طے کر کے پانی کی تہ سے سطح پر آتی ہے اور کتنی رفتار میں اُوپر سے تہ تک جاتی ہے، حیرت انگیز محیّر العقول ہیں مچھلیاں، آپ ایک پتھر دریا میں پھینک دیں تو دریا تیزی سے نیچے لے جاتا ہے، پانی کی اتنی غلاظت ہوتے ہوئے پتھر کو کس حد تک اپنی طرف کھینچتا ہے، اس کو قوت جاذبہ کہتے ہیں ایک پتھر ایک پاؤ یا ایک کلو کے پتھر لے لیں نیچے جلدی سے کھینچتا ہے، اس کو پکڑنا مشکل ہوتا ہے، جبکہ ایک من یا ٹن والی مچھلی آسانی سے پانی کے اُپر تیرتی ہے، پانی اس کو نیچے نہیں کھینچتا ہے، یعنی پانی کی کشش کو مچھلی نے روک دی ہے، اس کو مجال نہیں کہ مچھلی کو اپنی تہ تک کھینچ لے، یہ اس بات کی دلیل ہے، مچھلی میں قوت تحفظ کتنا ہے غیر مؤثر ہونے میں۔

پانی عظیم نعمت رب:

اللہ سبحانہ نے آیات کثیرہ میں انسان کو دی گئی نعمتوں کو یاد دلایا ہے ان نعمتوں میں سے ایک نعمت پانی ہے ایک آیت میں اللہ نے فرمایا ہے اگر یہ پانی زمین پی لے زمین کے اندر جذب جائے تو تمہیں پانی کون دے گا؟ (آیت لگانی ہے) یہ پانی ہر ذی حیات کے لئے ضروری وناگزیر ہے تو انسان کو سوچنا چاہیئے عقل کا تقاضا ہے کہ وہ سوچیں کہ یہ پانی کہاں سے آتا ہے اس کی منشا کیا ہے ظاہری طور پر تو انسان کہ سکتا ہے پہاڑوں سے آتا ہے چشموں سے آتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہاڑوں میں کس نے رکھا ہے قرآن کریم میں پانی کی برگشت آسمان کو بتایا ہے ۲۰ آیات میں اللہ نے فرمایا ہے کہ

آسمان سے پانے نازل کیا ہے کلمہ ماءانسان کے پاس معروف ہوتے ہوئے اللہ نے اس کو نکرہ لایا ہے پھر سوال آتا ہے جگہ تو آسمان سے آئی ہے لیکن آسمان سے کہاں سے آیا ہے یہ کس سے؟ کس مادے سے بنا ہے؟ یہ بھی ایک مائکروب ہے کتاب سبعون برھاناص ۲۷۱ میں ایک عنوان معنون کیا ہے ہوا، بادل، اور بارش۔ ہوا اور بادل کی درمیاں سے بارش برستی ہے۔

براہین الوہیت وربوبیت:

اللہ سبحانہ نے اپنی الوھیت کو ربوبیت سے ثابت کیا ہے یعنی یہ جو نعمت انسان کو مل رہی ہے وہ کتنی بڑی نعمت ہے اگر یہ نعمتیں نہ ہوتیں تو انسان کا جینا ناممکن ہوتا لہٰذا جس ذات نے انھیں ان نعمتوں سے نوازا ہے وہی ذات تنہاء الوہیت کے لئے سزاوار ہے اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں ایسی نعمتوں کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کلمہ اُریتَ ،اُرائیتم لایا ہے یہ نعمت ایک نعمت آشکار ہے جاھل انپڑھ سے لیکر عالم دانشور اسکالر نوابع عصر قدیم عصر جدید سب کے لئے قابل دید ہے۔

الوہیت وربوبیت:

کائنات کا خالق مالک ورازق بھی وہی ہے ساتھ ہی وہ ایک ہے دو نہیں ہر قسم کی دوئیت شرکت اس میں ممکن نہیں قرآن کریم میں اثبات وجود باری تعالٰی کے علاوہ اس کی وحدانیت پر بھی دلیل ہے اللہ کی وحدانت پے قائم دلائل میں ایک دلیل نظام ہے منکرین وجود باری تعالٰی کے سامنے دو سوال ہیں، دو سوالوں میں سے ایک سوال ناگزیر ہے ایک کو انتخاب کرے۔

چار صفات دلیل ہیں کہ کائنات ازلی نہیں ہے کائنات کی جس چیز کو بھی دیکھیں تو وہ حرکت میں ہے کائنات کی کوئی چیز سکون میں نہیں ہے یہ حرکت میں ہے اس کے دو تصور ہیں ایک ذاتی حرکت دوسری حرکت طابعی ہے ذاتی حرکت وہ ہے کہ آپ خود چل رہے ہیں حرکت طبعی آپ گاڑی میں سفر کررہے ہیں گاڑی چل رہی ہے سبزہ وحرکت میں ہے پتہ حرکت میں ہے شجر حرکت میں ہے زمین حرکت میں ہے نہیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ دن رات کیسے بنے؟ دن رات کا بننا ثابت کرتا ہے کہ زمین حرکت میں ہے حرکت کے لئے محرک کی ضرورت ہے اسی نے اس کو حرکت میں لایا ہے

۲۔ترکیب کائنات ہے کہ ہر چیز مرکب ہے آپ جو کھانا کھاتے ہیں وہ مرکب ہے آپ کا اندام مرکب ہے خون ہے گوشت سے پانی ، پانی دو مرکب ہر مرکب کیلئے ایک مرکب چاہئے۔

۳۔زمان ہے کائنات کی ہر چیز ایک زمان میں ہے تو کائنات کی ہر چیز زمانی ہے تو اسے کہتے ہیں زمانیہ یعنی زمان سے خالی نہیں زمان کس چیز سے بنتا ہے ایک چیز اصلی ہوتی ہے اور ایک جس کو اعتباری کہتے ہیں یعنی اعتباری اس کے وجود سے ہیں جب زمین اپنے گرد گردش کرتی ہے تو زمان پیدا ہوتا ہے تو اس کو زمان کہتے ہیں زمان کا ہر سکنڈ حادث ہے

پہلےنہیں تھےابھی آیاہے،

۴۔چوتھی چیز حادث ہےیعنی پہلےنہیں تھاابھی ہےتو قرآن میں جتنےبھی الوھیت کےثبات کے لئے دلائل دیئے ہیں یہ سب انہی چار کی طرف برگشت کرتے ہیں ۔

نبوت وسیلہ بین خالق ومخلوق :

بشر بدون وصل بخالق ایک انسان ضال وگمراہ دروسط صحراء غیر معلوم الانتہاء ہے لذا خلق کثیر من لدن اوم الیٰ یومنا ھذا جادہ انحراف وضال پر گامزن ہے بلکہ وہ سعدادیان کے خلاف نبرد آزمائی برابر ہے اس رابطہ کا نام نبی ہے یعنی اللہ کی طرف سے خبر دینے والا جب یہ لوگوں تک پیغام رسائی کرتا ہے اس وقت اس کو رسول کہتے ہیں حاضر کتاب نبوت و رسالت آیات قرآنی کے تناطر میں بحث کریں۔

اصل سوئم یا دوئم اسلام ایمان بنبوت ورسالت حضرت محمد ہے ایمان بنبوت ورسالت کے تین باب ہیں اول باب نیاز بشر نبوت ورسالت ہیں

۲۔ایمان بشخص حضرت محمد

۳۔ختم نبوت ورسالت حضرت محمد۔آپ کی نبوت ورسالت کے بعد کوئی اور نبی یا رسول نہیں آئے گا اما بحث اول کہ انسان محتاج نبوت ورسالت ہے انسان کی انفرادی اجتماعی زندگی ایک ایسے نظام حیات کی محتاج مند ہے جو بشر کو غلط کار یوں طغیان عبث جیسی حرکتوں سیباز رکھیں اس میں جائے شک نہیں انسان طاغی سرکش ہیں اپنے ہم نوع پے ظلم وتعدی کرتے ہیں دوسروں کی کمائی خود کھاتے ہیں دوسروں کو اپنے جینے کے لئے تسخیر کرتے ہیں اس حوالے سے انسان درندہ صفت بہیمت اس میں نمایاں نظر آتی ہے۔

بشر اپنی طرف سے از خود نظام رہبر نہیں بنا سکتے لہٰذا تاریخ شاہد وگواہ ہے جہاں کہیں بشر اپنی طاقت وقوت کے بل بوتے پر مسلط ہوا ہو یا عوام کا منتخب ہوا نھوں نے خوش گزاری کے لئے اپنی قوم وملت کو بدترین استحصال کیا ہے دنیا کے گوشے و کنار پے نظر دوڑانے کی ضرورت نہیں پی پی،اور مسلم لیگ کی حکومت نے ابتک کتنی دولت بنائی ہے اھل پاکستان کے سامنے نقش بر دیوار جیسا ہے لہٰذا بشر اپنی خلقت وفطرت میں ایک ایسے بشر جوان شقاوتوں کثافتوں سے پاک ہوگا نیاز مند ہے۔

۲۔اللہ سبحانہ نے چندیں آیت میں فرمایا ہے ہم عابث نہیں (آیت لگانی ہے) ہم لاعب نہیں (آیت لگانی ہے) یا ہم نے بشر کو بطور عبث خلق نہیں کیا ہے مھمل نہیں چھوڑا ہے (آیت) انسان کو ایک اعلیٰ وارفع ھدف غایت کے لئے خلق کیا ہے انسان کو آگاہ متنبہ کرنے کیلیے وہ اعلیٰ وارفع غرض غایت کے لئے خلق ہوا ہے اس کی رہنمائی بطور مستقیم ممکن نہیں

کیونکہ اللہ سبحانہ کی ذات جسمانیات میں تبدیل نہیں ہوسکتی ہے انسان کی ھدایت ملک سے نہیں ہوسکتی تھی چونکہ طبع بشر طبع ملک دو مختلف طبیعت ہیں۔

بشر ملک کی تأسی نہیں کرسکتے ہیں' کیونکہ شہوانیات سے پاک ہیں بشر شہوانیات کے حامل ہیں لہٰذا اللہ نے فرمایا اگر ملک بھیجتے تو ملک کو انسان بنا کے بھیجتے یہاں سے واضح ہوگیا کہ انسان کی ہدایت ایک ایسے انسان سے ہونا چاہئے جو انسان کو سعادت کی زندگی گزارنے شقاوت و کثافت سے رہائی دے سکے وہ ایک ایسے بشر کی نیازمند ہے جو خود جیسا خرابیوں برائیوں کے حامل نہ ہو اللہ سبحانہ کی وحی کو حمل کرنے کی صلاحت اہلیت رکھتا ہو اس ہستی کو نبی کہتا ہے چونکہ اللہ سے خبر لیتا ہے اس کو رسول کہتا ہے چونکہ اللہ سے پیغام لاتا ہے لہٰذا اللہ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے اللہ کسی بشر سے بات نہیں کرتے مگر بتوسط ذرائع دیوار درخت یا ملک کے بشر کے لئے بھی ممکن نہیں کہ وہ اللہ سے بات کرے اللہ سے بطور مستقیم ھدایت لے لیں یہ بشر جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنی قوم کی ھدایت و رہنمائی کے لئے منتخب کیا ہے سب سے پہلے اس کی ذمہ داری دو چیزیں ہیں۔

ا۔ وہ اپنا صلہ ربط اللہ سے ہونا ثابت کرے نہ ماننے والوں کو مطمئن کرے۔

۲۔ ان کو مبداء و معاد کا اعتراف کروائے تم ایک مبداء سے وابستہ ہو وہ تمھارا حقیقی مالک ہے تمہارے نفع نقصان کا مالک ہے تم اس کے قبضہ قدرت میں ہو تم اس کی سلطنت سے فرار نہیں کرسکتے ہو، لوگوں کا دعوت انبیاء کو رد کرنے کی وجوھات اور طریقہ کار عام طور پر غیب گوئی کے خلاف نہیں ہے غیب گوئیوں کا وہ استقبال کرتے تھے چنانچہ عصر جاہلیت سے عصر علم وترقی تک کاھن عامل فال استخارہ کرنے والوں کا استقبال ہو رہا ہے لوگ ان کے گرویدہ ہیں۔

عام طور پر انسان آزاد بے لجام آزاد چھوڑنے والوں کا حامی ہوتا ہے مسلمانوں میں جو فرقوں کو فروغ ملا ہے وہ اسی دروازے سے ملا ہے بہت سے لوگوں نے کہا ہے اللہ ہم میں حلول ہوا ہے ہم تمھیں آزادی دیتے ہیں جو کچھ کرنا ہے کرو فرقہ اسماعیلیہ کے کثیف سیاہ بدنام چہرے کے حامل دنیا میں کھیل رہے ہیں اس لئے وہ لوگوں کو بے لجام چھوڑتے ہیں اباحہ محرمات ترک واجبات کی دعوت دیتے ہیں لہٰذا وہ اپنے پسند مالک کو انتخاب کرتے ہیں انبیاء کی دعوت کا مرکز یہ تھا کہ انسان کو کچھ حد تک اپنی مصلحت میں دوسروں کی مصلحت کا بھی خیال رہے یہاں سے وہ انبیاء کے مخالف ہوگئے لیکن انبیاء کی مخالفت کا آغاز کس نکتے سے کیا۔

ا۔ کہا یہ بشر ہے بشر بشر پے کنٹرول نہیں کرسکتا ہے سب سے پہلا حربہ خط سرخ یہ ہے جس نے طاقت سے انبیاء کو روکا ہے وہ عوامی جزبات سے کھیلا ہے جس طرح آج کہتا ہے فلان کا کیا کہنا ہم مانتے نہیں، مگر اس نے اپنی حد سے تجاوز کیا ہے ، بشر اللہ کا نمایندہ نہیں ہوسکتا اللہ کی طرف سے آنے والا فلک نشین ہوتا ہے یعنی ملک ہوتا ہے، وہ جانتے ہیں کہ وہ ملک کو کہیں دیکھ سکتے ہیں نہ ملک آسکتا ہے، وہ صرف ایمان کو رد کرنے کے لئے بشر کو بہانا بنایا ہے (الّا بشر والی تمام آیت کو

لگانا ہے)

بشر کے لئے بشر ہی مبعوث کریں گے بشر کی هدایت غیر بشر سے ممکن نہیں کیونکہ جن وملک انسان کے لئے نمونہ نہیں بن سکتا بشر کے هادی وہی ہوگا جو تمام صفات خصوصیات میں خود انسان جیسا ہوتا کہ اس کیلئے نمونہ تأسی ہو جائے یہ ایک طرف سے انسان بحثیت انسان خطا لغزش نسیان بھول جیسے عوارض کا حامل ہے اس میں دوسرے انسانوں کے ساتھ اشتراک ہونے کی صورت میں وہ ایک جیسا ہے' دوسری طرف سے اللہ سے وصل ہدایت اپنا نہیں اللہ سے لیتا ہے وہ خطاء لغزشوں نہ ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔

تاریخ میں دعوت انبیاء کو روکنے کی ایک منطق انبیاء کا بشر ہونا قرار دیا کہ تم لوگ ہم جیسا بشر ہے اللہ ہماری هدایت کے لئے ہم جیسا بشر نہیں بھیجتے سورہ مائدہ آیت:۱۸ سورہ ابراہیم آیت:۱۰ سورہ مؤمنون آیت:۲۴، ۳۳ سورہ شوریٰ آیت ۱۵، ۱۸۶ سورہ یٰسین آیت:۱۵ سورہ انعام آیت:۹۱ اس بات کی برگشت ابلیس کو جاتی ہے جہاں ابلیس نے کہا تھا میں بشر کے سامنے نہیں جھکوں گا سورہ حجر آیت:۳۳ سورہ ھود آیت:۲۷ سورہ اسراء آیت:۹۴ سورہ مؤمنین آیت:۲۴ سورہ تغابن آیت:۶

تمام آیات میں دعوت انبیاء کو روکنے کے لئے بنیادی وجہ بشریت کو قرار دیا ہے اگر یہ بشر نہ ہوتے تو ہم مانتے،

۲۔انبیاء سے ایسی علامت نشانی کو طلب کیا جو نبوت سے تعلق نہیں رکھتے ہیں ایسے معجزہ طلب کئے جس پر اللہ نے نبی سے کھلوایا گا مسترد کرتے ہوئے کھلوایا ہم تم جیسے بشر ہیں سورہ ابراھیم آیت:۱۱ سورہ کھف آیت:۱۱۰ سورہ انبیاء آیت:۳۳ سورہ فصلت آیت:۶

۳۔لوگوں نے کہا انبیا بشر ہیں اور انبیاء نے بھی کہا کہ ہم بشر ہیں تو مطلب یہ نکلا مدعی نبوت ورسالت اور مسترد کرنے والے دونوں بشر ہیں لہٰذا کامیابی اورنا کامی بشریت ہی کی بنیاد پر ہونگی لہٰذا کوئی بھی شخص مسلمان دعوت اسلام میں سستی کاھلی، حیلہ بہانہ پیش نہیں کر سکتے کہ وہ تو نبی تھے ہم بشر ہیں ان میں اور ہم میں موازنہ نہیں ہے، مقائسہ نہیں ہے بشر کی ہدایت کے لئے بشر ہی چاہیے لہٰذا نبی اور عام انسان میں اشتراک بشریت ہے امتیاز صرف ایک چیز میں ہے۔

انبیاء پر وحی ہوتی ہے تو وحی نبی کو استحکام دیتی ہے نبی اپنی جگہ مطمئن ہوتا ہے کہ میں غلط نہیں ہوں لیکن لوگوں سے مقابلہ کرنے میں یہ طاقطور نہیں لوگوں سے مقابلہ کرنے میں دوبدو ہیں ایک بشر دعوی کرتے ہیں دوسرا بشرا نہی کو رد کرتا ہے 'اگر یہاں بھی اللہ کی طرف ہی غلبہ دین ہوتو یہ جبر اکراہ ہوگا اگر وحی کا ہونا سبب کامیابیو کامرانی ہوتا تو پیغمبر مکہ میں رہے کسی سے مقابلہ نہیں کیا مقابلہ مثل ہر قسم کی اذیت کو برداشت کیا تنہا خود برداشت نہیں کیا بلکہ آپ پر ایمان لانے والوں نے بھی برداشت کیا۔

تاریخ میں ان پر بدترین سیاہ ترین شقاوت قساوت کے پہاڑ گرائے لیکن محمدؐ کی دعوت سے روگردانی نہیں کی، مصیبت

اذیت کے مقابل میں استقامت کے لئے یقین چاہئے محمدؐ کو اپنی وحی پر یقین تھا، ایمان لانے والوں کو محمدؐ کی صداقت پر یقین تھا، ہاں محمدؐ کو کامیابی ہونے ان پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے کم سے کم انسانوں کی ضرورت تھی بنیادی وجہ اللہ محمدؐ کی پشت پر تھے محمدؐ کو وعدہ دیا تھا آپ کو ہم دشمنوں سے بچائیں گے یعنی محمدؐ کو اللہ نے وعدہ نصر دیا تھا یہ وعدہ نصر جو اللہ نے محمد کو دیا تھا یہ وعدہ اللہ نے مؤمنین کو بھی دیا ہے سورہ غامر آیت:۵۱ سورہ حشر آیت:۱۱ سورہ بقرہ آیت ۲۱۴ سورہ آل عمران آیت:۱۲۶ سورہ انفال آیت:۱۰ سورہ صف آیت:۱۲ سورہ روم آیت:۵

نبوت ورسالت میں آخری دور دور حضرت محمدؐ خاتم انبیاء ہے قرآن کریم میں حضرت محمدؐ کی دعوت کو اُٹھانیوالوں کے لئے اللہ نے اس آیت کریمہ میں فرمایا ﴿ولکم فی رسول اللہ اُسوۃ حسنۃ﴾ تمھارے لئے دعوت میں حضرت محمدؐ بہترین نمونہ ہے لہٰذا ہر وہ شخص جو اسلام کو اُٹھانا چاہتے ہیں اس کو چاہئے قرآن ومحمدؐ دونوں کو اُٹھائیں قرآن اللہ کی رسالت ہے اور محمد اس کا عملی نمونہ ہے زمان ومکان بنیادی اساسی اصول مبانی پر اثر انداز نہیں ہوتا ہے اصول اصول رہتی ہے بنیاد بنیاد رہتا ہے افراد جدید حالات جدید اصولوں کو نہیں بدلتا ہے لہٰذا یہ دیکھنا ضروری ہے کہ محمدؐ نے اللہ کی طرف دعوت کب اور کیسے شروع کی تھی؟ اور کہاں پہنچایا؟ اس دور میں طور وطریقے کیسے رہے؟ کتب سیرت اور قرآن کریم کی آیات نے آپ کی دعوت کے ہر موڑ کو اٹھایا ہے۔

من جملہ ان آیات میں سے ایک سورہ مدثر کی آیت ہے حضرت محمدؐ کی دعوت کو قبول کرنے میں پہل کرنے والوں میں سب سے پہلے جن کا ذکر آتا ہے وہ خدیجہ ہے الکبریٰ آپ کی زوجہ باوفا وباصفا ہے حضرت خدیجہ بنت خویلد ہے اس کے علاوہ حضرت علی، اور زید بن حارثہ ہے گھر سے باہر ابوبکر عبداللہ بن عثمان کنیت ابوقحافہ ہے ان کے بعد بیرون خانہ دعوت پھیلانے والے ابوبکر ہیں جس نے عثمان بن عفان، زبیر بن عوام، عبدالرحمان بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، ابی عبیدہ بن جراح، ارقم بن ارقم کو دعوت دی جب افراد کی تعداد میں اضافہ ہوا دار ارقم بن ارقم خانہ اسلام بن گیا، اس گھر میں آنے جانے والوں کی حرکات تین سال کے بعد فاش ہوگئیں تو یہ آیت اتری سورہ حجر آیت:۹۴ فاصدع بما تؤمر۔

نبی کریم اس آیت کے اترنے کے بعد کوہ صفا پر گئے اور مکہ کے عشائر وقبائل کو نام لیکر پکارا یا صباحا کسی نے پوچھا کون آواز دے رہا ہے لوگوں نے کہا محمد آواز دے رہے ہیں یہاں سے لوگ جمع ہوئے پیغمبر نے لوگوں سے اقرار لیا کہ محمد سچے ہیں جھوٹ بولنے والے نہیں ہیں اگر وہ خبر دے رہے ہیں تو وہ خبر صادق ہوگی پیغمبر نے فرمایا اگر ہم تمہیں خبر دیں کہ ایک لشکر تمھارے اوپر حملہ کرنے والا ہے تو تصدیق کریں گے تو لوگوں نے کہا، ہم نے آپ کو کبھی جھوٹا نہیں پایا، تو فرمایا کہ میں دردناک عذاب کا نظارہ کر رہا ہوں تو پیغمبر نے اپنی نبوت کا اعلان فرمایا، یہاں سے آپ نے دعوت کا آغاز کیا تو مفاد پرستوں کے درمیان تصادم کا آغاز ہوا۔

بحث نبوت رسالت میں ایک اھم بحث دعوت اسلام ہے چونکہ اسلام ہی اللہ کا دین ہے اور تمام انبیاء لوگوں کو اسلام کی

طرف دعوت دینے کے لئے مبعوث ہوئے ہیں لہذا دعوت اسلام کے عزم وارادہ رکھنے والوں کو چاہئے دعوت اسلام کا مصدر وماٴخذ ونمونہ ہمارے نبی کریم اور آپ سے پہلے انبیاء کی دعوت کو سامنے رکھنا چاہئے چونکہ انبیائے گزشتہ کی دعوت اور ہمارے نبی کی دعوت میں کسی قسم کی دوئیت نہیں ہے حضرت کو بھی اللہ نے بار بار انبیاء گزشتہ کی سیرت وکردار سنائی ہے تمام انبیاء کی دعوت کا محور ایک ہے طریقہ اور ذرائع بھی ایک ہیں دین اسلام کی طرف دعوت دینے کا سلسلہ حضرت نوحؑ سے شروع ہوا حضرت نوح نے اپنی دعوت کا آغاز کہاں سے کیسے شروع کیا؟ حضرت نوحؑ کی دعوت اسلام کے بارے میں قرآن کریم میں ایک مکمل سورہ نوحؑ کے نام سے نازل ہوئی ہے تاہم سورہ اعراف آیت: ۵۹، ۱۵اور ۶۴، ۶۶ سے ۷۲ اور سورہ عنکبوت کی آیت: ۱۴ میں آیا ہے اسی طرح سورہ شعراء آیت: ۱۱۷ سے ۱۱۸ سورہ ھود آیت: ۳۶ سے ۴۸ تک نوح کی دعوت کا ذکر ہے ہمیں دیکھنا چاہئیکہ حضرت نوح نے اپنی دعوت میں بنیادی نکتہ مرکزی نکتہ کس کو اٹھایا ہے؟ سورہ اعراف کی آیت ۵۹ سے ۶۴ تک میں کہا ہے اعبدواللہ، اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے

۲۔ اگر تم اس اللہ کی عبودیت وبندگی میں نہیں آیں گے تو تمہیں عذاب دردناک کا سامنا ہوگا دیگر آیت میں آیا ہے الوہیت معبود کے لئے صرف وہ ذات مخصوص ہے وہ ذات سزاوار ہے جو اس کی عبادت سے سرپیچی کرنے منہ موڑنے والوں کے لئے دردناک سزا دے سکتا ہو لیکن یہ ضروری نہیں ہے سزا فی الفور دے دیں بروقت دے دیں فی الفور کون دیتا ہے؟ وہ دیتا ہے کہ مجرم ہاتھ سے نہ نکل جائے لھذا اللہ نے ان کو متنبہ کیا ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جن کو مہلت دی گئی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے عذاب وغیرہ کچھ بھی نہیں ہے مہلت سے فقدان عذاب نہیں نکلتا ہے مہلت سے اس کے قبضہ قدرت سے نہیں نکلتا ہے چنانچہ اللہ نے اس قوم کو عذاب آخرت سے پہلے عذاب دنیا کی گرفت میں لیا سورہ عنکبوت آیت: ۱۴ جہاں اللہ نے سورہ ہود آیت ۳۶ اور ۴۸ میں نوح کو حکم دیا کہ آپ کشتی بنائیں ہم آپ کی ھدایت کرتے ہیں رہنمائی کرتے ہیں پھر ان کی سفارش نہیں کرنا۔

یہاں تبلیغ دین کے لئے اعزام ہونے والوں کی مثال اگر سادہ سے سادہ قاعدہ تشبیہ سے استفادہ کرتے ہوئے عناصر چار گانہ تشہیر مکمل کر کے تشبیہ دیا جائے مدینہ رسول تاراج کرنے والے لشکر حصین بن نمیر جیسا ہے عام طور رفاتح کمانڈر تاراجی ہمیشہ اشقیاء جماعت کو اباحیہ عام دیتے ہیں جاتا ہے یہ جو جماعت یہاں سے روانہ ہوتے ہیں ممکن ہے یہاں کے حوزے کے لئے لحاظ افاضل ارشد منتخب والے ہو لیکن معلوم ہے قرآن اور سنت وسیرت حضرت محمد ہے بہرہ جاہل نادان ہی ہوتا ہے کیونکہ قرآن اور سنتا نکی نصاب میں نہیں ہوتا ہے اگر کہیں کوئی اندر سے باغی وطاغی ناخلف نکلے بھی یہاں پہنچنے کے بعد ان کے نمائندے انہیں کار شیاطین میں لگاتے ہیں ابھی تجربہ مسلسل یہی رہا ہے مجھے معلوم نہیں انہیں

جو حق زحمت دیا جاتا ہے مال اللہ سے دیا جاتا ہے یا مال شیاطین ہے یہاں تو کام شیاطین کے لئے کرنے کی ہدایت بتایا ہے۔

ہم جزءفرس قاطع سے کہتے ہیں لا یمیز و بین الغث والثمین ولا الشمال عن الیمین وحسب تعبیر القرآن الکریم لا یمیزون بین المومن والمنافق والخائن والا میں حسب تعبیر صادق ومصدق سر پرست اعلیٰ جامعہ علمیہ کراچی نے اپنے دفاعی بیان فرمایا تھا ہم یہاں سے جوانوں کے اذہان اسلام سے خالی نکالتے ہیں ہمارا چھٹی حس بتاتے ہیں جن کو بیلیغ کے لئے اعزام کرتی ہے ان کو ایک ہفتہ کے لئے تہران مجمع تشخیص مصلحت بھیجتا ہو گا وہاں ماہرین تشخیص مصلحت انہیں مصلحت شناسی کا درس دیتا ہو گا ان دروس کو یہاں مصلحت ساز کے ہدایت اور اپنی پرانی فرسودہ گیات سے معجون کر کے پیش کرتے ہیں اسلام کا بو کم بدبو زیادہ آتا ہے۔

انا محن انستبت بعلی بن ابی طالب واللہ اعلم بالواقع علمیۃ علی الصدقہ الصرافہ فاقول صراحہ وصداقہ انہ ما مس قرآن قرآن سے بالکل میں نہیں تھے سنت وسیرت حضرت محمد بالکل نہیں تھا تبلیغ سوشلیزم کمیونیزم مارکسیزم بھٹوایزم قادریزم آغائیزم ہی تھا لاغیر اگر فالتو کہیں وقت ملا تھا آپس کی چپقلش نورش سرکشی بدقوی ہی تھے۔

نسخ در قرآن

قرآن کریم میں آیت ناسخ ومنسوخ ہے یا نہیں یہ مسئلہ عرصے سے مورد اختلاف ونزاع رہا ہے اس بات پے اتفاق ہے قرآن کی تمام آیات منسوخ ہو جاتو یہ ممکن نہیں کل آیات منسوخ نہیں ہوتی کیونکہ قرآن ایک کتاب الٰہی ہے ابدی ہے اور معجزہ دائمی ہے لھذا وہ منسوخ نہیں ہوتی ہے لیکن بعض کی آیات سے بعض آیات کا نسخ اس بارے میں بعض نے کہا ہے یہ چند صورتیں بنتی ہیں آیات کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہو اب وہ آیات قرآن میں ہے نہ حکم کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔بعض نے اس کو بھی جائز قرار دیا ہے آمودی نے احکام قرآن جلد ۳ ص ۱۳۱ پر کہا ہے حکم باقی رہے تلاوت منسوخ ہو جائے یا تلاوت باقی رہے حکم منسوخ ہو جائے نسخ تلاوت اور حکم یہ دونوں ہے اس کے لئے عائشہ مروی روایت پیش کرتے ہیں محرم بننے کے لئے دس دفعہ دودھ پلانا تھا بعد میں آیا پانچ دفعہ دودھ پلانے سے محرم بنتا ہے اس آیت میں دس دفعہ رضاعیت والی آیت نہیں نہ حکم ہے پیغمبر کے بعد نسخ حکم نسخ تلاوت درست نہیں نسخ ت؛اوت بقائے حکم یا نسخ حکم یا بقائے تلاوت اس میں ابیہ بن کعبہ سے نقل ہوا سورہ سورہ احزاب سورہ نور کے برابر میں تھے تو سورہ نور میں ہے اگر شیخ شیخہ اگر زنا کرے تو ان کو سنگسار کرے یہ آیت منسوخ ہے حکم باقی ہے۔

دین اور مذھب

ا۔ دین اور مذھب دونوں ایک چیز ہے یا آپس میں اختلاف یا ایک دوسرے کی ضد ہے یا ان دونوں میں مختصر فرق یہ ہے دین نظام حیات جو اپنے سے مافوق آسمانی الٰہی کو کہتے ہیں جب کہ مذھب اس آئین کو کہتے ہیں خود انسانوں نے

اختلاف کیا ہے۔

۳۔دین آخرت کیلئے دنیوی زندگی چلانے کا اصول حیات ہے

۴۔انسان بغیر دین گزار نہیں سکتے

۵۔دین اگر انسانی زندگی کے لئے ضرورت وناگزیر ہے تو یہ کہاں سے ملے گا اور کون بناتے ہیں

۶۔دین بنانے والون کی کیا خصوصیات امتیازات ہونی چاہئے ایسے لوگوں کی پہچان کیسے ممکن ہے

۷دین کس حدتک انسانی زندگی کو سدھارنے میں کردارادا رکھتے ہیں

۸۔دیندار معاشرے اور بے دین معاشرے میں کیا فرق پڑتی ہے

مذھب

مذھب لغت میں مصدر میمی مادہ ذھب سے حاصل معنی کو کہتے ہیں اسم مکان یعنی جہاں سے جانا ہے اسم زمان جہاں سے جس وقت جانا ہے کتب لغت میں کلمہ ذھاب کے لئے متعدد اور کچھ معانی بیان کئے ہیں ذھب ذھابا ذھوبا مذھبا سب کے معنی مرہ ومضیٰ کیا ہے بعض نے ذھب کا معنی ذھب اثر زالہ وانمحیٰ یعنی زائل ہوگیا مٹ گیا ختم ہوگیا کبھی ذھب بہ اس کو ختم کیا گیا مٹایا قرآن کریم سورہ بقرہ آیت:۱۷میں آیا ہے ذھب نورھم ذھب کا معنی طریقہ معتقد رائے جس کی طرف انسان جاتا ہے یا اپناتا ہے عام طور پر ذھب جانے کو کو کہتے ہیں طریقہ کو کہتے ہیں کبھی اس کی تعریف حسن سے کرتا ہے مذھب حسن اچھے رائے کو کہتے ہیں دین میں اس کی اپنے رائے ہیں یا اس نے ایک مذھب یا رائے ابداع کی ہے ابتکار کی ہے ذھب اگر اس سے پہلے الف لام لگائے الذھب ہوجائے جیسا کہ سورہ فاطر:۳۴میں آیا مذھب مختلط یعنی چند افراد کی نظر کی کھچڑی یا کہتے ہیں مالہ مذھب معلوم نہیں اس کی کیا مذھب ہے متعدد غلط نظریات کے حامل ہے ہر ایک کی اپنی تعلیمی سرگرمیوں کے تحت مناسب رائے بناتے ہیں خلاصہ کلام انسانی زندگی کے لئے اصول انسانوں کے بنائے گئے اصول کو مذھب کہتا ہے

دین راغب اصفھانی نے لکھا ہے دنت الرجل: کے معنی قرض لینے،اخذتُ دینا میں نے اس سے ادھار دیں ہے ادنتہ کے معنی ہیں میں نے اسکو ادھار دار بنایا ہے یعنی قرض دیا۔ابوعبیدہ نے کہا ہے دنتُہ کے معنی اقرضتہ میں نے اسے قرضدار بنایا قرضدار اور مقروض کو مدین ومدیون کہا جاتا ہے مردتداین مداینہ اذا تداینتم سورہ بقرہ آیت:۲۸۵ یعنی دین کا معنی لینادینا سورہ نساء آیت:۱۱،۱۲ا دین کا معنی طاعت اور جزا کے آتے ہیں اور بطور استعارہ دین بمعنی شریعت بھی آتا ہے بہترین اطاعت وہ ہے جس نے اپنے ذات اطاعت کو اللہ کے لئے مخصوص کیا سورہ النساء۴۶،۱۷سورہ بقرہ آیت:۴۰ دیں سورہ آل عمران: آیت ۸۳،۸۵سورہ توبہ ۳۳،۲۹سورہ النساء ۱۲۵ ۔

لوہا:

براھین الوھیت وربوبیت میں سے ایک لوہا ہے قرآن میں ایک سورہ سورہ الحدید کے نام سے ہے اس سورے کی آیت ۲۵ میں اللہ نے فرمایا ہے لقدارسلنا (آیت لکھنا ہے) اللہ نے اس کلمے میں بعثت انبیاء وانزل کتب کے ساتھ انزل حدید کا ذکر کیا ہے یہاں یہ غور کرنے کی ضرورت ہے عناصر تکوینیات میں تکوینیات بہت ہیں ان میں سے ایک حدید ہے اللہ نے حدید کو انبیاء وکتب کے ساتھ ذکر کیا ہے یہ ردیف دقت طلب ہے اللہ نے کیوں حدید جو ایک مادہ ہے جامد فاقد شعور ہے اس کو شعور دلانے والے نبی ضمیر جنجوڑنے والے کتب کے ساتھ جوڑے ہیں یہ بات فی الحال اس کے بحث کی گنجائش نہیں یہاں صرف یہ دیکھنا ہے کہ کتاب ہے کیا؟ کتاب اعجاز علمی ص ۱۴۷ میں آیا ہے عناصر کونیات قدیم ادوار میں قدیم اولی میں سات عنصر ہوتے تھے قدیم زمانے میں سات عناصر معروف تھے کائنات میں ا۔ ذھب ۲۔ دضہ ۳۔ زیبق ۴۔ نحاس ۵۔ رساس ۶۔ حدید ۷۔ قصدیر

لیکن ان عناصر میں زیادہ طبیعت میں منتشر ہے انسب میں حدید کا حصہ ہے اوراس سے بننے والی مصنوعات متعدد خواص کے مالک ہے متعدد مختلف خاصیت کے حامل ہے حرارت شدت سے مقابلہ کرنے صدا بلاقبول مقناطیس جنگی اسلحہ بنانے میں سب سے موزوں تمام صنائع ثقیلہ خفیفہ حدید سے بنتا ہے تمدن وترقی کے ستون حدید ہے حدید جہاں اسلحہ مواد عمرانیات میں کردار ہے وہاں ذی حیات میں بھی حدید کا کردار ہے بہت سی مرکبات کی ترکیب میں مادہ حدید ہوتا ہے پروٹونیا میں بھی حدید ہوتا ہے حتیٰ مادہ حیاتیاتی میں بھی مادہ اساسخون کے ذرات میں بھی حدید ہوتا ہے حدید انسان کے کلیجے میں ہوتا ہے تھال کلی انسان میں اتنی مقدار لوہا کا ہونا ضروری ہے اگر اس مقدار سے کم ہوجائے انسان کے اندر لوہے کی جو مقدار ہے وہ کم ہوجائے تو بہت سی بیماری کا الحاق کا خطرہ ہے ان میں سے ایک خون کی کمی ہے الکٹرون میں پروٹون میں ۲۶ الکٹرون ہوتا ہے قرآن جب نازل ہوا تو حدید پہلے موجود تھا حدید چل رہا تھا وسیع پیمانے پر تلوار نیزے زرہ سپر غرض دیگر سامان جنگ تیشہ زراعتی سامانیہ ایک کثیر عام الفائدہ ہے اگر اللہ اسی سے اپنی کتابکا ایک سورہ موسوم کرے تو نامناسب نہیں ہے حدید میں وہ طاقت وقدرت اور ساتھ ہی وہ فوائد ہے اللہ نے فرمایا وانزلنا الحدید اب مفسرین کو یہ سمجھ میں نہیں آیا ان کی عقل قبول نہیں کیا چونکہ حدید زمین مین ہوتا ہے اُپر سے نزل نہیں ہوتا ہے تو انھوں نے کہا انلنا کا معنی انزلنا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی خلقنا ہے خلقنا الحدید ہے جیسا کہ تفسیر کتاب منتخب میں اس آیت کی تفسیر میں ۱۹۹۳ء کو یوں کہا وانزلنا الحدید ہم نے حدید خلق کیا اس میں دردناک عذاب ہے جنگ میں ارسلم میں فائدہ ہے سلم میں زندگی کے وسائل ذرائع میں استعمال ہوتا ہے لیکن علماء کو اس کلمے کی مادے ترکیب حروفی کے تحت معنی نہیں کرسکے کہ حدید آسمان سے آتا ہے پہلے نحاس آیا مصر میں تین ہزار قبل میلاد تھے اس وقت اس مادے کو فلز سماء کہتے تھے۔

اللہ نے قرآن کو عربی میں نازل کیا یہ کہنا درست ہے کہ عربی زبان کو یہ فخر ہے قرآن ان کی زبان میں نازل ہوا ہے کہنے

والا یہ کہہ سکتے ہیں اگر اللہ قرآن کو کسی اور زبان میں نازل کئے ہوتے تو ان کو بھی یہ فخر ہوتا لھذا عربوں کو اس حوالے سے مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔

مصادر علوم:

مصادر علوم تین ہیں حس ہے جس کے پاس حس نہیں ہے علم نہیں ہے یہ مقولہ مشہور ہیں من فقد حسا فقد علما جس کے پاس حس مفقود ہے اس کے پاس علم مفقود ہے جس کے پاس بصارت نہیں اسے آنکھ سے آنے والے علم نہیں ہوتا جس کے کان بہرا ہیتو سماعت سے آنے والے علم سے بے بہرہ ہے کالا سفید جمع نہیں ہوتا ہے یہ علم عقل ہے

۴۔وحی کے ذریعے سے علم حاصل ہوتا ہے بعض نے دو اضافہ کیا ہے یہ غلط ہے

۱۔عرفان کے ذریعے سے

۲۔الھام کے ذریعے سے

عرفان والوں کا دعوی ہے یہ اعمال کے ذریعے سے ہوتا ہے جب کہ عرفان اس عمل میں زیادہ غور وفکر کرنے سے ہوتا ہے الھام والوں کا دعوی ہے یہ خاص بندوں کے ساتھ مختص ہے جبکہ اللہ ہر انسان کو عطا فرماتا ہے جبکہ وہ کسی خاص عمل کی طرف غور وفکر کرتا ہے ڈاکٹر مریض کی مرض کے بارے میں فکر کرتا ہے تو اس کو مسئلے کی تہ تک پہنچ جاتا ہے اس طرح کوئی قرآن میں غور کرتا ہے تو وہ بھی مسائل کے تہ تک پہنچ جاتا ہے جتنا فکر کرتا جائے گا اتنا اس کے لئے کشف ہوتا جائے گا۔

اسراف وانفاق:

قرآن کریم میں انفاق کا بار بار تکرار اور صرار ہے انفاق کی اہمیت یہ ہے کہ وہ نماز کے بعد فوراذ کر کیا ہے وہ انفاق کرتے ہیں جبکہ اسراف کی بار بار مذمت آئی ہے بلکہ وعید آئی ہے بلکہ اس کو عمل شیطین کہا ہے یہاں سوال پیش آتا ہے انفاق اور اسراف کا تعیّن کون کرے گا کیا قرآن کریم میں سنت رسول میں ان دونوں میں حد فاصل بیان ہوا ہے یا انفاق کو معاشرتی تناظر میں بڑی اور چھوٹی شخصیت کے تناظر میں وقت اور حالات کی تناظر میں مخالفین کی چہ میگویوں کے تناظر میں تعیّن کرنا؟ یا فقہاء ومجتہدین تعیّن کریں گے قرآن میں انفاق کا

۱۔ایک بڑا مقام سورہ بقرہ آیت:۲۱۵

۲۔ایک مقام سورہ بقرہ آیت:۲۶۲ ہیں الّذین ینفقون فی سبیل اللہ

۱۳اپنے مال سے زائد کو انفاق کرے خرچ سے زائد سورہ نساء آیت:۳۴

۴۔اسراف مت کرو سورہ فرقان آیت:۶۷ سورہ انفال:۶۰ سورہ محمد:۳۸ سورہ حدید آیت:۱۰

۵۔انفاق فی سبیل اللہ اپنے مال سے زائد کو انفاق کرے سورہ بقرہ آیت:۲۱۹ آیات میں انفاق کہاں کرتے ہیں انفاق

کتنے مال پر ہے انفاق ،بخل اور اسراف کے درمیان ہے انفاق خالص اللہ کے لئے ہے لوجہ اللہ یہاں سے واضح ہوتا ہے انفاق کی خوبی بہتری کا تعیّن قلت وکثرت میں نہیں ہے زیادہ دینے والے با فضیلت ہو کم دینے والے کم فضیلت والے ہوں ایسا نہیں انفاق زیادہ و کمی میں نہیں ہے انفاق کہاں کرنا ہے اس جگہ کے لئے کتنی ضرورت ہے یہاں سے شخص عاقل و دانا اھل قرآن وسنت کے لئے واضح ہو جاتا ہے بلند و بالا مینار زرق و برق سے بھرے آرائش وزیبائش سے خیرہ کنندہ مساجد و امام بارگاہیں یہ انفاق فی سبیل اللہ میں نہیں آتا ہے یہ انفاق فی سبیل شیطان ہے ان کو اخوان شیطان ہے کیونکہ انھوں نے باطل میں انفاق کیا ہے اگر کسی کے پاس مال نہ ہو جہاں واجب انفاق نہ ہو ضروری انفاق ہو تو وہاں احتیاط سے انفاق کرے غلو در انفاق بھی مذموم ہیں۔

نہایت کائنات:

کائنات نیستی سے شروع ہوا ہے نیستی پر اس کا اختتام ہوگا اس کے بارے میں قرآن کریم میں آیات کثرت آئی ہی کتاب ظواہر جعرافیہ بین العلم والقرآن ص ۷۱ پر نہایت الکون بین العلم والقرآن کے ذیل میں لکھا ہے یہ آیت بطور واضح بیان کرتے ہیں کہ کائنات کی پھیلی ہوئی یہ نقشہ ایک دن لپیٹ لیں گے

۱۔سورہ انبیاء آیت ۱۰۴ آسمان کو لپٹائیں گے

۲۔یہ بھی آسمان سے متعلق ہے سورہ فرقان آیت ۲۵

۳۔سورہ حاقہ آیت ۱۶

۴۔سورہ نبأ آیت ۱۹ فتحت السماء۔۔۔فتحت ابوابا

۴۔سورہ تکویر آیت ۱۱ انفطار آیت ۱ تا ۳ سورہ انشقاق ۱ تا ۲

۵۔سورہ کھف آیت ۴۷ سورہ احقاف آیت ۳

۲۔ قیامت کبریٰ نفخ پر صور ہوں گے سورہ زمر آیت ۶۸، ۶۹، ۶۷ سورہ نمل آیت ۸۷ یہ آیات بتاتے ہیں کائنات کا جو نظم ہے یہ دھاگہ ٹوٹ جائے گی در ستارے انجم اس نظام میں باندھے ہیں وہ سب گر پڑیں گے یہ چیزیں دوبارہ دخان کی صورت میں واپس جائیں گے سورہ فصلت آیت ۱۱ سورہ دخان آیت ۱۰ ہر چیز ختم ہونگے صفحہ مخلوقین خالی ہو جائیں گے اشباہ شکل گم ہونگے وجہ کریم اللہ ہر جگہ نمایاں ہونگے موتموت موت ہلاکت کائنات پر چھائی نظر آئیں گے

زمین کے بارے میں سورہ مزمل آیت ۱۴ چاند کے بارے میں سورہ طٰہٰ ۱۰۵ سورہ نبأ آیت ۲۰ سورہ قارعہ آیت ۴، ۵ ستاروں کے بارے میں

قمر:

کتاب الفاظ طبیعہ ص ۱۸۰ قمر وہی ہے جو سب آسمان میں دیکھتے ہیں کلمہ قمر مشتق ہے قمرہ سے قمرہ سے قمرہ کا معنی قمرہ لون الابیض یمین الی الخمرہ قمرہ سفید کو کہتے ہیں جو سبز کی طرف مائل ہے یا سفید ہے جس میں زمینی رنگ کی طرف مائل ہے اگر اقمر کہیں گے تو اس کا معنی ہے بہت سفید خود مذکر ہے اس کا تثنیہ قمرا آتا ہے اقمرت لیلتنا یعنی اذالت اقمرت تمرت قمر قمر کہتے ہیں دیکھنے کے دوران گزرنے کے بعد اس سے پہلے دو راتوں کا ھلال کہتے ہیں یونی تیسری رات کو قمر کہتے ہیں قمر کا جمع اقمار آتا ہے قمرہ بھی آتا ہے کلمہ قمر قرآن میں دو بار تکرار ہے ۲۷ جگے پر اسی معنی میں بتایا ہے قرآن میں قمر سے متعلق وابستہ کلمات ا

۱۔عرج ہے عرج کہتے ہیں میل کو راستہ مائل ہے راستے اگر کسی طرف مائل ہے تو کہتے ہیں انعرج راستے سے نکل گئے ہیں کلمہ عرج ابجد کی حساب سے ۱۵۰ ہے کلمہ عروج لغت میں ارتقاء کو کہتے ہیں معرج مسعد لغت سیڑھی کو کہتے ہیں جیسا کہ معارج ۴ میں آیا ہے عرجون ایک چیز ہے جو چاند سے شبہات رکھتا ہے یہ کلمہ سورہ یٰسین آیت ۳۹ میں آیا ہے عروج انعراج سے ہے اس کا معنی انعطاف کو کہتے ہیں قدر چاند سے مربوط دوسرا کلمہ قدر ہے قدر کل شیء ومقدارہ ہر چیز کی مقدار کو مقیاس کو کہتے ہیں یعنی کسی چیز کا اندازہ قدرہ یعنی کسی چیز کا اندازہ لگا یا کسی چیز کی مقدار تین چیز سے ہوتی ہے

ا۔کسی چیز کے بارے میں سنجیدگی آمادگی پختگی تقدیر کرنا آمدگی سے

۲۔علامات سے اندازہ لگانا

۳۔اپنے نیت میں لائے ہوئے کو انجام دینے کا نیت کرنا یعنی نیت کو کہتے ہیں قدرت امر یعنی نویتہٗ، یہاں سے تدبیر کو قدر کہتے ہیں کلمہ قدرت بھی اسی سے بنی ہے طاقت کے لئے استعمال ہوتا ہے تو قید کے لئے استعمال ہوتا ہے چاند سے مربوط ایک دفعہ ذکر ہوا ہے سورہ یٰسین آیت ۳۹ امّا سورج سے ملا کے دو دفعہ قدر سورج سے ملا کے ذکر ہوا ہے سورہ انعام آیت ۹۶ سورہ یٰسین آیت ۸ سورہ فصلت آیت ۱۲ انزل مادہ نزل سے منازل آیا ہے قمر کے بارے میں منازل نزل کا مصدر ہے منازل جمع منزل مکان نزول قمر جہاں قمر گزرتے ہیں یعنی چاند گزرنے کے راستے کو منازل کہتے ہیں یہ منزل جو ہے ہر رات ایک جگہ گزرتا ہے یہ ۲۸ جگہ ہے منازل قمر میں نہ خطر ہے نہ کوتاہی ھلال ایک لفظ جو چاند سے مربوط ہے ھلال ہے اصل ھلال بچہ ماں کی پیٹ سے زمین پے جب گرتا ہے تو آواز نکلتا ہے اس کو کہتا ہے اس مناسبت سے چاند کو ھلال کیوں کہتا ہے؟ چاند دیکھنے کے موقع پر لوگ انتظار کرتا ہے دیکھتے ہی آواز بلند کرتا ہے تو اس کو دیکھنے کو استھلال کہتے ہیں یہ ھلال کا لغوی معنی ہے اما چاند کے حوالے سے کہتے ہیں چاند کے حوالے سے نحرہ ھلال کہتے ہیں جب لوگ آواز نکالتے ہیں اول دوم رات کو کہتا ہے دوسرے کے بعد قمر کہتا ہے قرآن میں اھلہ جو جمع ھلال ہے سورہ بقرہ آیت

میں آیا ہے۔

زوج:

زوج مقارنۃ شی ءبشی کو کہتے ہیں ایک چیز دوسری چیز سے جوڑے ہو کسی چیز کو کسی چیز کے قریں پانے کے معنی میں آیا ہے سورہ دخان آیت:۵۴ قرین کے معنی میں آتا ہے تو حرف،،با،، سے تعدی ہوتا ہے زوج کا معنی اس کے ساتھ کوئی اور ہو زوج کا معنی دو کا ہوتا ہے ہر دو چیز کے جوڑ کو زوج کہتے ہیں زوج یعنی جوڑ کے معنوں میں مذکر ومؤنث انسانوں اور حیوانات میں بھی ہوتا ہے زوج بمعنی جوڑ سورہ دخان آیت:۵۴ سورہ صافات آیت:۲۲ سورہ تین آیت ۳۶ سورہ طہٰ آیت:۵۳ سورہ شوریٰ آیت ۵۰ سورہ زاریات آیت:۴۹

کائنات کی ہر چیز جوڑ ہے زوج ہے جو ہر وعرض سے جوڑ ہے مادہ وصورت سے جوڑ ہے ذرہ منفی مثبت سے جوڑ ہے فرد بلا جوڑ ذات باری تعالیٰ کے لئے مختص ہے کائنات کے ہر چیز ایک دوسرے کے نیاز مند ہیں ایک دوسرے کے ضد ہے ایک دوسرے کے مثل ہے بلکہ ترکیب سے ہٹ کے وہ باقی رہ نہیں سکتا زوج جوڑ کائنات کی لوازم میں سے ہے لوازم غیر منفک میں سے ہے کائنات میں جوڑ دلیل ہے ایک وجود بلا جوڑ نے اس کو خلق کیا ہے

زوج یہ لفظ وہ لفظ ہے جو کائنات کی ہر چیز کو طاری ہیکائنات کی ہر چیز کی بقاء زوج سے قائم ہے لھذا اللہ نے سورہ زایریات آیت: ۴۹ میں فرمایا ہر چیز سے ہم نے زوج بنائی ہے سورہ یٰسین کی آیت:۳۶ میں فرمایا وہ ذات منزہ ہے جو تمام زوج کو زمین میں مادیات میں خود انسانوں میں اور ان چیزوں میں جنھیں وہ نہیں جانتے وہ بھی زوجیت میں ہے چنانچہ علوم طبیعی کے ماہرین نے کہا ہے مادہ بغیر زوج ناممکن ہے بارش کے قطرات زوج ہے بجلی میں زوج ہے موجود غیر زوج موجود فرد ذات باری تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے ازواج میں ایک زوج انسانوں میں پیدا کی ہے ایک الگ سی زوجیت انسانوں میں پیدا کی ہے ایک زوج حوا ہے جو آدم ہی سے نکالا ہے جیسا کہ سورہ زمر آیت:۶ میں آئی ہے اگر جنس بشری کا ازدواج غیر انسان سے ہوتا تو اس کائنات میں ان کی حرکات منسجم نہیں ہوتا مضطرب ہوتا ایک دوسرے کے جان خور ہوتا انسان بحیثیت انسان اجتماعی صورت میں اس بسط میں اجتماعی صورت میں تعمیر کرنے کے لئے اللہ نے اس کا جوڑ اسی سے نکالا ہے تاکہ انسیت جنسیت الفت محبت ان میں پایا جائے

۲ دونوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ تساوی پایا جائے ایک دوسرے کو مزیّت نہ ہو قرآن کریم میں احکام زواج ہر استوار کی ہے سورہ النساء آیت:۲۰،۱۔سورہ بقرہ آیت:۲۴۰، ۳۵ سورہ احزاب آیت:۳۷ سورہ اعراف آیت:۱۹ سورہ طہٰ آیت:۱۱۷ سورہ انبیاء آیت:۹ سورہ اعراف آیت:۱۸۹ سورہ زمر آیت:۶ مجادلہ آیت:۱

دائم شریعت اسلامی

دنیا کی ہر نظام کے لئے کوئی محکم پائدار ستون ہونا چاہئے جس پر یہ نظام کی بنیاد بنی جو اس نظام کی بقاء اور دوام کا سبب بنے لوگ اس کے عدالت سے راضی ہو اس کی حکمت پے خوش ہو اس کی عدالت وحکمت کو دیکھ کر لوگ اسے قبول کرے اس حوالے سے شریعت اسلام میں جس ستون پر قائم ہے وہ یہ ہے شریعت اسلام انسانوں کی طاق وقدرت سے باہر نہیں

ہے بلکہ اس کی احکامات ہر انسان کی عام انسان کی استطاعت کے مطابق ہے کسی قسم کی اس میں مشقت نہیں ہوتی سھل وآسانی سے انجام دے سکتے ہیں چنانچہ اللہ نے اس سھل وآسانی کے بارے میں سورہ حج آیت ۷۸ سورہ بقرہ آیت ۲۸۶

۲ شریعت اسلام افراد جماعت گروہ کو بنیاد نہیں بنایا ہے اس میں عام لوگوں کو بنیاد بنایا ہے

۳۔عند الضرورہ عند المشقۃ رخصت اجازت سہولت رکھی ہے یہ بذات خود اس دین کو قبول کرنے کے لئے ایک مدد و معاون ہے

۴۔اس شریعت میں تکالیف ذمہ داریاں حد سے زیادہ یا کم ہے نہ ہونے کے برابر ہے

۵۔یہاں عادات روایات طور وطریقے کا خیال رکھا ہے اس کو ختم کرنے کے لئے تدریج کا راستہ اپنایا ہے

۶۔لوگوں کی مصلحت کا خیال رکھا ہے مغربی تمدن دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے یہ فخر ومباحات کرتے ہیں کہ وہ سب سے پہلا گروہ ہے جس نے حقوق انسانی کا خیال رکھا ہے یہ ایک مثالی نظام ہے لیکن ان سے پہلے چودہ سو سال پہلے اسلام نے اعلان کیا تھا سورہ حجرات آیت ۱۳ جن موازی پر شریعت اسلام قائم ہے وہ یہ ہے آزادی عقیدہ ورائی سورہ کافرون آیت ۱ تا ۶ تمام معاملات میں عدالت سورہ مائدہ آیت ۱ سورہ نحل آیت ۹۱ سورہ بقرہ آیت ۲۷۵،۲۸۲

انسان فرزند کون؟

قرآن کریم میں آفاق کے بعد انسانوں کی حقائق بتانے کا ذکر آیا ہے لہٰذا کون اپنے وجود میں مقدم ہے انسان موخر ہے کیونکہ انسان اس کرن کا جزء ہے اس کوں کی مادے سے بنا ہے کتاب من الدرہ الی المجر ہ ص ۴۵ پر آیا ہے انسان اس کون کی مٹی سے بنا ہے خود مٹی اس کائنات کی حروف تہجی سے بنی ہے حروف تہجی کونی اب تک ۱۲۶ احروف بتائی ہے یہ حروف ہیڈروجن سے شروع ہوتا ہے جس طرح عناصر کے جدول بنانے والے مہندس عالم روسی مندلیف نیک بتایا ہے یہ عناصر ان سے بنی ہے یہ عناصر بذات خود ایک چھوٹی بالکل چھوٹا جزء سے بنا ہے ان چھوٹی اجزاء کے دس میلیون اجسام صغیرہ کے اگر ذرات جمع کریں گے تو مساوی ایک ملی میٹر ہوگا انتہائی صغیر ہونے کی وجہ سے ہر مکرسوپ میں نہیں دیکھ سکتا ہے مگر وہ ملائیں ملائیں مائکرسوپ سے دیکھ سکیں گے ان ذوات سے کل کائنات سے بنی ہے جس میں سے ہماری زمین اور ان کی بہنیں ستارے اور سورج بنی ہیں۔

جس کے طرف بشر کی توجہ کہیں تھے اللہ نے متوجہ کیا دنیا میں آگ پانی صند یدیک دیگر ہے یکجا جمع نہیں ہوتا ہے لیکن خالق انسان سے اس کو جمع کر کے دکھایا ہے یسین ۸۰ واقعہ ۱۷ میں آیا ہے یہ جو آگ ہے سبز درخت سے کس نے نکالا سبز علامت ہے پانی سے بھرے ہوئے درخت کا جس کو کاٹیں گے تو پانی نکلے گا جس کو تم گرا کے کاٹ کے جلاتے ہیں تو اس میں آگ کہاں سے آئی۔

حرارت:

آیت یسین ۸۱ میں تفسیر طنطاوی ج ۷اص نار رمصنوع اللہ ہے مصنوع اللہ جمیل ہے بھیج ہے محیرافکار ہے نار ہمارے لئے تذکری ہے وسیلہ حیات ہے مطلع زندگی ہے عقل کے لئے نور ہے جسم کے لئے گرم کن ہے پانی کے لئے موجد ہے ہوا کو چلانے والی ہے بادل کو اٹھانے والی ہے سبزی جات کو نمود ینے والے ہے نار میں حرارت ہے اگر نار نہ ہوتے تو نہ بادل نہ ہوتے نہ ہوا نار سب سے بڑی نعمت ہے نار وماءمل کے حیات بنتے ہیں ان دونوں سے موت بنتا ہے اگر حرارت المتد ان میں رہے تو حیات آتے ہیں المتد ول سے نکل آئے تو موت آتا ہے اللہ نے دنیا کو ہر ایک کے لئے مخصوص محدود حرارت دی ہے ہر جسم حیوان نبات جسم انسان جسم حرارت ہے ثبوت ہے مقدار معلوم ہے اگر رتوبت زیادہ ہوا تو زکام آتا ہے سل آتا ہے۔ امراض بارد آتا ہے اگر حرارت غالب آیا تو سر درد آتا ہے ان میں سے ایک شدت اختیار کی تو ہلاک ہوجاتا ہے لہذا حرارت کے ساتھ رطوبت کا ہونا ضروری ہے۔ لہذا متاع للموقین واقعہ ۷۳ طہ ۱۰ حرارت کا مرکز سورج ہے۔

یہ حرارت جو ظاہری حرارت ہے سورج سے ہے ہر قسم کی نار جہاں جلتے ہیں اس کی ایک شکل انسان کے نفسی کے اندر ہے مثال ہے کل امۃ یفعل ولدھا اگر ہم اجسام میں حرارت دیکھیں گے عقل ونفوس میں بھی حرارت ہوتا ہے وہ معنوی ہے لیکن عقل ونفوس میں جو حرارت ہے زیادہ دوام پذیر ہے پائیدار ہے جو اجسام مین ہوتا ہے اگر زیادہ ہوتے تو ہلاک ہوتا ہے اسی طرح انسان کے اندر جو ہے حسد اگر بڑھ جائے حسد غضب حقد عبرت تعصب عداوت محبت عشق یہ ہر ایک اپنی جگہ اگر روح پر غالب آے اتو دردناک عذاب ہے اگر نار جس ایک لمحہ کے لئے ختم ہوجائے بند ہوجائیں اسی طرح نا معنوی نفوس میں ہوتا ہے عذاب واصل ہے جیسے خمر حشیش افیون نے ان شہوات ہیں۔

ان لذا۔۔۔ فرقان ۶۵ حرارت معنوی بھی ہوتا ہے اور حسی بھی ہوتا ہے حرارت حسی اگر معتدل ہے یا غیر معتدل اگر حرارت معتدل ہے تو یہ متاع ہے اس کو ہم متاع کہیں گے یا جامع ہے یا منمیہ یعنی نمود ینے والے یا مدیر ہے یا مشیر ہے مثل آکسیجن یا خمیر حرارت جمع ہوت اہے اما نباتات میں نمو آور ہوتا ہے۔

نار میں دو چیزیں ہیں ایک نور ہے اور ایک حرارت ہے سورج میں حرارت بھی ہے نور بھی ہے لہذا جب سورج طلوع ہوتا ہے تو گرمی بھی ہوتی ہے روشنی بھی جبکہ چاند رات کو روشنائی دیتا ہے مگر حرارت نہیں ہے گرمائش نہیں ہے گرمائش اور نور روشنائی تقریبا لازم وملزوم ہے حیات کے لئے جہاں نور چاہیے وہاں حرارت بھی ناگزیر ہے لہذا بعض لوگ ایک ایسے نور کے تلاش میں ہے جس سے حرارت نہ ہو چراغوں کی حرارت ۹۶ فی المئۃ ہوتا ہے حرارت ۹۶ فی صد ہوتا ہے تو روشنائی ہوتی ہے اور چار فی صد حرارت میں رہتا ہے۔

اس کے اندر آگ بھرے ہوئے ہیں حدیث میں آیا ہے دریا آگ ہے دریا جہنم سے بنی ہے یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ ہوا کے اوپر سردی پھیلے ہوئے ہیں ہوا کے اوپر سردی اتنا ہے کہ اگر نکال کر ہوا میں تو سر جم جائیں برف ہوئیں اگر ہم نئ تحقیقات کے روشنی میں اپنا ایڈرس معین کرے تو ہمارے اوپر ٹھنڈی ہوا زمحریر ٦۰ کلومیٹر کے افشار سے چل رہا ہے ہمارے اوپر ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور نیچے جو ہے آگ چل رہی ہے گویا سخت ترین گرمی اور سخت ترین سردی کے بیچ میں ہم زندگی گزار رہے ہیں عالم میں چلتی ہو پہاڑیں نظر آئیں گے۔طنطاوی ج۲ص۲۰٦۔

سفید چیونٹی سفید طنطاوی ج٦ص۱۹۱میں آیا ہے رز یہ بروزن بقرہ ایک اندھا کپڑا ہے اس کو سفید چیونٹی بھی کہتے ہیں یا اندھے چیونٹی حقیقت میں وہ چیونٹی نہیں اس کی رنگ جو ہے سفید اور زمینی رنگ سے ملی ہوئی ہے نساء۱۴میں آیا ہے یہ انسان سے پہلے زندگی کرتے تھے۔

ہادی خلق:

اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات جماد سے انسان تک حیوانات کے تمام انواع واقسام ذرے سے مجرہ تک ہر ایک کی مسیر منزل کی طرف ہدایت کی رہنمائی اس کے وجود کے اندر سمو کے خلق کیا ہے اسی مخلوقات کی محیر الفعول حرکا تو سکنات کو حضرت موسیٰ نے اللہ کی الوہیت ربوبیت پر واضح وروشن دلیل قرار دے کر کہا میرا رب وہ ہے جس نے ہر ایک کو خلق کرنے کے بعد اس کو اس کی منزل کی طرف ہدایت اس کی طبیعت میں چھوڑا ہے لہٰذا ہر ایک موجود ذہین وظریف سے لے کر غبی پلید احمق پندی مخلوق تک اپنی منزل کی طرف جانے اور ذمہ دار بنانے میں کوئی کوتاہی نہیں برتتے ہیں اس کو اس سفر میں کوئی مشکلات کہاں آتی ہے غرض کتاب حاضر میں اللہ نے اپنے بعض موجودات خاص طور پر بعض کا نام لے کر فرمایا ہے یہ اللہ کی نشانی ہے اس کی وجود پر نشانی ہے لہٰذا یہاں ہم ان موجودات کی وجود کے حکمت کے بارے میں اشارہ کریں گے دیکھو یہ موجود کس طرح اپنے ذمہ داری انجام دے رہے ہیں کتاب اعجاز علمی ج۳ص۳٦۴ پر آیا ہے علماء محققین مصنفین کشافان بعض نوع نمل کشف کی ہے وہ زیادہ تر شجر خرنوب کے نیچے ہوتا ہے یہ درخت کے فیملی بنے ہوئے ہیں اس کے نمک خور ہے یہ چیونٹی اس درخت کے ریزہ دار ہے سوال یہ ہے یہ درخت ان چیونٹیوں کو پال کے کھلا کے اپنے گرد جمع کر کے ان سے کیا حاصل کرتا ہے ان سے اس کو کیا فائدہ ہے علماء و محققین نے کشف کی ہے اس درخت کا بھی کوئی دشمن ہے جو حشرات کی صورت میں ہے جو اس درخت کو ختم کرتے ہیں جو سنتے ہیں تو یہ چیونتی جو ہے اس درخت کو کھانیوالے حشرات کو کھاتا ہے۔

نہایت کائنات کائنات نیستی سے شروع ہوا ہے نیستی پر اس کا اختتام ہوگا اس کے بارے میں قرآن کریم میں آیات کثرت آئی ہی کتاب ظواہر جعرافیہ بین العلم والقرآن ص ۷۱ پر نہایت الکون بین العلم والقرآن کے ذیل میں لکھا ہے یہ آیت بطور واضح بیان کرتے ہیں کہ کائنات کی پھیلی ہوئی یہ نقشہ ایک دن لپیٹ لیں گے

۱۔سورہ انبیاء آیت ۱۰۴ آسمان کو لپٹائیں گے

۲۔یہ بھی آسمان سے متعلق ہے سورہ فرقان آیت ۲۵

۳۔سورہ حادقہ آیت ۱۶

۴۔سورہ نبأ آیت ۱۹ فتحت السماء۔۔۔فتحت ابوابا

۴۔سورہ تکویر آیت ۱۱ انفطار آیت ۱ تا ۳ سورہ انشقاق ۱ تا ۲

۵۔سورہ کھف آیت ۴۷ سورہ احقاف آیت ۳

۲۔ قیامت کبریٰ کے موقع نفع پر صور ہوں گے سورہ زمر آیت ۴۸، ۴۶، ۲۷ سورہ نمل آیت ۸۷ یہ آیات بتاتے ہیں کائنات کا جو نظم ہے یہ دھاگہ ٹوٹ جائے گی در ستارے انجم اس نظام میں باندھے ہیں وہ سب گر پڑیں گے یہ چیزیں دوبارہ دخان کی صورت میں واپس جائیں گے سورہ فصلت آیت ۱۱ سورہ دخان آیت ۱۰ ہر چیز ختم ہونگے صفحہ مخلوقین خالی ہوجائیں گے اشباہ شکل گم ہونگے وجہ کریم اللہ ہر جگہ نمایاں ہونگے موتموت موت ہلاکت کائنات پر چھائی نظر آئیں گے زمین کے بارے میں سورہ مزمل آیت ۱۴ چاند کے بارے میں سورہ طٰہٰ ۱۰۵ سورہ نبأ آیت ۲۰ سورہ قارعہ آیت ۴، ۵ ستاروں کے بارے میں

آگ سے بھرے پہاڑ پہاڑوں کا ایک سلسلہ آتش فشاں ہوتا ہے ہمیشہ ان سے آگ نکلتا ہے ان کو جبال نار کہتا ہے کتاب معالم القرآن میں آیا ہے پہاڑوں سے آگ نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ باطن زمین حرارت سے بھرے ہوئے ہیں جس سے اس میں موجود غاز (گیس) جلتا ہے گیس گرم ہوتا ہے تو وہ پھیل جاتا ہے اور پھیل جاتا تو وہ وسعت ہوتا ہے آس پاس والوں پر دباؤ ڈالتا ہے یہاں سے جہاں جگہ خالی ہے اس کی طرف دباؤ ڈالتے ہیں اور راستے میں جو بھی پتھر ہو موانع ہو اس کو وہ توڑتے ہیں منفجر کرتے ہیں تو اس سے آگ نکلتے ہیں وہاں سے آگ دھواں معدنیات نکلتا ہے بعض معدنیات حل شدہ ہوتا ہے بعض غازات (گیس) ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے یہاں تک توڑ کے زمین کے قشر سے نکلتا ہے پھر اندر کے داخلی دباؤ ہے وہ ختم ہوتا ہے کتاب معالم القرآن فی علوم الاکوان ص ۵۳ میں آیا ہے کائنات میں یا دنیا میں بہت سی جگہوں پر آگ سے بھرے پہاڑ ہوتے ہیں ان میں سے بعض کا ذکر کرتے ہیں

۱۔بیطالیگ برکان بومبئی قرب نابوی یہ سب سے بڑا مشہور آتشفشاں پہاڑ ہے معروف آتش فشاں پہاڑ ہے ایک دفعہ اس کی فشار سے بمبوئی سیاہ ہوگیا تھا لیکن یہاں کے لوگ نجات حاصل کر چکے تھے رفتہ رفتہ لوگ یہاں سے دور ہوتے

گئے اب یہ جگہ سیاحوں کی جگہ ہے بار بار دھما کہ ہوتے رہتے ہیں یہاں

۲ برکانلیباری شمار جزیرہ سبقلہ

۳۔ برکان ستر ومیولی

۲۔ امریکہ میں

۱۔ ھلیموکواس کی بلندی ۱۴ ہزار ۸۸ سے اپر اس کی سوراخ آگ نکلنے کا ایک ہزار تین سو قدم ہے

۲۔ برکان مونالوقریب شہر ہیلر ہے اس کی بلندی ۱۳ ہزار ۶۷۵ قدم ہے

۳۔ برکان کیلوکا

۴۔ ھالکولولا یہ اب کہ رہے ہیں خاموش ہے

۵۔ مونت بلی

۳۔ بوبوکاتیب

۴۔ فلبین برکا نمدینہ منیلہ کے نذدیک اس کے علاوہ جاپان انڈونیشا میں بھی آتش فشاں پہاڑ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین کے اندر حرارت بڑھتا ہے بعض اوقات حرارت بڑھتا ہے بعض اوقات ٹھنڈا ہوتا ہے

جبال ناری تفسیر الجوہر طنطاوی جلد ۲۵ ص ۱۶۵ پر آیا ہے آتش فشاں پہاڑ کی تعداد دنیا میں دوسو تیس سے تین سو کے درمیان بتایا جاتا ہے ان میں سے بعض ہمیشہ آگ کے شعلہ پھینکتا ہے لیکن بہت کم ہے بعض کمی کمی ہوتا ہے بعض جامد ہے ساکت ہے نہیں پھیتا ہے آگ کے شعلہ پھینکنے والا فیزوف ہے ایک کے نام کیتو باسی ہے اس نے اٹھارہ سو ستہتر آگ چھوڑ تھا سب سے بڑی آگ کے شعلہ پھنکنے والی پہاڑ کیلو یا ہے یہ محیط ہے سات میل پر چار ہزار قدم انچا ہے اس کے اندر مواد منفجرہ ہے ژوب شدہ آٹھ سو قدم نیچے ہے رات کو اس کے شعلے نظر آتے ہیں اللہ کی قدرت کا نہایت نہیں اس کی حکمتوں کا ہمیں ادراک نہیں بعض پہاڑ درختوں سے سرسبز وشاداب ہیں بعض پہاڑ حیوانوں سے بھرے ہیں بعض ہوا ہے بعض میں پانی ہے بعض میں نعمت بھرے ہوئے ہیں بعض میں عذاب ہیں چلتی نہریں ہیں محیّر العقول عجائب ہیں معدنیات سے بھرے ہوئے ہیں اگر اللہ ان کی طرف دیکھنے کی دعوت دے دیں ﴿والی الجبال کیف نصبت﴾ خطبہ نہج البلاغہ ۹۰ ولو وَھبَ ماتَنَفَّسَت عَنہُ معادنُ الجبال وضحکت عنہ اصداف البحار من فلزِّ اللُّجین والعقیان وشارۃ الدّرّ وحصید المرجان ما اثر ذالک فی جودِہو لا انفد سعۃ ما عندہ، ولکان عندہ من ذخائر الانعام، مالا تُنفِدُہ مطالب الأنام لِانّہٗ الجواد الّذی لایغیضہ سؤال سائلین، ولا یبخلہ الحاح الملحّین نھج البلاغہ ا۔ ۴۴ ص ۱۸۹

سورہ غاشیہ میں اللہ اپنی الوھیت کی نشانیوں میں سے ایک تکوین وبلندی جبال قرار دیا ہے جبال ایک سطح نظر میں بے مقصد اتفاقی صدفی بے عقلی نظر آتے ہیں لیکن وقت نظر کے بعد ہر مقطع نظر اس کی افادیت ثمرات افادیت بے نہایت

سے بشر کو آ گاہ کرتے ہیں جو بشر کی وھم خطور میں نہیں تھے ان پہاڑوں کی ثمرات فوائد عوائد بشر کے لئے لاتعد ولاتحصی ہے ان فوائد میں سے ایک کی طرف سرسری سادہ مثال پیش کرتے ہیں اس وقت ایک علاقہ ضلع کے لئے پانی ذخیرہ کرنے کا شعلہ ایک عرصے سے ضرورت محسوس کررہے ہیں کہ یہاں پانی ذخیرہ کرنے کا خزانہ بننا چاہئے اس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں لیکن بدقسمتی سے یہ ملک اللہ کسی کو ایسے سیاست دان نصیب نہ کرے جہاں ڈیم بنانے کے لئے فساد کرنا ہو تو ڈیم کا ذکر کرتے ہیں حکومت کو روکنا ہو تو ڈیم کا ذکر کرتے ہیں ڈیم نہیں بنی سیاست بنی انسان کتنے شقی ہے قصی ہے کہ اسی انسان کی خیر کی خواہی نہیں ۔خالق کائنات مدبر مخلوقات رب ارباب کی رحم وکرم دیکھیں اس نے از خود فناء ناپزیری کی ناقابل تصور جیسا پانی ذخیرہ کرنے کا بندوبست از خود کئے ہیں گویا پہاڑ جوہر ومعدنیات کے علاوہ پانی ذخیرہ کرنے کا ڈیم بھی ہے پہاڑ اپنی بلندی سطح زمین عمق دریا کے علاوہ جوہر ومعدنیات کی شکل وصورت میں مختلف ہے ہزار سوالات پہاڑوں کے بارے میں پیدا ہوتا ہے بعض کا جواب علم وتحقیق کے قافلہ والوں نے بتایا ہے لیکن بہت کچھ ابھی تک زمین نے ان سے ڈھکن نہیں ہٹایا ہے ان سوالات میں سے ایک سوال یہ ہے کہ پہاڑ بنتے کیسے ہیں ماہرین کا کہنا ہے زمین جو ہے سورج سے الگ ہوگئی ہے معلوم ہے سورج جلتی آگ سے زیادہ شعلہ ور اس کی درجہ حرارت ہمارے لئے ناقابل ادراک ہے زمین جب نیچے گرے تو وہ حرارت سے بھرے گرے اب اس پر دریاؤں سے بخارات نکلے اس کی گرمی کو ٹھنڈا کیا بشر کے لئے قابل سکنہ بنایا مین گھوارہ حیات بنی لیکن اس کا باطن جلتی شعلور رہی اس کے اندر موجود قیمتی معادن قوت حرارت سے ذوب ہوگیا بلکہ یوں کہئے ابلی جلتی دریا بنی جیسا کہ سورہ طور کی آیت ۶ میں آیا ہے جہاں حرارت زیادہ پے وہس دریاؤں کا بھی حملہ ہوا دریا چونکہ نیچے کا پانی ابلتے ابلتے اُپر آیا موج کے موج بنتے تاریک کے تاریک ہے ظلمت پر ظلمت بنی یہاں سے بادل اپنے ساتھ پانی اٹھایا جیسا کہ سورہ نور آیت ۴۰ میں پڑھے زمین کے اندر درجہ حرارت حد سے زیادہ ہے اس کی شاھد نشانی یہ بتاتی ہے جہاں کھودا جاتا ہے درجہ حرارت لگانے سے پتہ چلتا ہے اپر کتنے تھے نیچے کتنے ہیں

۲۔وہاں سے نکلنے والے پانی گرم ہے

۳۔بعض جگہ آتش فشاں ہے

۴بعض جگہ زلزلہ ہوتا ہے امّا زمین کے نیچے حرارت زیادہ ہے تیل تلاش کرنے کے لئے زمین کھودنے والے سات کلومیٹر نیچے جائیں گے کہتے ہیں سو میٹر کے گہرائی میں درجہ حرارت تین ہے جتنا نیچے جاتا ہے درجہ حرارت زیادہ ہے

شترمرغ

جسے عربی میں نُعام کہتے ہیں نُعام نُعامۃ کتاب حیوان دمیری جلد۲ص ۴۸۵ نعام کی طبیعت حیوانی ہے وہ پرندہ نہیں ہے گرچہ وہ انڈا دیتی ہے اس کی پر ہے بال ہے وہ حاملہ بھی ہوتی ہے بچہ بھی دیتی ہے دو کان ہیں نعام کے لئے حس

سماعت نہیں ہوتی ہے لیکن قوت شامہ بہت تیز ہے وہ سماعت والی چیزیں ناک سے لیتی ہے اپنی شکاری کی بوکو دور سے درک کرتی ہے لھذا عربوں کے پاس یہ مقولہ مشہور ہے اشمہ نُعامہ دنیا میں کوئی حیوان نہیں جو سنتا نہیں پانی نہیں پیتا ہو صرف نعامہ ہے جو پانی بھی نہیں پیتی اور سنتے بھی نہیں وہ اتنا احمق ہے اگر اس کا شکاری اس کو پکڑے تو اپنا سر ریت کے نیچے دبا دیتی ہے گویا وہ چھپ گئی ہے سخت ھڈی وہ ہضم کر لیتی ہے پتھر بھی ہضم کر لیتی ہے حتیٰ لوہا بھی وہ نرم کر لیتی ہے پانی جیسا مشہور ہے نعام کی شکم میں اتنا حرارت ہے پتھر بھی پگل جاتا ہے تفسیر جواہری طنطاوی جلد ۲۵ ص ۱۴۲ پر آیا ہے نعامہ پرندہ اور حیوان کا مرکب چیز ہے وہ ۲۰، ۳۰، ۴۰ انڈے جمع کرتی ہے اپنے انڈے اس کو تین حصوں میں تقسیم کرتی ہے ایک حصہ زمین میں مٹی میں دباتی ہے ایک حصہ سورج کے سامنے رکھتی ہے ایک حصہ اپنی اندر حصانت میں رکھتی ہے جب اس کی بچے، چوزے نکل جاتا ہے تو سورج کے نیچے جو رکھے ہیں ان انڈوں کو توڑتا ہے پھر اس کے اندر جو رتوبت ہے وہ ان چوزوں کو کھلاتی ہے جب یہ بچہ بڑے ہو جائے تو جو دفنایا ہوا ہے اس کو نکالتے ہیں اس کو سراخ کرتا ہے تو اس میں مکھی جوؤں حوام حمل حشرات اس میں جاتا ہے جو اس میں جاتا ہے وہ اپنے چوزوں کو کھلاتی ہے

حیوانات اپنی جگہ تقسیم ہیں ایک حوالے سے دو حصوں میں تقسیم ہے ایک حصہ انسانوں سے دور مستقل زندگی گزارتے ہیں آزاد زندگی گزارتے ہیں اس میں ھرن حمار وحشی بقر وحشی ہاتھی، شیر، وغیرہ آتے ہیں دوسرے میں وانسانوں کی کفالت میں ہے وہ انھیں کھلاتے ہیں اس میں بکری گوسفند کتے وغیرہ آتے ہیں سب جانتے ہیں جو مستقل آزاد زندگی گزارت ہیں وہ زیادہ قوت قدرتمند قدرت عمل والے حیلے باز ہوتے ہیں لیکن دوسرا گروہ انسانوں کے ہاتھوں خاضع ہے ذلیل ہے سیر ہے قوت تفکیر کھوئے ہوئے ہیں قوت ادراک نہیں ہے اب خود بتادے کون جسم اس کا سالم ہے کون زیادہ درک کرتا ہے کون مستقل ہے کون مرض بیماریوں کے وبالوں کے اسیر ہے وہ حیوان جس کی تدبیر انسان کرتے ہیں انسان ان کو کھلاتے ہیں ان کی قوت ادراک کھوئے ہوئے ہیں ان کی غریزہ فکری سوئے ہوئے ہیں جو کچھ ھرن کو شیر کو صفت ملی ہے اھلی حیوان سے مسلوب ہے جنگلی میں زندگی گزارنے والے شیر بہت عزت کی زندگی گزارتے ہیں اس کی زندگی نام بنایا ہے اسی طرح انسان بھی ایسی ہے بعض غاصبین ظالمین کے سامنے خاضع ہے

دنیائے طیران

جس طرح اللہ نے بشر کو خلقت آسمان و زمین دریا اونٹ کی طرف متوجہ کی ہے سی طرح سورہ ملک آیت ۱۹ سورہ نحل آیت ۷۰ میں بشر کو دعوت دی ہے اس فضاء میں طیران پرندوں کو دیکھیں یہ زمین پر گزرنے سے کس نے بچایا ہے یہ زمین پر گرنے سے اللہ کے سوا کس نے بچایا ہے جس طرح زمین میں حیوانات انعام بھائم سباع وحوش بستے ہیں ہر ایک کی الگ بنیہ ہے بنیہ جسمی ہے ہر ایک کی غذا الگ ہے عمل مختلف ہے اسی طرح فضاء میں طیران صاحبات پر بھی انوع واقسام ہیں پرندے بعض اپنی جمال جسمانی بعض جمال صوتی بعض شکل ورنگ سے انسان کی نظروں کو کھینچتے ہیں متوجہ کرتے ہیں

خالق کونیات ﴿۷۱﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

اس کا مصدر کون ہے خالق کون ہے؟ انسان کو یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ یہ پرندے بعض پر ہوتے ہوئے اُڑ نہیں سکتے طیران نہیں کر پاتے بعض پرندوں کی طیران محدود ہے بعض لمبی سفر کرتے ہیں مسلسل سفر کرتے ہیں غذا نہیں لیتے ہیں توشہ نہیں لیتے ہیں ہر ایک کی غذا اس کی کسب کا طریقہ مواد ایک دوسرے سے مختلف ہے آئے دیکھتے ہیں چند پرندوں کی حیات محیّر العقول کا نمونہ پیش کرتے ہیں ایسی حیرت انگیز نظام کے حامل مخلوق بطور صدفہ پیدا ہوا ہے

ارض منظومہ شمسی کا ایک ستارہ ہے جہاں ہم بستے ہیں یہ وضع ترتیب میں تخلیق میں آسمان کے مقابل میں ہے اس کی لغوی معنی ،، ہمزہ ،، را ،، ضاد ،، اس کے لئے ابن فارس نے تین اصول بنائی ہے ایک اصل قیاسی ہے ہر وہ چیز جو نیچے ہو آسمان کے مابل میں ہو اس کو ارض کہتے ہیں اُپر کو سماء کہتے ہیں جہاں نیچے ہو آسمان کے مقابل میں ہو اس کو ارض کہتے ہیں

۲۔ جس پر ہم بستے ہیں قواعد عربی کے تحت ارض مؤنث ہے اس کا جمع ارضون آتا ہے لیکن اس کا جمع قرآن میں نہیں آیا ہے ارض سے اشتقاق اُریضہ کہتے ہیں اگر ارض طیّب نرم ہو ارض کے لئے غیر قیاسی دو اصل ہیں

۱۔ ایک زکام کو کہتے ہیں

۲۔ رعشہ کو کہتے ہیں ارض ایک کیڑا کا نام ہے جو چیونٹی مانند ہے فصل ربیع میں نکلتا ہے ارض کے قرآن میں چند مصادیق ہیں اکثر و بیشتر اسی ستارے کو کہتے ہیں جس میں ہم بستے ہیں جیسے سورہ بقرہ آیت ۲۲۵ میں آیا ہے ظاہر ارض قرآنی حساب سے دو حصوں میں تقسیم ہیں ایک ارض مرئی ہے جو نظروں میں آتا ہے یہ خدمت انسان استراحت انسان کے لئے ہے

۲۔ دوسرا ارض غیر مرئی ہے یہ ارض مابعد حیات دنیا سامنے آئے گی امّا جو ارض بدنیا سے مربوط ہے اب زمین کے لئے اللہ نے جو صفات بتائی ہے ایک صفت بساط بنائی ہے بساط لغت میں کسی چیز کو کھینچنے کو کہتے ہیں چوڑائی غیر چوڑائی میں کھینچنے کو کہتے ہیں بساط کا معنی نشر کرنے کو کہتے ہیں جیسا کہ سورہ بقرہ میں آیا ہے جعل لکم الارض بساطا (آیت لکھنی ہے) سورہ نوح آیت ارض کو بسیط بھی کہتے ہیں ارض کے لئے دحوی بھی کہتے ہیں دحوی کا معنی بھی بسط و مد کے لئے استعمال ہوا ہے جیسا کہ سورہ الشّمس میں آیا ہے زمین کی ایک صفت ذلول ہے یہ وہی بساط کے معنی میں آیا ہے یعنی ذلول انسان کی خدمت کے لئے آمادہ ہے بہت تابعدار ہے زمین ذلول صیغہ فَعُول شکور جیسا اپنی عظمت و وسعت انسانکی خدمت کے لئے مسخر ہے انسان جہاں چاہے اُپر کرے نیچے کرے شجر کاری کرے کنویں کھودے اتنی تابعدار ہے جنگلات بنائے۔ غور کریں اللہ نے انسان کے لئے کتنے ذلول قرار دیا ہے رحبت لغت میں وسعت کو کہتے ہیں مثلاً آپ کسی آنے والے کو کہتے ہیں مرحبا یہ آپ کے لئے کھلے جگہ ہے وسعت جگہ ہے زمین وسیع جگہ ہے جیسا کہ سورہ زمر آیت ۸۰ میں آیا ہے اتنے وسیع ہے اللہ نے فرمایا تم اس کو کاٹ نہیں سکتا سورہ اسراء آیت ۳۷ رغم زمین کی صفات میں سے یک رغم ہے رغم نر

مٹی کو کہتا ہے مادی رغام سے یعنی جہاں جائے آپ کے لئے جگہ ہے رغم کا معنی مذہب بھی ہے اسکا معنی مٹی بھی ہے ارغم اللہ الف ، اللہ اس کو نہ چاہتے ہو ناک زمین پر گڑ ایا ہے سطح زمین کی صفات میں سے ایک سطح ہے سطحت سطح کہتے ہیں تسویہ کرنے کو برابر کرنے کو اس لئے عربی میں کہتے ہیں الارض فراش الانعام والارض جیسا کہ سورہ زاریات ۴۸ میں آیا ہے زمین کی صفات میں سے ایک قرار ہے انسان یہاں قرار پاتے ہیں اوران کے لئے زندگی جائے قرار و معاش ہے زمین کی ایک صفت کفت کفت یعنی کفات ہے یعنی جمنے کو کہتے ہیں سورہ المرسلات ۲۵، ۲۶ کفات کا معنی مرنے کے انسان حیوان حشرات اپنے اندر جمع کرتے ہیں زمین کے ایک صفت مد ہے اللہ نے زمین کو کھینچا ہے کہتے ہیں طول میں کھینچنے کو جیسا کہ سورہ حجر آیت ۱۹ میں آیا ہے زمین کی ایک صفت محد ہے محد کہتا ہے گھوارے کو کہتا ہے اتنا نرم رکھتا ہے جو بچے کو آرام سے سلائے بچہ جب گھوارے میں ہوتا ہے تو وہ اپنی درد والم بھی اظہار نہیں کرسکتا جیسا کہ سورہ مریم آیت ۲۹ میں اس وجہ سے انسان یہاں سوتا ہے جس طرح بچہ گھوارے میں سوتا ہے انسان اس سے سوتا ہے سورہ نبأ آیت ۶ زمین کی ایک صفت انباء ہے یعنی اگانا یہاں سے زراعت نکلتا ہے جیسا کہ سورہ حج آیت ۵ میں آیا ہے سورہ روم آیت ۹ میں زمین کی ایک صفت ذرع ہے جیسا کہ سورہ طارق آیت ۱۲ میں آیا ہے زمین کی ایک صفت صدع ہے یعنی شگاف کو کہتے ہیں ذراعت دانے اگتے وقت زمین کو شگاف کرتے ہیں لھذا زمین ذات صدع ہے صدع شق کو کہتے ہیں یعنی جو چیز بہت سخت ہو اس کو شق کرے جیسا کہ سورہ عبس آیت ۲۶ میں آیا ہے ایک صفت زمین حرز ہے احتز ربت سورہ حج آیت ۵ سورفصلت آیت ۳۹ زمین کی ایک صفت خبط ہے سورہ نحل آیت ۲۵ نخرج الخبط خبط یعنی پوشیدہ خبایا کہتے ہیں زمین کی ایک صفت زخرف ہے یعنی تزیین پسند جائے آرائش زمین کی زینت درخت ہے پھول ہے نباتا ہیں زمین کی ایک صفت نقص ہے زمین میں کمی ہوتی ہے زمین کی ایک صفت طرف ہے ننقصها من اطرافها ہم اطراف میں نقص کریں گے زمین کی ایک صفت طہر ہے مادہ طُہر ہے مادہ طہر یطہر طہرا کہتے ہیں پوشیدہ سے نکلنے کو سورہ فاطر آیت ۴۵ زمین کی ایک صفت قطر ہے افطار یعنی اس کی اطراف واکنار ہے جوانب ہے سورہ احزاب آیت ۱۴ زمین کی ایک صفت نکب ہے سورہ ملک آیت ۱۵ ان تمام کلمات میں زمین کی خصوصیات صفات بیان کرنے کے لئے آیا ہے۔

قمر

کتاب الفاظ طبیعہ ص ۱۸۰ قمر وہی ہے جو سب آسمان میں دیکھتے ہیں کلمہ قمر مشتق ہے قمرہ سے قمرہ سے قمرہ کا معنی قمرہ لون الابیض یمین الی الحمرہ قمرہ سفید کو کہتے ہیں جو سبز کی طرف مائل ہے یا سفید ہے جس میں زمینی رنگ کی طرف مائل ہے اگر اقمر کہیں گے تو اس کا معنی ہے بہت سفید خود مذکر ہے اس کا تثنیہ قمرا آتا ہے اقمرت لیلتنا یعنی اذا لت اقمرت تمرت قمر قمر کہتے ہیں دیکھنے کے دوران گزرنے کے بعد اس سے پہلے دوراتوں کا ھلال کہتے ہیں یونی تیسری رات کو قمر کہتے ہیں قمر کا جمع اقمار آتا ہے قمرہ بھی آتا ہے کلمہ قمر قرآن میں دوبار تکرار ہے ۲۷ جگے پر اسی معنی میں بتایا ہے قرآن میں قمر

سے متعلق وابستہ کلمات ا

ا۔عرج ہے عرج کہتے ہیں میل کو راستہ مائل ہے راستے اگر کسی طرف مائل ہے تو کہتے ہیں انعرج راستے سے نکل گئے ہیں کلمہ عرج ابجد کی حساب سے ۱۵۰ اہے کلمہ عروج لغت میں ارتقاء کو کہتے ہیں معرج مسعد لغت سیڑھی کو کہتے ہیں جیسا کہ معارج ۴ میں آیا ہے عرجون ایک چیز ہے جو چاند سے شبہات رکھتا ہے یہ کلمہ سورہ یٰسین آیت ۳۹ میں آیا ہے عروج انعراج سے ہے اس کا معنی انعطاف کو کہتے ہیں قدر چاند سے مربوط دوسرا کلمہ قدر ہے قدر کل شیء ومقدارہ ہر چیز کی مقدار کو مقیاس کو کہتے ہیں یعنی کسی چیز کا اندازہ قدرہ یعنی کسی چیز کا اندازہ لگایا کسی چیز کی مقدار تین چیز سے ہوتی ہے

ا۔کسی چیز کے بارے میں سنجیدگی آمادگی پختگی تقدیر کرنا آمدگی سے

۲۔علامات سے اندازہ لگانا

۳۔اپنے نیت میں لائے ہوئے کو انجام دینے کا نیت کرنا یعنی نیت کو کہتے ہیں قدرت امر یعنی نو یتہً، یہاں سے تدبیر کو قدر کہتے ہیں کلمہ قدرت بھی اسی سے بنی ہے طاقت کے لئے استعمال ہوتا ہے تو قید کے لئے استعمال ہوتا ہے چاند سے مربوط ایک دفعہ ذکر ہوا ہے سورہ یٰسین آیت ۳۹ اما سورج سے ملا کے دو دفعہ قدر سورج سے ملا کے ذکر ہوا ہے سورہ انعام آیت ۹۶ سورہ یٰسین آیت ۸ سورہ فصلت آیت ۱۲ انزل مادہ نزل سے منازل آیا ہے قمر کے بارے میں منازل نزل کا مصدر ہے منازل جمع منزل مکان نزول قمر جہاں قمر گزرتے ہیں یعنی چاند گزرنے کے راستے کو منازل کہتے ہیں یہ منزل جو ہے ہر رات ایک جگہ گزرتا ہے یہ ۲۸ جگہ ہے منازل قمر میں نہ خطر ہے نہ کوتاہی ھلال ایک لفظ جو چاند سے مربوط ہے ھلال ہے اصل ھلال بچہ ماں کی پیٹ سے زمین پے جب گرتا ہے تو آواز نکلتا ہے اس کو کہتا ہے اس مناسبت سے چاند کو ھلال کیوں کہتا ہے؟ چاند دیکھنے کے موقع پر لوگ انتظار کرتا ہے دیکھتے ہی آواز بلند کرتا ہے تو اس کو دیکھنے کو استھلال کہتے ہیں یہ ھلال کا لغوی معنی ہے اما چاند کے حوالے سے کہتے ہیں چاند کے حوالے سے نحرہ ھلال کہتے ہیں جب لوگ آواز نکالتے ہیں اول دوم رات کو کہتا ہے دوسرے کے بعد قمر کہتا ہے قرآن میں اھلہ جو جمع ھلال ہے سورہ بقرہ آیت میں آیا ہے۔

کونیات میں دوسرا عالم نفس اللہ نے اس نفس کو کس طرح بنایا ہے اس کی نظام ساختگی میں اللہ کی کتنی نشانیاں ہیں عالم کونیات والوں کا کہنا ہے جو کچھ عالم آفاقی میں ہے وہ سب اس عالم انفس میں پایا جاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے آیات نشانیانی ہمیں اس نفس میں پایا جاتا ہے ہر ایک کو غور خوص دقت وباریکی سے دیکھنا سوچنا چاہئے آئے دیکھتے ہیں اُپر سے شروع کرتے ہیں

ا۔انسان کا اصل وجود سر کا روجود انسانی میں سلطان انسان کا سر ہے اس سر میں اللہ نے کیا کیا چیزیں رکھی ہے ایک ایک کا

جائزہ لیتے ہیں

۲۔ناک وہ پہاڑ مانند چیز ہے جو اللہ نے چہرے کے درمیان میں نصب کیا ہے یہی ناک ہے جو انسان کی چہرے کو حسن وجمال دیتا ہے اگر یہ نہ ہوتی تو کتنے بدصورت بنتے جتنا ناک جو ہے خوبصورت ہونگے اتنا چہرہ خوبصورت نظر آئے گا یہ اس کی موقعیت لیکن اللہ سبحانہ نے اس میں کیا کیا چیزیں اللہ نے اس انسان کے لئے سر مند حیات بخش چیزیں رکھی ہے

ا۔حس شامہ چیزوں کی ادراک بو کے ذریعے درک کرین انسانوں میں یہ درجات تفاوت سے حس پایا جاتا ہے بوئے گند وخوب اس سے تمیز ہوتا ہے اس شامہ کے ذریعے ضرر رسائی چیز فائدہ مند چیز غذا دوا کا حکم صادر کرتے ہیں

۲۔استنشاق اس میں ناک میں دو خانے بنائی ہے دو دروازے بنائی ہے جس سے ٹھنڈی ہوا کھینچتی ہے ٹھنڈی ہوا کھینچ کے وہاں سے دل کو ترسیل کرتا ہے ہوا وجود انسانی کے لئے انتہائی ضرورت ناگزیر ہونے کی وجہ سے ناک کو ہمیشہ کھلا رکھا ہے تاکہ ہمیشہ کھلا رہے اس سے راحت ملتا ہے سکون ملتا ہے یہاں سے بطور مداوم ہوا مسلسل دل کو سپلائی ہوتا ہے اس وجہ سے زبان کی طرف سے جانے کی نیاز مند ہوجاتا ہے یہاں سے زبان بند ہوجاتا ہے

۳۔ناک کی اندر خالی رکھا ہے

۳۔بڑا نہیں کیا ہے تاکہ ہوا بہت تند تیز نہ ہوجائے اس کو بہت تنگ بھی نہیں رکھا ہے تاکہ ضروری ہوا اندر جانے سے نہ روکے یہ خالی جگہ مستطیل رکھا ہے لمبا تاکہ ہوا اس میں جاری رہے اوراس کی ٹھنڈائی کو کم کرے تیز ٹھنڈی کو کم کرے پھر دماغ کو بھی فراہم کرتی ہے دماغ زیادہ تیز نہ ہوجائے یہ ہوا جو ناک کے ذریعے کھینچتے ہیں اس کا دو حصے ہوتے ہیں ہوا کا ایک حصہ دماغ کو جاتا ہے دوسرا حصہ پھیپھڑا کو جاتا ہے پھیپھڑا جو ہے آلات نطق میں سے ہے تاکہ جو داخلی ہے خالی جگہ ہے جہاں وہ ہوا کھینچ کے دماغ کو بھیجتا ہے وہاں سے دماغ میں جو گندی چیزیں ہیں فالتو فضلات جس کو ناک خانےمیں بھیجتی ہے وہاں سے باہر نکلتا ہے اس سے دماغ کو راحت ملتا ہے سکون ملتا ہے یہاں روک کے رکھتا ہے اس سے دماغ کو راحت ملتا ہے سکون ملتا ہے یہاں روک کے رکھتا ہے بہر نہیں نکلتا ہے اگر یہ باہر نکل کے رکھے تو برا ہوتا ہے اس میں دو خانے بنائے ہیں اگر ایک بند ہوجائے یا ایک کے لئے کو عارضہ پیش آئے بیماری ہوجائے ہوا جاری نہ ہوسکیسو نگ نہ سکے تو دوسرا عمل کو جاری رکھ سکتا ہے اب یہ نظام بتاؤ یہ نظام کس نے بنائی ہے یہ جو ہوا ناک کے ذریعے پھیپھڑے کو جاتا ہے پھیپھڑے میں جو گرمی ہے وہ کم کرتا ہے پھر دل سے باقی رگوں میں جاتا ہے بدن کے ہر چیز ہر حصے میں جاتا ہے جب یہ ہواااا ندر میں گرم ہوتا ہے اور بے فائدہ ہوجاتا ہے تو پورے بدن سے نکل جاتا ہے پھیپھڑے کی طرف جاتا ہے پھیپھڑے حلقوم کی طرف جاتا ہے پھر وہاں سیناک میں جاتا ہے وہاں سے نئے

ہوا داخل کرتا ہے ایک نفس انسان کے اندر داخل کرنے کے لئے اللہ نے یہ سارے نظام کیا ہے کہتے ہیں یہ جو ہوا ہے ناک کے ذریعے اندر جاتا ہے ۲۴ گھنٹے میں ۲۴ ہزار نفس کھینچتا ہے ہر نفس اللہ کی ایک نعمت ہے اس سر میں دوسرا عجائب گھر

فم ہے دھان یہ محل عجائب گھر ہے اس کے اندر کیا کیا چیزیں رکھا ہے باب طعام وشراب ہے یہاں سے کھانا پینا اندر جاتا ہے نفس وکلام ہے یہاں سے بکلتا ہے انسان کی آرزو خواہشات کا ترجمان زبان نقل علوم کا وسیلہ یہاں تشریف فرما ہے دل کی ترجمان اور دل کا پیغام رساں اس فم میں ہے دل انسان کے مملکت میں بادشاہ ہے دل حرارت طبیعی سے بھرے ہوئے ہیں دل میں حرارت ہے جب ٹھنڈی ہوا اندر داخل ہوتا ہے تو اندر کی ہوا میں اعتدال ہوتا ہے ایک گھنٹہ وہاں وہ گرم ہوتا ہے جلتا ہے تو دل محتاج ہوتا ہے اس کو نکالے اس کو بہر نکالنے سے نرخرے سے آواز نکلتی پھر جو ہے حلقے زبان شفتین دانت سب حرکت میں آتا ہے یہ آواز جو ہے دانت کی اختلاف کی وجہ سے مختلف حروف نکلتا ہے پھر اللہ نے ان حروف کو ترکیب بنا کر قلب کا پیغام بناتا ہے اس میں اللہ نے لسان رکھا ہے جو سب سے زیادہ فائدہ مند سودمند چیز ہے یہاں قوہ ذائقہ رکھا ہے دل کی مزاج کو معتدل رکھا ہے اعدال دیتا ہے اس زبان کی سیدھا کرنا ٹیڑا کرنے کی گنجائش رکھا ہے طبیب کو اندازہ ہوتا ہے زبان میں خشونت کتنا ہے صاف کتنا ہے سفید کتنا ہے سرخ کتنا ہے کٹائی کتنا ہے یہ لسان بڑا دلیل ہے معدے کی حالات بتاتے ہیں کہ دل کتنا صحت مند ہے یا خراب ہے اللہ نے اس زبان کو خالص گوشت رکھا ہے اس میں ہڈی نہیں رگ نہیں تا کہ وہ آسانی سے حرکت کر سکے حرکت کرنے میں مشکل نہ ہو انسان کے وجود میں سب سے زیادہ متحرک عضوء زبان ہے دیگر اعضاء اگر زبان جیسا حرکت کرے تو وہ برداشت نہیں کرتا بیٹھ جاتا ہے زبان سب سے زیادہ سیدھا اور سب سے زیادہ لطیف ہے اعضاء یوں انسان میں زبان جو مملکت بدن میں رسول اور بادشاہ کی مانند ہے اس کی مزاج سب کے بہتر معتدل مزاج ہے۔ زبان پورے اندر جہاں گمائے گما تا ہے اگر اس میں ہڈی ہوتا تو وہ حرکت نہیں کرسکتا اس سے کلام بھی نہیں کرسکتا ذوق بھی نہیں نکلتا اللہ نے زبان تک رسائی کے لئے دو حصار بنائی ہے ایک دانتوں کے حصار ہے دوسرا فم کے حصار ہے فم کی حرکت اختیاری ہے لسان کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے اللہ نے آنکھ کو بچانے کے لئے ایک حصار بنایا ہے وہ پلکیں ہیں آنکھ کے لئے بنایا کان کو نہیں بنایا کان کو کھلا چھوڑا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ زبان کی اہمیت بہت خطیر ہے بڑا مقام ہے زبان کا فم کے اندر ہونے کی مثال دل کی مثال ہے جو صدر میں ہوتا ہے دل سینے میں ہوتا ہے لسان فم کے اندر ہوتی ہے آفات کلام آفات نظر سے زیادہ ہے اسی آفات نظر آفات سمع سے زیادہ ہے تو سب سے زیادہ آفات کے لئے دو حصار بنایا ہے متوسط کے لئے ایک بنایا جو سب سے کم ہے اس لئے حصار نہیں رکھا آزاد چھوڑا ہے فم کی خصوصیات میں سے وہ ہے جو زیادہ رطوبت والے ہیں رطوبت اس میں ختم نہیں ہوتا کڑوا نہیں ہوتا جس طرح کان کی رطوبت ہوتا ہے یہ بہت کڑوا ہوتا ہے نہ گندا ہوتا ہے ناک کی رطوبت کی طرح وہ گندہ ہوتا ہے زبان کی رطوبت شیریں میٹھا ہے اس کی حکمت یہ ہے طعام شراب یہاں سے خلط ہو کے جاتا ہے کھانے کی چیزیں اندر اس پانی سے امتزاج ہوتا ہے مخلوط ہوتا ہے اگر یہ پانی نہ ہوتے تو انسان کو لذت نہ ہوتے جب لذت نہ ہو تو کھانا نہیں کھاتے کھانا نہیں کھائیں گے تو ختم ہو جائے گی بہت سے کھانے کھانا نہیں

بنتا جب تک اس کو پکایا نہ جائے اس لئے یہاں اللہ نے کٹائی کا بندوبست کیا ہے الگ الگ کرنے کا کوٹنے کا قطع آگے کی دانت کرتا ہے۔

ذرہ:

ذرہ کتاب معجم فلسفی ڈکٹر جمیل صلیبا جلداول ص ۵۸۸ ذرہ اس جز کو کہتے ہیں جو قابل تجزیہ نہیں ہے جز لایتجزیٰ ثابت کرنے والے فلسفہ ولیب ہے دیمقریطی ایبفوروس، لوکریس، دیمقریطس نے کہا ہے جو ہر فرد ابدی ہے متعلمین نے کہا ہے جو ہر فرد قابل قسمت نہیں قطع کرسکتا ہے نہ توڑ سکتا ہے نہ اس کے لئے نشان لگا سکتا ہے اما محدثین فلاسفہ یعنی فلاسفہ جدید انھوں نے لفظ ذرہ کے بارے میں کہا ہے ذرہ وہ عنصر مادی کا سب سے چھوٹا جز ہے ممکن ہے یہ ترکیبات کیمیاوی میں کام آجائے انھوں نے ابھی تک اس سے چھوٹا کوئی ذرہ ثابت نہیں کیا ہے لیکن انکار بھی نہیں کیا ہے کہ آیدہ اس سے چھوٹا ذرہ ثابت کرے ممکن ہے اس سے چھوٹا دقیق ذرہ کشف ہوسکتا ہے لیکن علماء نے آخری دور میں اجزائے فیزک پر اطلاق کیا ہے جو قابل تقسیم نہیں جیسے ذرہاۃ برقی الیکٹرونک

حادث

معجم فلسفی جلد ا ص ۴۳۲ حادث اس واقع کو کہتے ہیں جو رونما ہوا ہے ہر حادث دو وجہ سے خالی نہیں

۱۔ کا معنی ہے وہ اپنے آپ اس موجود سے موجود ہے

۲۔ جس کی وجود کا کوئی ابتداء ہے دونوں حالات میں یہ امر مسلم محقق ہے سی ء حقیقت ثابت ہے حادث حقیقت متحرکہ منسوب بزمان ہے

طائر طیر مفردات راغب میں آیا ہے طائر ہر وہ صاحب پر کو کہتا ہے جو ہوا میں تیرتے ہیں سورہ انعام آیت ۳۸ سورص آیت ۱۹ سورہ نور آیت ۱۴۱ سورہ نمل آیت ۱۷ ،۲۰ میں آیا ہے یہاں حقیقت طیر کو آیا ہے جبکہ جگہ طیر سے معنی تفاعل لیا ہے سورہ اعراف آیت ۱۳۱ سورہ نمل ۴۷ سورہ یٰسین ۱۹ سورہ اسراء آیت ۱۳ طیور تفسیر طنطاوی جلد ۳ ص ۱۸۲ شیخ طنطاوی سے درخاست کی کہ وہ خلقت پرندوں کے بارے میں کچھ لکھے تو شیخ طنطاوی نے لکھا ہے اللہ نے پرندوں کے بھی تقسیم عادلانہ کی ہے جس طرح روئے زمین پر چلنے والی حیوانوں کا کہا ہے کہا ہے بعض آکل وماٗ کول ہے خود دوسرے کو کھاتے ہیں خود کو کوئی اور کھاتا ہے ان میں سے سرفہرست صفور ہے یعنی باز صفور شاہین کو کھاتا بذات بوم عزنان اللہ نے ان کے لئے الٹا چونچ دی ہے مخارب پنجہ دی ہے ریش طویل پر میں لمبا ریش ہے پاؤں کے کانٹے یہ چیزیں ان کے جسم سے مناسب دیا ہے تا اینکہ اس کو چلائیں جس طرح سواری کو چلاتے ہیں جس طرح مچھلی راستہ نہیں موڑ سکتے ہیں دئیں بئیں نہیں موڑ سکتے مناقر دیا ہے تا کہ ہوا ان کا رخ نہ بدل دے پرواز میں انھیں حواس قوی دیا ہے اس سے حواس قوی دیا ہے

زمین میں سب سے چھوٹی چیز بہت دور سے اس کا حس کرتا ہے عجیب ان کو قوۃ شامہ دی ہے دور سے وہ بو لیتا ہے بعض ان کے سرعت رفتار دی ہے جو کوئی انسان اسکا سوچ بھی نہیں سکتا کہتے ہیں نسر ایک گھنٹے میں ایک میل طے کرتا ہے کبھی حملہ کرتے ہیں لومڑی پر کبھی اونٹ پر کبھی بچے پر حالآنکہ ان کے وزن ۱۲ رتل سے زیادہ نہیں ہوتا ہے یہاں کچھ عجیب و غریب خفاش وغراب اور بوم کا ذکر کرتے ہیں تا کہ عقلا کے لئے یادداشت ہو اور حکمت ہو جوان کے ذھن میں فطور نہیں کیا ہو ہم علم سے دور ہو گئے تو ترقی ہم سے دور ہو گیا

تقسیم حیوانات

کتاب تفسیر جواہری طنطاوی جلد ۸ ص ۱۶۱ حیوانات کی تقسیم

۱۔ایک حیوانات جنگلات میں ہوتا ہے آزاد مستقل انسانوں سے دور زندگی کرتے ہیں اس میں ہرن حمار وحشی بقر وحشی ہاتھی شیر آتا ہے

۲۔دوسرے انسانوں کی سرپرستی میں نگرانی میں ان کے طفیلی میں زندگی گزرتے ہیں جیسے بکری مال مویشی گائے کتے وغیرہ۔لیکن اگر دیکھیں تو پہلا نوع جسمانی طور پر قوی نفسانی طور پر زکی فریس عملی میدان میں قدرت مند استقلال نظر آتے ہیں دوسرا انسانوں کے سامنے خضع اسیر اور ذلیل فکر وسوچ سے خالی ادراک سے محروم پائیں گے۔

کائنات

کتاب الحیوان جاحظ جلد ۱ ص ۲۴۲ اجسام کے حوالے سے جسمانیات کے حوالے سے تین حصول میں وہ تقسیم ہے منفق ہے مختلف ہے متضاد ہے منفق ہے کائنات دو حصوں میں تقسیم ہے جماد ہے یا نامی یا یوں کہیں گے نامی نچر نامی حکماء نے غیر نامی کے نام گزاری کی ہے اور نامی کا بھی نام رکھا ہے۔انھوں نے جماد کے لئے کلمہ موات استعمال کیا ہے لیکن افلاک بروج نجوم شمس قمر یہ غیر نامی ہے۔لیکن وہ ان کو جماد نہیں کہتے نہ جماد کہنا موات۔کیوں نہیں کہتے اس لئے یہ سب حرکت میں ہے۔جماد حرکت نہیں کرتے یہیں سے بعض کا عقیدہ ہے کہ یہ بروج مدبر کائنات ہے۔حیات رکھتا ہے حیوانوں کی حیات ان سے قائم ہے۔حالآنکہ دنیا جو ہے ان کو جماد کہتا ہے۔زمین جماد ہے موات بھی ہے اگر وہاں سے سبزی نہ اوگیں تو موات ہے فلاسفہ ما، ءنار، ہوا، زمین کو نہ جماد کہتا ہے نہ موات نہ ان کو حیوان کہتا ہے ارض ارا کین اربعہ میں سے ہے پانی، زمین، ہوا، نار۔حیوان چار قسم کا ہے شئی یمشی ایک قسم چلتی ہے ایک گروہ اڑتی ہے ایک گروہ تیرتی ہے ایک گروہ پیٹ پے چلتی ہے۔یعنی سائپ وغیرہ ہر طائر پرندے زمین پے چلتی ہے۔جو نہیں چلتی ہے نہ اڑتی ہے اس کو طائر کہتے ہیں

۲۔دوسرا جو ہے چار پاؤں کے چلتا ہے۔یہ جو چلتی ہے زمین پے اس کے چار گروہ ہے انسان ہے بھائم ہے درندے

ہیں حشرات ہے۔گرچہ حشرات کی برگشت بھائم سباع ہے(درندوں سے)ہوتا ہے۔

تقسیم طیران

طیر ہر وہ درندہ بہیمہ ہے سباع ہے حیوان سمیع ہے درندہ پرندے دوقسم کے ہیں۔ایک آزاد ہے(احرار)شکاری ہے جوارح رکھتا ہے ایک بفاس ہے جوسب سے بڑے پرندے چاہے سبع سے ہو یا بہیمہ جیسے لفسر رغربان بہ چیزیں گندہ ہے لئیم خیثش ،اسکے بعد جسم لطیف اور چھوٹا ہوتا ہے اس کے پاس اسلحہ نہیں شکار کے۔ہمج یہ طیر نہیں ہے۔لیکن طیور میں شمار ہوتا ہے جیسے حشرات حیاط سبعیت میں درندے۔میں سانپ خطرناک ہے لیکن اس کو سبع نہیں کہتا ہے۔پنجے والے ہیں گوشت کھاتے ہیں دیگر حیوانات کے بھی لھذا وہ گندگی کھاتے ہیں کتے خنزیر وغیرہ۔یہاں حیوانات کے بارے میں بحث وگفتگو اس ذاوئے سے نہیں کرتے کہ ایک خود کو حیوان شناس پیش کرے یا قاریوں کو حیوان واقسام وانواع بتائے بلکہ ذکر حیوانات سے مراد اس آیت کی تفسیر پیش کرنا ہے جہاں اللہ سبحانہ نے قرآن کریم میں زبان موسیٰ سے جاری کلمات کو نقل کیا ہے میرا رب وہ ہے جس نے اسے خلق کرنے کے بعد اسے اس کی منزل کی طرف ھدایت ورہنمائی کی ہے حیوانات سے ہو مخلوقات ہے جس کی ہر حیوان کی اعضاء وجوارح ہے ان کی خاص کردار ہے۔انھیں کسی نے تعلیم و تربیت نہیں دی ہے یہ اعضاء کسی نے ان کے جسم میں نہیں رکھی ہیں جسے اللہ نے ان کی خلقت کے ساتھ انہیں ھدایت کی ہے بعض کو ایسے حناجر دی ہے گلے دی ہے ترنم پسند آواز دی ہے ایسے آواز دلکش ترجیحات مبزول کرنے کی ایسے مخارج دی ہے۔بعض کو اتنے ایسے اعضاء دی ہے ان کو چونچیاں دی ہے ہاتھ دی ہے یہ معارف انھیں یہاں سے حاصل ہوا بعض کو ایک عجیب وغریب حس دیا ہے بغیر کسی تعلیم وترتیب تر نجیسہ تصتعیف کے ادادی ہے ایک ایسی اعمال انجام دیتا ہے جو عقلاء بشر صاحبان فکر سوچ نہیں سکتا۔فاسفہ بشر کی سمجھ میں نہیں آتا یہ کسی آلہ کے ذریعے ممکن نہیں ان میں سے بعض حیوانات اللہ نے قرآن میں ذکر کیا ہے سورہ عنکبوت سورہ نمل سورہ نحل۔

کونیات

مچھلی

۔عربی میں اس کو سمک کہتے ہیں اس کا واحد سمکہ آتا ہے جمع اسماک سموک آتا ہے اس کی انواع کثیر ہے یہ مختلف الانواع ہر نوع کے اسماء ہیں حدیث میں آیا ہے اللہ نے ایک ہزار سمک پیدا کی ہیں ان میں سے چار سو خشکی میں ۶ سو دریا میں ہوتے ہیں اس کی بڑے اور چھوٹے میں کوئی حد نہیں اسکا بڑا وہ ہے کہ اسکا انتہا پتہ نہیں چلتا ہے اتنا بڑا ہے لمبائی چوڑائی حد نہیں اور بعض چھوٹا ہے نظر میں نہیں آتا ہے سب کی پناہ گاہ جائے سکونت پانی ہے حیوان بری خشکی وہ ھوا سے زندہ رہتا ہے وہ ناک سے ہوا لیکر پھیپھڑوں تک پہنچاتا ہے جس طرح بری ہوا سے زندہ ہے مچھلی پانی سے زندہ ہے جسطرح حیوانات ہوا سے بے نیاز نہیں ہوتا ہے مچھلی جو ہے پانی سے بے نیاز نہیں ہوتا ہے حاجز نے کہا ہے مچھلی پانی کی

خالق کونیات ﴿۷۹﴾ (۲۱ ذیقعد ۱۴۳۹ھ)

گہرائی میں تہ میں اللہ کا تسبیح کرتا ہے مچھلیوں کی غذا مچھلی ہی ہوتا ہے وہ مچھلی کھاتا ہے کہتے ہیں بعض مچھلی پانی کے اُوپر تیران کرتے ہیں مچھلی کا معدہ اس کے گردن کے نزدیک ہے اس کے لئے گردن بھی نہیں آواز بھی نہیں اس کے اندر ہوا نہیں جاتی کہتے ہیں پھیپھڑا نہیں ہے کہتے ہیں گھوڑے کا پتہ نہیں ہوتا ہے نعامہ کا دماغ نہیں ہوتا ہے چھوٹے چھوٹے مچھلی بڑوں کے حفاظت میں ہوتا ہے لھذا وہ دریا میں نہیں جہاں کم پانی ہو وہاں ہوتا ہے جہاں بڑے مچھلی ہو وہاں نہیں ہوتا ہے

ھُد ھُد ۔دونوں ھا پے ضمہ دونوں دال ساکن ایک معروف پرندہ ہے جسم الوان کثیرہ ہے مختلف کثیر الخلوط ہے کنیت ابوالاخبر ابوثمامہ ابوربیع ،ابوروح ،ابوسجاد ،ابوعباد ،ھد ھد ایک پرندہ ہے اس کا ہوا بہت گند ہے بو۔بدبو والا ہے۔ ھد ھد کی جمع ھُدا ھُد آتا ہے یہ ایک مشہور پرندہ ہے اس کے جسم پر مختلف قسم کے دھار ہیں اس کے سر پر تاج ہے اس کی کنیت ابوالاخبار ،بوثمامہ ،ابوربح ،ابوسجاد ،بوعباد یہ فطری طور پر بدبودار ہوتا ہے اور خود بھی بدبو سے لگا ؤ رہتا ہے یہ اپنا آشیانہ گندی جگہوں پر بناتا ہے ھُد ھُد جو ہے زمین کے نیچے تہ زمین پانی کا خبر دیتا ہے زمین کے نیچے پانی نظر آتا ہے جس طرح انسان گلاس کے اندر پانی نظر آتا ہے حضرت سلیمان سفر میں رہتے تھے تو اس کے پانی کے رہبر تھے اسی لئے ہمیشہ ان پر کڑی نظر رکھتے تھے کہ وہ غائب نہ ہو جائے حضرت سلیمان نے جب تعمیر بیت المقدس سے فارغ ہو گئے تو آپ نے حج کی نیت سے مکہ کی طرف رخ کیا اپنے ساتھ انسانوں کے علاوہ جنات شیاطین پرندے اور دیگر جانوروں کو بھی ساتھ لیا یہ سب شامل ہونے کی وجہ سے سوفرسخ پر پھیلے ہوئے تھے تو آپ حرم میں پہنچے وہاں کچھ دن قیام کیا مکہ کے قیام کے دوران پانچ ہزار اونٹ پانچ ہزار بیل بیس ہزار بکریاں ذبح کرتے تھے یہاں پر حضرت سلیمان نے آخری نبی کی خبر سنائی حضرت سلیمان مکہ کے بعد یمن کے سفر کا ارادہ کیا روانہ ہو گیا اس وقت صفاء میں دوپہر کا وقت ہو گیا تھا مکہ سے صنعہ ایک مہینے کی سفر تھی یہاں کے سرسبز و شاداب دیکھ کر یہاں کچھ دیر رہنے کا ارادہ فرمای جب حضرت سلیمان یمن میں رک گئے تو ھد ھد نے خود کو گشت کرنے کا ارادہ کیا ادھر ادھر گشت کرے جب اس نے دنا کے طول وعرض مشرق و مغرب پر نظر ڈالی تو بلقیو کا قلعہ باغ نظر آیا وہاں ایک ھد ھد پہلے سے تھے یمنی ھد ھد تھے سلیمان کی ھد ھد اور یمنی ھد ھد میں تبادلہ خیال ہوا یمنی ھد ھد نے سلیمان کے ھد ھد سے کہا کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاتے ہیں ھد ھد نے سلیمان کی رعب دبدبے سے آگاہ کیا ہر چیز ان کے تابعدار ہیں تو یمنی ھد ھد نے سلیمانی ھد ھد سے بلقیس کی بادشاہت کی خبر دی

چیونٹی

(نمل) مشہور حیوان ہے نمل جمع ہے اس کا مفعد نملہ آتا ہے اور جمع نمّال آتا ہے چیونٹیوں کی خصوصیات چیونٹیوں کے ہاں زواج نہیں ہوتی نہ ان میں جوڑے ہوتے ہیں ہم بستری کا کوئی طریقہ نہیں ہے بلکہ ان کے جسم سے معمولی چیز نکلتی ہے وہ بڑی ہوتی ہے انڈے کی شکل اختیار کرتی ہے پھر اس سے نمل نکلتی ہے یہ اس کی افزائش کا طریقہ

ہے ہر انڈے کو بیضہ اور بیض کہتے ہیں چیونٹیوں کے انڈے کو بیضاء کہتے ہیں یہ اپنے رزق کی تلاش بہت طریقے سے کرتی ہیں کوئی چیز ان کو ملتی ہے تو فوراً دوسروں کو بلاتی ہیں تا کہ سب مل کے کھائیں باقی جو بچ جاتا ہے وہ لے کے جاتی ہیں یہ کام کرنے والی چیونٹی دیگران کی سردار ہوتی ہے ان کی خصوصیات میں سے ہے کہ گرمیوں میں سردی کے لئے ارزاق جمع کرتی ہیں جمع ارزاق میں ان کی عجیب وغریب تدابیر ہیں اگر جو چیز جمع کی ہے وہ اگنے کا خطرہ ہو تو اسکو وہ دو ٹکڑے کرتی ہیں دھنیا کے چار ٹکڑے کرتے ہیں کیونکہ اس کا دو حصہ کریں گی تو وہ اگتے ہیں۔ جب دانہ بد بودار اور سڑھنے کا خطرہ ہوتا ہے تو زمین کے اُپر لا کر اس کو سوکھا دیتی ہیں پھر اپنی جگہ واپس لے جاتی ہیں عام طور پر یہ کام چاند کی روشنی میں کرتی ہیں کہا جاتا ہے چیونٹیوں کی زندگی کی بقاء کھانے کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ اس کے جسم میں پیٹ نہیں کہ جس میں کھانا نفوذ کرے اس کے جسم میں دو حصے ہیں دونوں الگ الگ ہے اس کو دانہ کاٹتے وقت جو بو نکلتا ہے وہ اس کو سونگھتی ہیں اس سے اسے طاقت ملتی ہے اور یہی اس کے زندہ رہنے کے لئے کافی ہے چیونٹی کے علاوہ انسان اور عقعق یہ تینوں اپنا کھانا جمع کرتے ہیں عقعق اپنے لئے کھانا جمع کرنے کے لئے خفیہ جگہ بناتے ہیں چیونٹیوں کی قوت شامہ بہت تیز ہوتی ہے ان کی موت کے اسباب میں سے ان کے پر نکل آنا ہے اس سلسلے میں مشہور ہے چیونٹی کے پر نکل آئے ہیں یہ ایک ضرب مثل ہے جس کسی کی موت واقع ہونے والی ہو تو کہتے ہیں اس کے پر نکل آئے ہیں جب چیونٹیوں کے ہاں یہ نوبت آتی ہے تو پرندوں کی خوشحالی آتی ہے چونکہ وہ اڑتے ہوئے پرندوں کا شکار کرتے ہیں۔

﴿ومامن دابۃ الا علی اللہ رزقھا﴾ ہر جاندار کو رزق اللہ دیتا ہے۔ دیکھیں مخلوقات اپنا رزق کہاں سے کھاتی ہیں کتاب حیوان جاحظ جلد ۶ ص ۴۷۸ پر آیا ہے تعجب ہے حیوان کا ارزاق کیسا ہے کہتے ہیں بھیڑیا لومڑی کھاتا ہے خود لومڑی کہاں سے کھاتی ہے وہ قنفذ کھاتی ہے قنفذ کہاں سے کھاتی ہے وہ سانپ کا شکار کر کے کھاتی ہے سانپ عصفور کھاتا ہے عصفور جرات کا شکار کرتے ہیں جرات ذنابیر کے بچے کھاتے ہیں زنبور نحلہ یعنی شہد کی مکھی کھاتا ہے شہد کی مکھی دیگر مکھیاں کھاتی ہے دیگر مکھی بعوضہ کھاتی ہے

طیور

کتاب حیوان جلد ۷ ص ۲۸ پر آیا ہے طیر کا ذکر سورہ آل عمران آیت ۴۹، ۱۳۱ سورہ مائدہ آیت ۱۱۰ سورہ یوسف ۴۱ سورہ آیت ۳ سورہ نمل آیت ۱۶، ۱۷، ۲۰ سورہ انبیاء آیت ۶۳، ۷۹ سورہ حج آیت ۳۱ سورہ اسراء آیت ۴۴ میں آیا ہے کتاب الحیوان جلد ۷ ص ۳۱ پر طیر کا ذکر آیا ہے منخر خشارم کہتے ہیں ذباب العین العصفور انسانوں نے پرندوں کا نام رکھا ہے غراب سد عورتوں کے نام فاختہ حمامہ لوگوں کے نام یمام یمامہ لوگوں کے نام سمامہ شاھین عقاب قناقنیہ وصفور نقاض حجل قتامی۔

انسان اس کائنات کا ایک جزء ہے کائنات کا ہر جزء بہت سے قوانین کے اندر محدود و محکوم ہے۔

ا۔ انسان دیگر اجزاء کی بنسبت سب سے زیادہ محکوم قوانین ہے

۲۔وہ قانون محیط ہواو بارش حرارت کے اندر محکوم ہے۔

۳۔قوانین اجتماعی کے اندر محکوم ہے۔

۴۔قوانین تکوینی کے اندر محدود ہے۔

۵۔وہ قانون معاشرتی ریاستی آج کل کے مصطلح کے مطابق حکومتی قوانین کے اندر محکوم ہے۔

۶۔وہ قانون ریاست کے اندر محکوم ہے ان قوانین سے کسی بھی لمحہ الگ ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

وہ انسان جو کہتا ہے عزاداری کسی ضابطہ اخلاق کو نہیں مانتا ہے کسی قانون کو نہیں مانتا کسی حدود وقیود کو نہیں مانتا ہے اسکا مطلب وہ لاقانونیت کا قائل ہے لہٰذا یہاں سے یہ نتیجہ آسانی سے اخذ کرسکتا ہے وہ ضرب اسلام کے لئے وجود میں لایا ہے یہ ہر انسان کے لئے چیلنج ہے باعث افسوس ہے جو یہ صدا سن کر خاموش رہتا ہے یہ لشکر ابرہہ ہے جو اپنے ساتھ پندرہ ہاتھی لایا تھا اور تاکہ وہ اپنی خراطہ سے مقدسات اسلام کو اکھاڑیں وہ ہاتھی ابرہہ ہے وہ انسان نہیں۔

آسمان

آسمان سمو سے بنا ہے سمو کا معنی ارتفاع بلندی ہے ابن فارس نے سین، میم، واو سے مرکب سمو کے معنی غلو سے کیا ہے یہ علو پر دلالت کرتا ہے سمٰوٰت یعنی اذا الحکوت سمیت بھی کہتے ہیں علوت علیّت سے سموسمیت سے یعنی سموارتفاع اسماء یعنی اعلیٰ سماء اس میں کل ماعلات باکل سقف فھو سماء ہر نیچے کے اپر کو سماء کہتے ہیں اس کے نیچے کو ارض کہتے ہیں اس طرح آخری آسمان کا ارض نہیں ہوتا یہ سماء بلا ارض ہے آسمان سات ہیں سورہ طلاق آیت ۱۲ میں اتنی برابر زمین ہے اسماء التی زمین پے سایہ لگایا ہے یہی ہمارا موضوع بحث ہے جو زمین پر سایہ فگن ہے اس کے بارے میں گفتگو کرتے ہیں سماء صیغہ مؤنث ہے چونکہ اس کی جمع سماواۃ ہے عام طور پر عام لغویین سماء کو مؤنث قرار دیا ہے قرآن میں بھی سماء مؤنث آیا ہے سورہ زاریات آیت ۲۷ صاحب صحاح لغات نے کہا ہے سماء مذکر و مؤنث دونوں استعمال ہوا ہے مثلاً زاریات میں سماء مؤنث قرار دیا ہے سورہ مزمّل آیت ۱۷ میں مذکر قرار دیا ہے ابن سعید نے کہا ہے سماء کے لئے مذکر بھی صحیح ہے مؤنث بھی صحیح ہے سماء سے متعلق کلمات

۱۔سقف کو سماء کہتا ہے اس کی دلیل کہ سماء سقف کو کہتے ہیں سورہ حج آیت ۱۵ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ اللہ اپنے نبی کی مدد نہیں کرتا ہے تو گردن میں رسی آسمان سے کوئی چیز باندھ نہیں سکتے مراد چھت

۲۔سحاب کو آسمان کہتے ہیں بارش کو آسمان سے نہیں برسایا ہے بلکہ بادل سے برسایا ہے

۳۔مطر یعنی بارش مطر کو بھی سماء کہا ہے چونکہ یہ اپر سے نازل ہوتا ہے بہت وہ الفاظ کلمات جو سماء سے مراد ہے ان کو سماء کہتا ہے ان میں سے ایک بنا ہے اس کی نقیض منہدم کرنا سورہ بقرہ آیت ۲۲ بنا سے مراد قبہ ہے یہ جو آپ کو نظر آتا ہے آسمان سورہ نزعات و آیت ۲ آسمان سے مربوط کلمات میں سے ایک برج ہے برج مکان مرتفع کو کہتے ہیں انچے مکان برج کا

معنی بروو ظہور کو کہتے ہیں سورہ احزاب آیت ۳۵ بروج حصون وقلعہ کو کہتے ہیں اسی سے آیا ہے سورہ احزاب آیت ۳۵ ااذ اتبرجن......آیت لکھنی ہے ﴾ جاھلیت کی طرح نہ نکلے سورہ برج آیت اسورہ حجرات آیت ۱۶

شمس

الفاظ طبیعت ص ۷۴۷ الشمس معروف مشہود جرم چراغ کائنات ہے جہاں اس جرم کو شمس کہتا ہے اس سے منتشر روشنائی کو بھی شمس کہتا ہے شمس کی شموس آتا ہے گویا اھل لغت نے ہر علاقے کے لئے ایک شمس تصور کیا ہے شمس کی کی مختلف صیغے ہیں شمس، الشمّس، شموس شامس جہاں بادل نہ ہو حرارت زیادہ ہو کلمہ شمس قرآن میں اکثر و بیشتر مؤنث آیا ہے سوائے بعض جگہ شمس سورہ بقرہ آیت ۲۵۸ سورہ کھف آیت ۱۸ سورہ یٰسین آیت ۴۰ سورہ تکوین آیت ا سورہ شمس آیت ا شمس مذکر آتا ہے سورہ انعام آیت ۷۸ شمس کبھی جرم کو کہتے ہیں جو آسمان میں ہے گردش میں ہے حرکت میں ہے کبھی اس سے پھیلے ضوء کو کہتے ہیں جو روشنائی کا سبب ہوتا ہے سورج وہ نور ہے جو طلوع ہوتا ہے اور آسمان میں ہی غروب ہوتا ہے شمس کو شمس اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا استقرار نہیں شمس لغت میں رنگین کو کہتے ہیں یعنی وہ ہمیشہ متحرک ہے اب آتا ہے وہ کلمات جو شمس سے مربوط ہیں ان میں سے ایک کلمہ دلوک ہے دلوک لغت میں ایک چیز کا دوسے چیز سے زوال ہونے جدا ہونے کو کہتے ہیں وہ کبھی افق مداوا سے ہوتا ہے زوال شمس سے مراد یا غیاب سے مراد مغیب میں جانے کو کہتے ہیں